بفیض خدای سخن آفرین و نقش بند مضامین رنگین

نظم دلفریب پراثر کلام بلاغت نظام مطبوع سخن سنجان باخبر المسمی

ریاض سحر

نتیجۂ فکر ناظم شیریں مقال فصیح اللسان نازک خیال شاعر مشہور شیخ امان علی صاحب متخلص بہ سحر

در مطبع کارنامہ لکھنؤ باہتمام محمد یعقوب زیور طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر خشک و تر مین تو ہی سب سے ظہور تیرا — دلمین جگہ ہی تیری آنکھون مین نور تیرا
موسی نی طور ہی پر دیکھا تھا نور تیرا — ہر شی مین دیکھتے ہین عاشق ظہور تیرا
یہ شان بی نیازی ممکن نہین بشر مین — ای کبریا سزاوار تجھکو غرور تیرا
بیکار جستجو ہی ہر شی مین تو ہی تو ہی — پھولون مین تیری بو ہی ذرون مین نور تیرا
ای آفتاب محشر اب جلد ہو برآمد — ڈھیوڑھی پہ منتظر ہی شور نشور تیرا
پوچھین گے جب فرشتی معبود کو سمجھین — آئیگا ذکر پہلے ای رب ضرور تیرا
کوثر پہ آکے ساقی چمکا دی میری قسمت — ہی چاند چودھوین کا جام بلور تیرا
ساقی کنارہ کش ہے کشتی ہی شکستہ — مشکل ہے بچنا غم سے ای دل عبور تیرا
واقف ہین کیا ہم ماہیت قمر سے — یہ اطلس فلک سے چھنتا ہی نور تیرا
تھا تجھکو آنا سیر یا ہو گئی قیامت — رستا ہی دیکھتے تھی اہل قبور تیرا
بخشش مین اب ... الا ... — ہو ذرہ سر مقرر خطا کا ہی بے قصور تیرا

رہنا نہ تھا تو ناحق گھر کیوں جہان بنایا … حامی یہ عقل کی ہی پختہ مکان بنایا
پست و بلند عالم تیری ہی ذات سے ہی … پیدا زمین بھی کی جب آسمان بنایا
چاہ ذقن میں لاکھوں یوسف گرے پڑے ہین … اچھا ثواب لوٹا جسنے کوان بنایا
کس چال سے مٹایا طاؤس کو چمن میں … شمشاد کو تراشا سرو روان بنایا
بیٹھا فقیر ہو کر بھٹی پہ رند تیرا … سب بیخبرون نے ملکر پیر مغان بنایا
داغ فراق دیکا مین عرش پہ ہین کیا … مجھکو بھی ماہ کامل اے آسمان بنایا
سبحان تیری قدرت سر پا صنعت مین ہی … معشوق کی دہن کو کیا خوش بیان بنایا
جس گل کو دیکھتا ہون شرمنده اپنی رنگت سے … تونے عجب چمن یہ اے باغبان بنایا
رہ رہ کے پوچھتے ہو حال گذشته دل کا … مجھکو حضور والا کیا قصه خوان بنایا

۳
رہ کون کا ہی گھر و دا سحر اپنا جسم خاک کے
دہ مجھکو بگاڑ نے کو اے مہربان بنایا
۱۶

اکی نورو زمین وحشت کا ہے سامان بنیا … تنی دنیا مین نکالا ہے بیابان بنیا
یہ کیا بو نکی عصب آتی ہی مغلوں سے … اک بھگت ہوتا ہے ہر روز مسلمان بنیا
خط کا آغاز کہین ہے کہین خسارے ہی صاف … سہو کاتب سے غلط لکھا ہے قرآن بنیا
حور بھی خلد مین ہونگی تو بس ایسی کی … آج پریون میں دیکھا ہوا اک انسان بنیا
باتون ہی باتون مین کچھ اونسی اکڑ جاتی ہی … قصه خوانونکی طرح روز ہے میدان بنیا
ہم بھی مر نے کو ڈھونڈ ہینگے کوئی قبر کہین … آپ بھی سوئین مبارک ہی دالان بنیا
وادی نجد کو مجنون کیطرح کیون ڈھونڈ ہین … وسعت دل سے ہے موجود بیابان بنیا
نہ دیا منہ کا اوگال ایک گلوری کیسی … ایسی مہنگی تو نہین کیا ہی چکنی پان بنیا
بیجا کھینچ کے اونکا جو گلے پر رکھ لون … دست وحشت کو ملے اور گریبان بنیا

دو تکلف یہ سبھی آج ہیں تاہم رنگین
جامہ زیبوں کی تجمل ہیں باہم تقلید
ای جنون آگی سینے تھے سب تجھ کا نور
گھر میں روز ایک پیر و کو لگا اٹھے ہیں
سب کے کچھ بات جو کی دل بی لاکھوں گویا
ایک ہی بات میں سب شعر بنا ہے گویا

تھی پرانی سو تو معشوق ہوا جان بنا
چاک ہوتا نہیں رشتہ ہی گریبان بنا
اب جو دامن ہی پرانا تو گریبان بنا
کہا کھاتے نہیں بیتاب کہ نہ ہو نقصان بنا
ہی ان احسان فراموشوں کا احسان بنا
نہی بندش ہو تو مضمون ہی پھر آن بنا

۴ سب زمینوں میں نئی شعر نئے لفظ نئے
ای تجھ سے نئے انداز کا دیوان بنا ۱۱

جہان گیا مرا حصہ تجھے وہان پوچھا
بلند شعر کے ہر زمین میں سے ہے
کہی یہ سیر چمن کو سنا کہ آئی خزان
یقین ہوتا ہے لفظوں کے سچ کیا ہیں
وہ منزلی پر اگر سو تنگ تجھ سے لے
تماشے دن ہی کہو یا گیا ہوں محفل میں
تجھا ہو تو یار ترے پیر کو سبھی خدا
کسی نے چاہ زنخدان میں نہ دل کی خبر
ہمالی بعد بنا کیا ہیں ہر جان میں
جہان بڑا قد جانان ہی کوئی سرو چمن

اوٹھا کے خدا کرم سر پہ آسمان پوچھا
کبھی بھی شعر سخن کو نہ آسمان پوچھا
شگوفہ دار بنا لیکے باغبان پوچھا
دماغ یار میں ہی آہ کا دھواں پوچھا
جنون میں تو کے کو سر کی پھر بیابان پوچھا
تجھے تو دیکھے اس وقت میں کہان پوچھا
جہان مار جو ہیں اس کو بھی مکان پوچھا
اگر کہیں میں جو پوست کا نشان پوچھا
سگ حضور کو کوئی نہ اور خزان پوچھا
وطن لیے سو یہ قفس کو یا نشان پوچھا

۵ سحر کو نزع میں پڑھوا تو یار کا کلمہ
دم اخیر سو او وقت امتحان پوچھا ۱۳

شراب پیتے ہیں ہم تغیر سے حجاب رہا | لبوں میں دل کی طرح شیشہ شراب رہا
خراب جسنے کیا سو رو عتاب رہا | سعید الملکوت آج تک خراب رہا
ہمیشہ یوں تو زمانہ میں انقلاب رہا | کسیکا کام نکلا تو کامیاب رہا
سبب سے ہو عالم ازل میں وہ حجاب رہا | جو اس خرابی میں آیا وہی خراب رہا
کسی میں کوئی کسیکا شریک حال نہیں | پڑا تو چین ملا روح پہ عذاب رہا
اوٹھے جو سوکر بجا لائے پہلے سجدۂ شکر | خیال رنگ رہیں سونیکا وقت خواب رہا
تڑپ تڑپ کے کٹی رات یاد گیسو میں | عجب طرح کا طبیعت کو پیچ و تاب رہا
تپ فراق میں سو بار گور ہوا انگشت | کبھی سقر ہوا روز یا شراب رہا
ستمگری میں بھی سوجھی وہ ملا کر ہر ذرہ | صبا ہم پیا سبھی نہ یہ رندی شراب رہا
کسیکے ساتھ نہ جائیگا نام ای منعم | زمیں میں آپ سکے مہر خطاب رہا
ہمارے ہاتھ بھی دو گز زمیں لگی آ | اسی طرح سے جو گردونکا انقلاب رہا
وہ جانور ہے جو انسانکو نہ پہچانے | ہمیشہ پر لونکی صحبت سے اجتناب رہا

سحر نصیب ہوا بہانے کی توبہ کیا
گناہ لاکھوں سکے حساب تک شباب رہا

رشتہ سنجے جیتو اتار سبھی او شاک کا | رکھ لیے پردہ آفاک ہو گردو خاک کا
کس نہ پینا وہ کی صحبت کہاں لا یا حریف | ہو لالہ ہو سے صحبت او وحشت ناک کا
سیل اپنے ہاتھ کا سنتے لیے ہاتھ سے | کام نکلی … نکالا …
کوئی ڈالی پھول کی توڑلی ہی باغ | دیکھنا وہ نقش ہیں عالم …
بعد مرنیکے بھی ہو جہاں ہو مسکن نہیں | ستم ہیں زیر زمیں بھی دو …
ہو سیوا … ہی … ہو لا بر قرار | ہم جہاں نکلا بدن …

وقت پر دشمن ہیں اپنی ساختہ پرداختہ
ایک ہیرا کھائی سو ٹکڑے ہی سو دل حکاک کا

آنسوؤں میں جب نکلتا ہے کبھی دل کا غبار
یاد آتا ہے پسینا ملگجی پوشاک کا

ننگ ہے پیوند سے کپڑے کی اے منعم تجھے
یہ نہیں معلوم خود پیوند ہوگا خاک کا

ہیں جو اہل ظرف دنیا میں وہی گردش میں ہیں
دورۂ افلاک دکھلاتا ہے چکر چاک کا

شمع پر گرتے ہیں پروانے نہیں کچھ سوجھتا
گل چراغ ایسا ہوا ہے شعلۂ ادراک کا

بعد مرنے کے اوٹھینگے کس کی گردن سے قصر
جیتے جی کچھ چھوڑ دنیا خوب ہے املاک کا

بیان آتی ہے نکلے دم نہ گھبرا اے کبھی
یا رسول اللہ صدقہ اپنی روح پاک کا

١٢

کپڑے درباری سبھی ہیں سچ اگر پوچھو سحر
نام رکھا ہے کفن یاروں نے جس پوشاک کا

کیا غضب ہے احساں کسیکا نہیں اوٹھتا
پھر وہ سر شوریدہ سودا نہیں اوٹھتا

اعلی بھی نہیں ہوتا ہے اسفل کو کبھی اوج
تا ہوں ہے کبھی نقش کف پا نہیں اوٹھتا

کیا خاک کھلے غیر پہ حال دل وحشی
خاطر کے غبار انکا ہیولا نہیں اوٹھتا

سر چند ادہر کھینچ رہی ہے کشش دل
ہوتا جو ہی بھاری قدم اونکا نہیں اوٹھتا

اوس کوچہ میں بیٹھی تھی کہ بس سر کو اونہیں سکے
اب لاش پڑی ہی وہیں مردا نہیں اوٹھتا

کب ہاتھ سر بالین سے ہٹایا نہیں جاتا
کب ہم پہ شب وصل میں تکیہ نہیں اوٹھتا

فرقت میں لئے بیٹھے ہیں ہیرے کی انگوٹھی
نیچے ہوں بچھونے یہ ضعیفا نہیں اوٹھتا

کہنے سے ترے کوچے پہ گرنیکو کھڑے ہیں
اس وقت کوئی چاہنے والا نہیں اوٹھتا

شبنم کی دولائی میں بستر ہیں چار بج
بوٹا سا ہے قد اون دو شالا نہیں اوٹھتا

درد دل بیتاب کا کچھ حال نہ پوچھو
ٹھہرا ہے کہ ہر بات میں چلا نہیں اوٹھتا

کچھ غیب سے رندوں کو عنایت ہو تو جانیں
قارون سے بھی یوں خرچ ہمارا نہیں اوٹھتا

درباریوں کی وضع سحر بن نہیں سکتی
نازکی ہی دماغ ایسا کہ سنبھلا نہیں اٹھتا

دل بیتاب کو نزلہ نہیں کھینسا کر مارا
سر کی چٹکی سے گرہ باز کبوتر مارا

لب رنگین سے جو کین نوک کی آتی ہین سنے
ای پری ورگ یاقوت پہ نشتر مارا

دل جو شفاف ہوا صورت آئینہ کی
آہ سینے کو سر دیوار سکندر مارا

ایک پلکون کے اشارے سے نہیں اولی ہین
پھر جھکے لون گون پہ ترے آنکھون نے نشتر مارا

دم نکلنے لگا مرنے لگے لیتے جاتے
کیسا بہوت ہین تجھے ستمگر مارا

صحبت می کا مزہ ساقی دوران تک تنہا
جام کو سر قد جمشید پہ جا کر مارا

آہ کسی جوش جنون مین سہی وہ منہ سے
بات اگر سخت سنی سمجھے کہ پتھر مارا

لال لب سے جو لیا دل تو ہوا کو نسا خوش
کچھ تکلف نہیں جہرے لیے کبوتر مارا

جلتے جی الفت ابرو مین کبھی آہ نہ کی
زیر خنجر بھی نہ دم ای دل مضطر مارا

کہین لبریز ہی ہو جائے یہ پیمانہ عمر
تم نے تو یا ساقی کو تر مارا

استخارہ جو سحر وصل پہ واجب آیا
مسکرا کر وہی کنٹھا مرے منہ مارا

آخر ستم رسیدہ ہجران نکل گیا
سارا کہنڈا ای بت نادان نکل گیا

تڑپا فراق مین دل بیتاب اس قدر
سینے پہ سو جگہ سے گریبان نکل گیا

سوئی یہ گرم ہو کی ہم اوس گلبدن کے ساتھ
کانٹا سا درد ہلک ہجران نکل گیا

بجتا جو میری بلبل دل سی تو نے سمجھا
دو روز ہو گئین میرے گلستان نکل گیا

رہا نہیں فراق مین نالی نہیں
کس بات مین بلا کش ہجران نکل گیا

مین ناتوان مکان سے جبتک اوٹھا
دروازے سے وہ سرو خرامان نکل گیا

رو رو کے ایسی ہچکی لگی ہچکیوں میں جان
دل جانے آپ جانے ہمنے اوٹھایا ہاتھ
پنہا بیان یہی ہین تو سن لیجیے گا آپ
پیچھے چھٹا زبانہ تمہارا نفس سے لگے

بالکل غبار خاطر حیران نکل گیا
اپنا قدم تو پیچ سے جانان نکل گیا
پہلو کو توڑ کر دل نالان نکل گیا
کوسون سمند عمر گریزان نکل گیا

١٠ — ٩

جسدن سے رند ساقی کوثر ہوئی سحر
خوف حساب و خطرۂ عصیان نکل گیا

لے کے دل کو ہمیشہ فراق مین رکھا
بلا سے ان کی تو حق مین رند مشرب صاف
جنون ہی مین بہو کہہ لگے جب کبھی اٹھا تو لگ گیا
ہمارا قالب خاکی شراب خانہ ہے
کسی کی اونچے محل پہ کبھی نگاہ نہ کی
بلا حساب پایا جسکو جو دیا تو نے
وہ اپنے ساتھ کھلا تین تو خاطر تو نے رکھا
تمہارے گھر مین چلے آئے ہی طلب بھی کو

تمام عمر غرض اشتیاق مین رکھا
ہزار شکر نہ اہل نفاق مین رکھا
طبق زمین کا او فلک طباق مین رکھا
بغل مین پوچھا دوہ شیشہ جو طاق مین رکھا
قدم نہ منظر نیلے رواق مین رکھا
کسی رقم کو نہ اپنے سیاق مین رکھا
دعا یہ مانگ کی روزہ فراق مین رکھا
خیال وضع نہ کچھ اشتیاق مین رکھا

١١ — ١٥

نکالے سیکڑون مضمون سحر دم تحریر
قلم نے جب سے قدم اشتقاق مین رکھا

بجلی چمکی کہ پیا نے چمکا کھایا
کھانے سے کھایا ہین کھانا جو تمہا کھایا
وحشت غربت ہین جو یاد آیا بگڑا اور گا
قصہ مجنون کا سنا اپنی کہانی نہ کہو

جھک جھک کے کالی گھٹا زلف نے بل کھایا
ساتھ کھایا کسی مہمان نے تو کھانا کھایا
چچم کرشتہ کا نہ ہمنے طمانچا کھایا
نیمچے یک کے سراپا تیر لیا کھایا

اب نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل نہ وہ آنکھ
آپ بھی چوک گئے ہمنے بھی دھوکا کھایا

دوڑ کر ابروی قاتل کی بلائیں لیلین
بیٹھے بٹھلائے سے اوٹھکے بلا ہمنے تیغ کا کھایا

کمر یار کا بس ابتو خدا حافظ ہے
وہ اوڑا طائر دل زلف نے جھوکا کھایا

آشنا بحر محبت میں ہزاروں ڈوبے
زندگی تھی جسے ہمنے بھی غوطا کھایا

دشت غربت میں ہوا کھا کے فقط جیتے ہیں
ملکے ناں ہوا جب کوئی جھونکا کھایا

من و سلوی بھی ملی روز تو نفرت ہو جائے
آج بھی کھائینگے کل ہی غم فردا کھایا

میہماں دوست وہ ہیں یار کا جی جانتا ہے
داغ فرقت کا بھی کھایا تو نہ تنہا کھایا

طائر روح کو ڈالے پہ لگایا قاتل
دل پہ ہمنے تری بندوق کا چھرا کھایا

یاس کے شعر سے ہے تیغ میں پانی یارو
لعل اوگلے در دہان پہ جو ہیرا کھایا

ہضم کیا ہو وہ خدا دل نکلے جسکو ملے
ہو گیا تخمہ جو ہمنے غم فردا کھایا

یہ بھی گھر بیٹھے ملی جاتی تو نعمت ہے سحر
دیکھتا کون ہے غم کھایا کہ کھانا کھایا

کچھ ضرورت نہیں احرام میں ہونا اپنا
دلکشا سے ہے زیادہ ہمیں کوٹھا اپنا

آبرو خلق میں باشند گھر پیدا اسکے
آپ منظور ہوا ہمکو ڈوبنا اپنا

نیند گھر میں نہیں آتی کسی کروٹ شب کو
چین سے قبر میں موقوف ہے سونا اپنا

لاکھوں گھر ڈوب ہیں گے لاکھ نہ پھیریگا یار
خالی جانے کا نہیں پر وہ کا رونا اپنا

جام قسمت کا سبھی کیف ملیگا کہیں ہاں
کونسا قرض ہے میخانے میں ہونا اپنا

تربتا سا تھی اٹھا کر کسی دست سوال
پنجہ مہر نہیں دینے کا سونا اپنا

دن کو سائے میں ہو لونگے پڑا رہتا ہوں
اری جینوں ہی یہ شہر کا بچھونا اپنا

کہتی جانا نہیں گھر بیٹھے میں زرات سحر
پاؤں سو جانے میں ہوتا نہیں سونا اپنا

ہمارے ملنے کا انکو ملال بھی نہ ہوا
خیال گالیکی کچھ خیال بھی نہ ہوا

نگاہ تیر ہے ڈرتے تمھارے دینے کو
شہید کرکے مجھے انفعال بھی نہ ہوا

عجیب لطف تھا کچھ ابتدائے وحشت میں
وہ ولولہ وہ جنون اسکی سال بھی نہ ہوا

بغل میں بیٹھکے دل لیگئے کوئی صاحب
کسی کو انکی طرف احتمال بھی نہ ہوا

نہ آئی قبر پہ افسوس فاتحہ پڑھنے
لحد کا سبزہ کبھی پایمال بھی نہ ہوا

یہ کیسا مرہم زنگار سبزۂ خط تھا
جگر کے زخموں کا کچھ اندمال بھی نہ ہوا

کسی کو بزم صنم میں خدا نہ لیجائے
گلوری کیا کہ میسر اوگال بھی نہ ہوا

لیا تو بوسۂ عارض مگر تصور میں
کہ اپنا کام بھی نکلا ملال بھی نہ ہوا

وہ نام ہی کو مسیحا ہیں کیا جلا گئے
کوئی مریض محبت بحال بھی نہ ہوا

خدا نے خلق کیا یوں تو بہتر ایک سے ایک
مگر سحر سا کوئی باکمال بھی نہ ہوا

سہم سے ہیں شبستان کہاں کہاں کیا کیا
خدا کے فضل سے ہیں اپنی مہربان کیا کیا

زمانہ دیکھا ہی ہوا ہی خضر ابتدا سے مگر
ابھی دکھائیگی یہ آسمان کیا کیا

بس انتہا ہی کہ شکل آبلہ کی پیدا کی
پھرا تمھاری تجسس میں آسمان کیا کیا

سنی نہیں کبھی گالی کہ آشنا ہوں کان
ذرا پکار کے پھر کیجے مہربان کیا کیا

چلے وہ چال کہ پامال کردیا تم نے
اکھڑ رہے تھے ابھی سرو بوستان کیا کیا

محبت او داس ہے بزم شراب بے ساقی
پیالے لیتے ہیں خالی جمائیان کیا کیا

بغیر یار ہے بزم شراب مجلس غم
کہ شیشے روتے ہیں پیالی کی ہچکیان کیا کیا

اخیر کو میں تمھاری گلے کا ہار ہوا
اوٹھائے داغ جدائی کہاں کہاں کیا کیا

سحر جو ٹوٹکی بھی آواز کیا ہی چشم جیسنر
کہ کھڑکھڑائی ہیں لوگوں نے بیڑیان کیا کیا

آزاد جو ہید گیسو کیا اختیار کرتا
شامت تھی کیا سحر کی تمکو جو پیار کرتا

معشوق بندہ پرور ملتا اگر نہ ہوتا
کون اپنے عاشقوں مین ہمکو شمار کرتا

جو کچھ کسو سمجھا ہے بیشک میری خطا ہے
بندہ اگر نہ ہوتا جبر اختیار کرتا

انشائے راز الفت تھا پیشۂ جنون
اب حال دل جو کہتے کون اعتبار کرتا

افسوس مرکر کوئی جیتا نہین دوبارہ
ہوتین جو لاکھ جانین تمپہ نثار کرتا

وحشت مین دیکھتے جب چھاتے آنکھ سے ہم
صحرا مین کار خنجر کانٹا ایک ایک خار کرتا

دو دن کی زندگی تھی کس لطف سے گذر گیا
تم جیسے رنش کرتے مین تمکو پیار کرتا

دل کی لگی ہوئی کو آنسو نہین بجھاتے
آتا تو مہربانی ابر بہار کرتا

پانی اگر پیا ہو فرقت مین تو قسم لو
کھانا بغیر اونکے کیا زہر مار کرتا

عاشق کو ابرو ونکا سودا اگر نہ ہوتا
ہر روز اک گریبان کیون تار تار کرتا

ہر موی تن کے بیٹلے ہوتین اگر زبانین
کس کس طرح سے شکر پروردگار کرتا

بعد از فنا ہی مٹی آپ اپنا جسم خاکی
تجویز کیا سحر مین جائے قرار کرتا

تب غم کا کیا علاج اچھا
یہ نہ پوچھا کبھی مزاج اچھا

سانپ سے اژدہا بنے چوٹی
پایا سو باف نے رواج اچھا

ٹھہرا فردا سے حشر پر دیدار
کل کا وعدہ کیا تھا آج اچھا

خاک پر بیٹھے ننگے سر غافل
نہین سودا سے تخت و تاج اچھا

بات کرنے نہ آئے منعم کو
پوچھتا ہی سحر مزاج اچھا

جیسا ہوا یار پڑھ کے بول لیا
مفت دل دے کے رنج مول لیا

تولہ ماشہ مزاج عالی سے ہے
خوب نظروں مین ہمنے تول لیا

لے لیا دل تو مال اپنا تھا
زلف کی کچھ گرہ کا کھول لیا

دہن تنگ مین نہ تنگ رہتا
اتنا عقدہ نہ پہلے کھول لیا

دیکھے دل پایا قبضہ ابرو پر
تیغ خانہ ساز مول لیا

ہمکو چھوڑا جو قید گیسو سے
دل وحشت زدہ کو اول لیا

جب سے کی اختیار خاموشی
جسکا جی چاہا بڑھکے بول لیا

بے تمہارے نہ پی شراب کبھی
زہر جب تک نہ پہلے گھول لیا

عطر مل مل کی ای سحر شب وصل
کل تو سارا بدن ٹٹول لیا +

ادھر تا آتا ہے سینے مین آبلہ دلکا
قریب مرگ ہے بنتا ہے مقبرا دلکا

جدائی دوست کے دشمن کو بھی نصیب نہو
جگر کو داغ دکھاتا نہ یا خدا دلکا

جو کچھ گزرا دسکی مشیت مین و ہوا صد شکر
حضور کی نہ شکایت نہ کچھ گلا دلکا

ہے جوم داغ جدائی سے دل ہی گلدستہ
جب جب [illegible] دلکا

پلا شراب نے یہ قہقہے کہان پائے
سنا کہان ابھی بلبل نے چہچہا دلکا

ہمارے کان انکو غیبت سے آشنا نہ کرے
زبان دہن سے نکل کر کرے گلا دلکا

یہ واقعہ بھی نہین کربلا کی حال سے کم
پڑھونگا یار کے مجلس مین مرثیا دلکا

ہزار حیلہ ان سے عاشق ہوا ہے قاتل پر
لیا طلب سے کہین باہر ہی حوصلا دلکا

مژہ بھی تھی آنکھوں مین رہ گئی والونمین
یہ شعر شعر ہمارا ہے مرثیا دلکا

بشر کے ہیت ہنر گفتگو مین کھلتے ہین
ہر ایک شعر سے ظاہر ہے ولولا دلکا

نکالے جوہر فولاد کس مشقت سے
کیا نہ صاف سکندر نے آئنا دلکا

شب فراق عجب طرح سے بسر کی ہے — الگ چلو تو کہوں سارا ماجرا دل کا

دکھائی دیں تیری صورت کی سیکڑوں شکلیں — ہزار ہیں ہو ٹوٹی جو آئینا دل کا

بلا سے لگ گئے یا عشق میں تباہ ہوئے — چلو نکال لیا یہ بھی حوصلا دل کا

جو کچھ ہوا وہ ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ — کہاں تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا

خدا کرے ابھی دیکھو تو ہوتا ہی کیا کیا — شروع عشق ہی ہے ابھی سابقا دل کا

چلے نہ کہنے پہ نادان دوست کی کوئی — ہماری جان گئی مفت کیا گیا دل کا

۱۹ — سحر سے شخص کو پریوں کی باتیں سنوائیں — ۹
خدا برا کرے کمبخت بے حیا دل کا

کوئی دنیا میں قدرداں نہ ملا — نہ ملا یار مہرباں نہ ملا

یہی یہ غبار گور میں ہم — صاف جب ہو کے وہ بدگماں نہ ملا

شاید آرام پائیں زیر زمین — چین کچھ زیر آسماں نہ ملا

تنہا کشیدہ قد کشیدہ سے — دور کر سرو بوستاں نہ ملا

دختِ رز کہنہ خم ہوں ساقی — پھر کچھ خوب مہرباں نہ ملا

جو ہوا اس زمین سے حاصل — خیر تا ہید آسماں نہ ملا

میں کہوں ہی شرابی پہ سکن — محتسب تو تو ہاں میں ہاں نہ ملا

دیکھنے دے بہار دو دن کے — آنکھ نرگس سے باغباں نہ ملا

۲۰ — پڑھ چکے ہیں دعا سے تو یہ سحر — ۱۵
ساز مطرب اوٹھا یہاں نہ ملا

ہمسا اک اور اگر چاہنے والا ہوتا — دونوں عالم سے نکلتے [illegible]

روح کو ہوتا ہے مسم کی دو شالی سی — میرا کل ہرے تابوت پہ ڈالا ہوتا

چشم مخمور نے گردش جو دکھائی ہوتی
دست جمشید مین مٹی کا پیالا ہوتا

وصل ہوتی ہی گیا ہجر مین جلنے کا مزہ
کچھ دنون اور ابھی تو مجھے ٹالا ہوتا

فائدہ روز نکلنے سے بت پردہ نشین
لطف جب تھا کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

[illegible] کیسے تپ وصل مین گر روتے ہم
کان مین بات کے برسات کا جھالا ہوتا

[illegible] جو ہر کو بھی آرایش ظاہر سے غرور
یہ نہ ہوتا تو سرو ہی مین نہ مالا ہوتا

دل آزادی بھی اسیر و روان لے لیتے
[illegible] جیسے جو دینے کو نکالا ہوتا

[illegible] خالی کیا دونون
گوشہ ہوتا کسی کوٹھے کا قبالا ہوتا

کمر یار جو ہستی مین نہ ہاتھ آجاتے
دل عنقا نے مجھکو بھی اوچھالا ہوتا

کیا دیا پہر کفن [illegible] نے دو گز کپڑا
بھاری خلعت کوئی رخصت کا نکالا ہوتا

سنگ [illegible] عشق فرہاد
کوہ غم سر پہ گرا تھا تو سنبھالا ہوتا

عید کا دن تھا سپنتے کوئی بھاری جوڑا
توسن ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

زلف شب مین تیری بالونکی جو خوشبو ہوتی
چاندنی عرش پہ گولی کو اوچھالا ہوتا

۱۰ مچگیا ابکی تو جاڑون مین [illegible] کامل
رہن ہو جاتا ابھی تک جو دوشالا ہوتا ۱۱

[illegible]

ہو سکے کیطرح سے سرو کو برباد ہونا تھا
جو پابندی چمن کی تھی تو کیا آزاد ہونا تھا

مگر جسم خاکی مین ہوے روح لطیف اکر
بصورت غبار خاطر ناشاد ہونا تھا

خدا کی بھی تصویر مین بت کافر کی صورت سے
کہ اوسکے علم مین تھا عالم ایجاد ہونا تھا

رواج مے کی کیفیت نہ پوچھو دو ساقی مینا
او جڑنا مدرسا تھا میکدہ آباد ہونا تھا

بہلا ہم صید گاہ دہر سے اوڑ کر کہان جاتے
کہ یون بے بال و پر قسمت مین ای صیاد ہونا تھا

کیا ہی ایک حرف کن مین پیدا دونون عالم کو
فقط تھی دیر تیری حکم کی ارشاد ہونا تھا

کہے کیا سب اجابت عرش تک آہ رسا پہنچے
تجھے کیا سید بابلی چرخ فی بنیاد ہوتا تھا

کسی کی زلف و لب کا بوسہ کیوں ناحق طلب کرتا
نہ مجنوں ہمکو بنتا تھا نہ کچھ فرہاد ہوتا تھا

شکل ایذا ہونکی نقش نقش و لیبر ہوتی جاتی ہیں
اسی صورت پیدا اس ویرانے کو آباد ہوتا تھا

عجب تاثیر ہے دور فلک کی کیا تو مانہ ہے
مزاج یار کو بھی مائل بیداد ہوتا تھا

ہوا پر کیوں نہ آجاتے سحر یہ خاک کے پتلے
تامل کا رسشت خاک کو برباد ہوتا تھا

تصور قبر میں آیا جو اوس قاتل کی آنکھوں کا
میں سمجھا کوئی ٹوٹا کھلیگا گنج شہیدانکا

چمک پر ہی ستارہ آج کل اوس ماہ پارہ کا
خط تقدیر کی تقطیع میں بھی حالت ہی افشانکا

انکھ اس قدر کہتا ہے سود اتر ہی افشانکا
ستاروں پہ گمان ہی ذرہ ریگ بیابانکا

نہ جائیگا تصور کوئی دم گیسوے جانان کا
رہی گا آنکھ میں ڈورا گی خواب پریشانکا

بہت جلدی لی جاتے ہیں کیوں مرہی غبارونکو
بسا نو اک میں جاتا ہے کیا شہر خموشانکا

نزاکت اسکو کہتے ہیں نزاکت اسکو کہتے ہیں
پسینا آیا ماتھے پر لیا جب نام افشانکا

بنا کر ہمکو کرون سے نقد دل مردے لیتے ہیں
سحر شہر خموشان میں بھی اب پڑنی لگا ڈانکا

منہ سے جب حرف نا سزا نکلا
پھیر لطیفے کا لطف کیا نکلا

رابطہ تھا ازل سے روحونمین
وہ تو مدت کا آشنا نکلا

لب شیریں سے اور تلخ کلام
ہم جو کہہ بیٹھے کیا مزا نکلا

دل کو ڈھونڈھا جو جسم خاکی میں
ایک ٹوٹا سا آئینا نکلا

تیرے سودے ہوں ہمیشہ کا
آج اس کوچے میں بھی آ نکلا

قلعت میں سے نظر نہیں آتا
دل تو شیشے سے بھی صفا نکلا

منتظر کب سے ہین صبح کے
آفتاب اہتو ساقیا نکلا

وہ کھلا میکدے کا در وا ان
سر پہ خم لے کے سینچا نکلا

ذکر گیسو پہ یار سے بگڑے
یہ لڑائی کا سلسلا نکلا

دل نے پھر دل سے راہ پیدا کی
چھپ کے جانے کا راستا نکلا

دیکھکر خط کو مسکراتا ہے
نامہ بر حرف آشنا نکلا

راہ دکھلائی خوب وقت اخیر
آنکھون کی راہ دم مرا نکلا

اوس صنم نے دیا او گال تجھے
سنگ سے لعل بے بہا نکلا

دل سے نکلے دعا وہ بات کرو
کیا جو منہ سے برا بھلا نکلا

ذکر ابرو سے دل مین کٹتے ہو
بات کیا تھی جو نیچا نکلا

۲۳ ۲۴

یا علی جب کہا سحر دل سے
بے ریا نام کبریا نکلا

صدمہ شب فرقت کا اوٹھایا نہین جاتا
اور آپ سے جلتے ہین تو جایا نہین جاتا

یون راز محبت کا چھپایا نہین جاتا
دل زلف مین ہی آنکھ پہ پایا نہین جاتا

ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ وہ زلف بلا ہے
پھنس جاتا ہی جب دل تو چھڑایا نہین جاتا

ہر ایک پہ پستی نہین معشوق طبیعت
مہندی کی طرح رنگ جمایا نہین جاتا

سچ ہی کہ بری وقت کا ہوتا نہین کوئی
دل جلتا ہے آنکھون سے بجھایا نہین جاتا

آزادہ مین ہم لوگ خوش آمد نہین آتی
معشوق بھی روٹھے تو منایا نہین جاتا

بالکل تپ فرقت مین غذا چھوٹ گئی ہے
کھانا تو کہان سچ بھی کھایا نہین جاتا

فولاد کا دل چاہیے پتھر کا کلیجا
بے اسکے تو ناز اونکا اوٹھایا نہین جاتا

کس بات پہ سفاک کی تیوری نہین چڑھتی
کب کھنچا ابرو کا کسا یا نہین جاتا

بجلی سی رہی جب ہوش بلا یا اوسوقت
افسوس میں آپ میں آیا نہیں جاتا

اشک ہے کہیں ایڑیاں گڑی گر انسان
جینے سے مگر ہاتھ اوٹھایا نہیں جاتا

غش پوش ہی وہ چاہ ذقن سبزہ خط سے
دل دیدہ و دانستہ گرایا نہیں جاتا

تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ بن نہیں پڑتی
بگڑ جاتا ہی جب لٹ گیا یا نہیں جاتا

تم آپ چلے اور سکتا ہمیں چھوڑا
اک ہاتھ اودہر اور لگایا نہیں جاتا

گیسو کی طرح کسنے نہیں پیچ اوٹھایا
صحبت میں تری کون بنایا نہیں جاتا

تھے عالم ارواح میں ہم آپ سے باہر
آب آپ میں آئی ہیں تو جایا نہیں جاتا

عزت پہ جو حرف آئے محبت میں لوا تیے
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہیں جاتا

اسرار سے خالی نہیں کچھ شور قیامت
سوچو تو سوتون کو جگایا نہیں جاتا

خود صاف ہیں دل صاف ہی آئینے کی صورت
جو حال ہے ظاہر ہے چھپایا نہیں جاتا

سنہ سینۂ عاشق پہ شب وصل نہ رکھو
پہوڑا سا ہی دل ہاتھ لگایا نہیں جاتا

جی چھوٹتا ہی کوہ الم سخت گران ہے
رستم سے بھی ہی یاں اوٹھایا نہیں جاتا

سب سے ہے کو خفتانی نہیں کیسے
اوسنے تو کبھی بار بلایا نہیں جاتا

دونون گیسو میں پریشان ہیں کہو دل کیا ہوا
آپ نے مجھ سے بھی کہو یا اس سے حاصل کیا ہوا

پاس رسوائی ہی میں بھی عرض کر سکتا نہیں
عرصۂ محشر میں غل ہی اسکا قاتل کیا ہوا

سچ ہے مرتا ہوں کہ جنت میں ملیں حوریں مجھے
سب کا دیوانہ بنا اک تم پہ مائل کیا ہوا

حلقۂ گیسو سے بوی مشک لاتی ہے صبا
لیلی محمل نشین مجنون بھی محمل کیا ہوا

لاکھون عاشق چین کر دیتا ہے یہ لیت سے
گل جو اہل زر ہوے بلبل کو حاصل کیا ہوا

حسن پر مغرور کیا ہو پر کمالی را زوال | دن کو ہم پوچھیں گے تیسے ماہ کامل کی ...

۲۶ بے بلائے کوئی جاناں میں چلے آئے سحر ۱۸
یہ تو وہ اسلئے تھے لیکن تجھ کو اے دل کیا ہوا

خلاق خیر و شر ہے پروردگار میرا | تمہارے جبر سے ہوں کیا اختیار میرا
شیشے کی طرح کب سے ہچکی لگی ہوئی ہے | کچھ ذکر سیکڑوں میں کرتے ہیں یار میرا
اے جلد بے حشر کے دن فریاد کو فلک کے | رکھی زمیں امانت مشت غبار میرا
پیری میں بھی ہے باقی اس عشق کی حرارت | مانند شمع کس دن اترا بخار میرا
ہر جام مے کی آنکھیں جیب کو لگی ہوئی ہیں | کوٹھی سے وہ تو اترے ہو انتظار میرا
نشہ میں آج مجھکو ساقی سنبھالتا ہے | روشن صبا پہ ہو گا اک دن غبار میرا
دو بار سیکڑوں میں خالی پڑی ہیں شیشے | اس وقت دل بھر آیا بے اختیار میرا
گو خاص عاشقوں میں گنتی نہ آپ مجھکو | اتنا تو بس سمجھتے ہی جان نثار میرا +
اغیار پر سحد میں پھسکو نگا قتل کے پہلے | آخر کسی طرح تو نکلے غبار میرا
پانی میں لطف مے ہی کچھ کیف ہو جوں میں | ساقی [illegible] ہے پھر آبدار میرا
بیٹھا در صنم پر دل اٹھ گیا جہاں سے | اس کوچے میں بنے گا اکدن مزار میرا
قیامت تو ہی قیامت تم لوگ ہو غضب کے | اے بت رحیم بھی ہے پروردگار میرا
فرہاد کو جو ڈھونڈا پایا نہ بیستوں پہ | داماں کوہ میں ہی روپوش یار میرا
رونے سے رات و دن کی بہتر ہو ڈوب مرنا | بعد از فنا اٹھائے کیوں کوئی بار میرا
کیا خاک خط میں لکھوں تحریر سے ہے باہر | تم آپ آکے دیکھو یہ حال زار میرا
سودای جنس یوسف وعدہ پہ حشر کی ہے | بازار مصر میں ہے یہ اعتبار میرا
فردوس میں ابھی تک کوئی نہیں گیا ہے | یاران رفتگان کو ہے انتظار میرا

کہنگی جو زلف ہاین کی دل اوڑ چلا نکلکر
کہتے ہین وہ سحر نے کہو یا تمکار ہیرا

سیکشو سر پہ جھکی آتی ہے بے یار گھٹا / صاف ہی کہنہ خرابات کی دیوار گھٹا
تیری شوکر ہین ہی اعجاز مسیحا ساقی / ابر مردہ کو جلاتا ہے گہر بار گھٹا
موسم ہیش کہ جاتی ہوے کچھ دیکھ نہین / دن ہی تھا بجلی کی چمک رات ہی ای یار گھٹا
جوش وحشت کی ترقی ہے تنزل اپنا / جسقدر خون بڑہا او تن زار گھٹا
مردہ دل ہی نہ پئی ایسی محل پر جو شراب / زیر دیوار چمن ہے سر دیوار گھٹا
فرقت یار مین ہم لوٹین گے انگارون سے / آگ برسانی کو آتی ہے دہوان دار گھٹا
اس خرابات مین یہ عیش محل کسکا ہے / برق ہی رخنہ در سایۂ دیوار گھٹا
رند بھی کہتے ہین امید تری رحمت کی / بھیج جلدی طرف خانۂ خمار گھٹا
رنگ مین گو کہ ہی مستی کی وہ ہی اے شیشہ / کالیون کی نہ مگر پاے گی بوچھار گھٹا
آنکہ لڑنے مین نہ ہوئی کچھ جو مزہ کو عیش / غل کیا ہمنے وہ مرغ نظر یار گھٹا
برق قسمت کی چمک پائی کہا ان بجلی نے / نقل کرتی میری رونے کی ہے مکار گھٹا
آب رحمت سے بھی بجھنے کی نہین جی کی لگی / داغ سوزان کی چمن کو نہین درکار گھٹا
سچ تو یہ ہے کہ جو گریہ مین ہین کیا پیر سنگ / چشم خونبار سے اوٹھتی نہ گہربار گھٹا
بادۂ خون جگر پینے کو موجود ہین ہم / دود دل سے کہین اوٹھے تو دہوان دار گھٹا
تو نے اچھا ہے سمجھ رحمت باری کی امید / دود دوزخ کو سمجھتے ہین گنہگار گھٹا
بادہ کش کہتے ہین پی لی جو جھکی آتی ہے / فلک تفرقہ انداز کو ہے بار گھٹا
چمن مشغل ارباب ہے کیا عشرت خیز / دود تیلیان سے یان اوٹھتی ہے پرکار گھٹا
دعا کسار دن کو نہ پی فیض سمجھ ای ساقی / بیشتر ہوتی ہے آہ سے نمودار گھٹا

۲۸ — ۱۰

عیش باغ آج چلو پانی برستے مین سحر
کل سے کرتی ہے اشارہ بھی ہر بار گھٹا

ہر شعر ہے قصہ طلب یجان ہمارا
پریون کی کہانی سے ہے یہ دیوان ہمارا

فرمایئے تین معشوق کے معشوق کو دنیا مین
دشمن کے بھی دشمن پہ ہے احسان ہمارا

حاراد نہ بخیہ نہ بالا یا نہ بڑھی
طیار ابھی کچھ نہین سامان ہمارا

چھٹے بھی پھرین یا نہ پھرین وحشت جنون نے
دامن سے ہے نہ اونکا نہ گریبان ہمارا

کیا سبزہ ہے کیا سایہ ہے کیا خوب ہے آج
دیکھو تو کبھی چل کے بیابان ہمارا

پھر جا کے ملے غیر سے کیسے تمہین وہ دشمن
قرآن اوٹھایا تھا کہ دیوان ہمارا

پریون کے نظارہ مین پرستان کی سیر مین
قائم ہے تا حشر سلیمان ہمارا

وحشت مین نہ مذکور کرو زلف پری کا
دل اور بھی ہوتا ہے پریشان ہمارا

لکھا ہے تصویر خیالی کا مرقع
لکھوایا ہے اب یار نے دیوان ہمارا

۲۹ — ۱۱

کیا سحر کی نکل جائین سحر جیسے مضامین
شہر و نکا نیستان سے ... ہمارا

ساقیا یہ گیسو جو کبھی ای ستم ایجاد آیا
چمن گلشن رخسار مین صیاد آیا

ماسبرو آنکھوں میں سماتے ہین جہان جاتا ہون
پاؤن رکھا جو زمین پہ تو فلک یاد آیا

خود بھی گھبرا گئے وہ دیکھ کے وحشت میری
دم بدم پوچھتے ہین لوگون سے فصد آیا

روح کو عالم ارواح مین وحشت جو ہوئے
سیر کرنے کو سوے گلشن ایجاد آیا

گڑ گیا پاؤن زمین مین یہ جا دیکھ کے تا
نکلا سرو چمن جو ادھر سے آزاد آیا

بال کھولے جو سکھانے کو بنے پر گویا
آج حمام سے لو تیغ کے پریزاد آیا

بے ستون ہی تھا وہ شیرین نے جو کھدائی تھی
کوہ غم پہ ہمارا کوئی فرہاد آیا

پاپتین ترکیسہ سنی دل سے تو کافر ہوتا ۔ ۔ سنیہ قرآن شریف اوسے ارشاد آیا
پاتین ہم سی ہوتین اوٹھ گیا پردۂ غفلت ۔ ۔ ہم نہ سمجھے عاشقونین ای ستم ایجاد آیا
کرتے ہین کوہ الم اور غلک توڑتے ہین ۔ ۔ ایسے ہی ہوتی ہی واش عشق کی افتاد آیا

ای سخن شعر سبہت تمنے بپا کرکے کہا
قوت اثر سے حصے مین ایجاد آیا

شام سے وصل مین بہی ہجر کا ڈر کیا ہوگا ۔ ۔ حال ابہی تو یہی وقت سحر کیا ہوگا
دل جو ہی عرش خدا اسمین جگہ پیدا کر ۔ ۔ خانۂ گور مین رہنا ہی یہ گہر کیا ہوگا
تراوسے پاس نہین آور منزل و رشت ۔ ۔ مین یہ کہتا ہون کہ ہنگام سفر کیا ہوگا
پاس آ بیٹہے تو دل اوٹھ گیا اک عالم ۔ ۔ اب جو اوٹھی اوسکی ای رشک قمر کیا ہوگا
آدمی کیا کہ فرشتون کی بہی سینے پٹینا ۔ ۔ کس طرح ہوگا وہان اپنا گذر کیا ہوگا
دیکہکر حال دل غمزدہ بس رو دوگے ۔ ۔ کہتے اب اور تو ای دیدۂ تر کیا ہوگا
شعلۂ روئی کی لیے چاہیے آہ سوزان ۔ ۔ ٹھنڈی سانسین جو بہی ہین تو اثر کیا ہوگا
ای صنم بیتے تکتے ہین تجہی عاشق ۔ ۔ غائب آنکہون سے وہ عنقا کمر کیا ہوگا
کوکیا رنگی کدورت سے غبار آنکہون ۔ ۔ سامنا ابر کا ای دیدۂ تر کیا ہوگا
دیکہکر تیر یہ آتے ہین کہ تمہین ۔ ۔ وای بیجان کہو حال جگر کیا ہوگا
چاہے گلگشت چمن کہ یہ مجہکو داغ ۔ ۔ داغ سودا سے زیادہ گلِ تر کیا ہوگا
جان لاکہون کی گئی عشق کا کچہ ۔ ۔ ہم بہی مرجائین گے ایک اگر کیا ہوگا
شعر بہ سین یہ جو کی دلمین جوش ۔ ۔ نالۂ بلبل شیدا مین اثر کیا ہوگا

روح پر مرقد تاریک مین کیا گذرے گی +
جسم کا حال جدا جانے سحر کیا ہوگا

فصد کھلوائی اونھون نے خون اپنا پیا گیا — کچھ انا لیلی سے بھی رتبا زیادا ہو گیا

مثل گل مرجہا وہ سوکھا مین کانٹے کی طرح — اونکی وہ صورت ہوئی میرا تماشا ہو گیا

ایک سی ہیتی نہین چشم عنایت کی نظر — ساغر فغفور کا دور روز دورا ہو گیا

تونھی ایسا جو بدلنگے وہ یا توفی ہمین — عالم اسباب مین سب کچھ مہیا ہو گیا

تھا سعدون بھی لیے لیے اقرار لے یار نے — خط ابھی پہونچا نہین اوخل تحلیہ ہو گیا

یار سے پوشاک و یاری تن آزاد کو — مہاری شملہ اسپنے سر کوہ شملہ ہو گیا

ظاہر و باطن شراکت کی شنید ہیا ایک سا — دل مین جب آئی کدورت رنگ میلا ہو گیا

ہی سہی بالا چمن سے دیکھو جو فیروز رنگ — سرو گلشن سبزی کا جھکو سہرا ہو گیا

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد — اور سا پری کو عشق مین ہم پہ بھی کیا کیا

شمع کا خاموش ہونا تیرا چپ ہونا ہوا — جھاڑ با لو شکا لگا وسے گہرا شہر ہو گیا

ایکجا کی ہم نہین پابند ہین مانند سرو — باغ مین بھی گاہ آزاد وشکا پیچیدا ہو گیا

٩ — خلعت زرین مبارک اہل دنیا کو ضمیر — ۳۲

ہم سے جب دہر الیا کمل دوشالا ہو گیا

تجھ بن رہ رہ کی جی گھبرائے گا — یار کا گر اسبت یاد آئے گا

اور کیا ہوگا فراق یار مین — بس یہی ہوگا کہ جی گھبرائے گا

کار جو بی چاہیے سو بات روز — عشق کیسوا ایک دن بند ہوئے گا

جو ابھی تو کچھ نہین سکتے ہین ہم — پہ سمجھنا کہ سمجھا جائے گا

کیسے آہو کی ہی آنکھین ہین پڑے — ہاتھ سے یہ چیون کہان سے لائیگا

خط بنام جسم مین لکھا تھا جی — کاسہ سر ٹھوکرین ہی کھائیگا

آنکھین ٹین ہین ڈھنکے کے واسطے — دیکھین گے جو کچھ خدا دکھلائیگا

فنتون کے بدلے ہین کہین
پاؤن پر گر بیٹھے کیا ہاتھ آئے گا

کہدو ناصح سے سحر گھر مین نہین
مفت مین بک بک کے سر کھا جائیگا

گمان تھا جس پہ وہ قاتل نہ ٹھہرا
مآل دعوے باطل نہ ٹھہرا

مسجد دیر و حرم کی خاک چھانے
کہین وہ رونق محفل نہ ٹھہرا

رگ گردن سے بھی نزدیک پایا
تجسس مدعا حاصل نہ ٹھہرا

پریزادون نے مارا اسلئے مجھکو
کوئی اظہار مین قاتل نہ ٹھہرا

وصال یار ہے مرنے پہ موقوف
جو یہ سچ ہے تو کچھ مشکل نہ ٹھہرا

عجب ساعت چلی تھی کشتی مے
کہ پھر ساقی دریا دل نہ ٹھہرا

کٹی بوتل ترے ابرو سے ساقی
گلے پر خنجر قاتل نہ ٹھہرا

علاقہ خوار ہے دشت جنون کا
کہ اسمین قیس سا عاقل نہ ٹھہرا

چلا کی رات دن آہون کی آندھی
چراغ داغ بھی ای دل نہ ٹھہرا

پھرے وہ چاندنی مین کوٹھے کوٹھے
کسی جا پر مہ کامل نہ ٹھہرا

نہ کام آئی کچھ اپنی قابلیت
تری صحبت کے بھی قابل نہ ٹھہرا

کہانتک مین ای سحر کیا کیا زمینین
مگر اسکا بھی کچھ حاصل نہ ٹھہرا

سودا دل جس کو تھا ہی روز ازل کا
افسانہ مجنون کا ہے وہ گویا غزل کا

پشتارہ عصیان [illegible] عفو سے ہلکا
پلا [illegible] میزان عمل کا

[illegible] پایا
[illegible] دور زحل کا

[illegible]
شیشہ کس طرح کریگا نہ [illegible] بدلکا

کرلوٹ سکے جانے کا ہمین رنج شگفتن
سن کچھ نہین امدگات کی ہے دیکھو تمنا
یہ سہون کا اگر وعدہ ہے یہ نہین بھیجے
ہستی ہو عزیز اپنی اگر دشت جنون مین
کیا کل وہ بگڑ جاتی ہی پھر مرجاتا ہے جسم
اندھیر ہا ہجر مین ان شعلہ رخون کے
اڑتی ہین شب وصل مین وہ پھر اپنا
پشتارہ عصیان کے پیہ جاتے ہین آنجو
لازم ہے زبان کو لیے شیرینی ورنہ
گل ہی نہ ہوے طالب زر باغ جہان مین
کہتا ہے توکل کہ بچو خانہ بدوشو
جبتک نہ سنون قاصد جانانکی زبانی
بی حکم ہوا زلف چلیپا کو شب وصل
تہمانہ مرقد مین ہمین یاد کیا ہے
شیرینی گفتار سے چسپیدہ ہین وہ ہونٹھ
قلقل کہے ہر چند صراحی نہ کہیگا
وہ رند ہون پیتا دختر رز گھر مین بٹھا کے
خورشید قیامت ہی سوا نیزے پہ گویا
خلاق معانی ہون کسے شعر مین الہام
دکھلاتا ہون خرقت مین کشش آج رسا کے

ملنے کی خوشی ہی کہ کھلتا ہے کھلکا
وہ سرو خریدار ہی تو فصل کے پہل کا
فردوس قیامت تو سہان نام ہی محل کا
سنگین سے کہیے کو یہ دامان عمل کا
انسان حقیقت مین ہے اک تیلا ہی گل کا
اکا کبھی روشن نہ ہوا دل کے کنول کا
مرغ نظر یار کا اٹکا ہے دو پلکا
کچھ عضو جدا ہم ہون کہ یہ بوجھ ہو ہلکا
ہی ساتھ ہمیشے کو ہمین موم و عسل کا
احسان اوٹھایا نہ کسی اہل دول کا
سایہ کہین پڑ جائے نہ سنعم کے محل کا
لاون نہ یقین آئی جو پیغام اجل کا
~~پہانسی کا کیا کام ہے اور ہجرن کل کا~~
ہی خوشخبری وصل سے پیغام اجل کا
گویا کہ عقیق لب جانان ہے دو پلکا
ساقی سنین شیشے کی طرح بیٹھا کا ٹکا
دل شیشۂ مجل ہے تو اسی رنگ محل کا
ٹوپی پہ عجب جلوہ ہے منقش کے تہلکا
دم بھرتا ہون شاگردی اوستاد ازل کا
آتا ہے ابھی اوسکے کچہری سے بلکا

واسکے پر لگایا ہے سرے طائر دل کو
جھرہ نہیں کھایا ہے ترے خال کا

۲۵

رنگین طبیعت ہو تو اسے سنئے تو ہو شوخے
لفظوں سے ٹپکتا ہے سحر رنگ غزل کا

۱۸

بوسہ دینے کہا ہے کیا دے گا
کوئی الزام بے وفا دے گا

آسمان کو غبار ہے ہم سے
ایک دن خاک میں ملا دے گا

اپنے دم تک یہ قدر ہے ساری
دل کو پہلو میں کون جا دے گا

بت بنا ہے غرور سے منعم
تو خدا کو جواب کیا دے گا

اوسکے دینے سکے ہیں ہزاروں تا تجھ
وہی دیتا ہے کوئی کیا دے گا

اے بتو ہم تو کچھ نہیں سکتے
تمکو اسکا عوض خدا دے گا

قصر و ایوان تک ہے مسند زر
گور تک ساتھ بوریا دے گا

سیکڑے سے اوٹھا ہے ابر بہار
میرے دل کی لگی بجھا دے گا

کھوٹے گی روزگی سیہ بختی
ابر بجلی کہیں گرا دے گا

دل زمانے سے ہو چکا ہے سرد
داغ کیا کوئی مہر لقا دے گا

قرض ہے سیر مشان ادا کرتا
میرا قاتل جو خونبہا دے گا

روز موباف کی ہے فرمائش
پیچ پھر گیسوے رسا دے گا

تاب و طاقت نے یہ تو جواب دیا
تو بھی اسوقت میں دغا دے گا

عیب پوشی ہے آدمی کو ضرور
وہ خطاپوش ہے چھپا دے گا

اوٹھتے اوٹھتے تمہاری محفل سے
ستمگر دل اٹھا دے گا

جبہہ سائی کرو تو کہتے ہیں +
خط تقدیر کو مٹا دے گا

اپنے مٹنے کا غم نہیں ہمکو
جو بگاڑے گا وہ بنا دے گا

٣٦ ٦١

جان تک نذر کی سحر نے ہمنے
کوئی فرمائش اور کیا دیگا

دل مثل نصیری آپ ہی بندہ نواز آیا کی آنکہ
سر پر کے جبا پھر بھی جا بجا نہ باز آیا

سنتے ہیں کے چھٹے بیڑے سیل لب دریا ہے
ساقی ہی گلگون کا سنتے ہین جہاز آیا

فرقت مین ہنسی نے چھیڑا دل نالا انکو
ہاسا نہ ہوا ہمکو محفل مین جو ساز آیا

عشاق کے رمزون کو وہ سمجھے جو عاشق ہو
کیا ذہن مبارک مین ای بندہ نواز آیا

طاؤس چمن بنکر جب باغ سے وہ نکلے
سینے سے اوڑا جو دل وہ صورت باز آیا

جب جان گئی اپنی پھر وصل ہوا تو کیا
اس چاہ سے درگذرا اس پیار سے باز آیا

اعجاز نما ہوکر گردون کو ستایا ہے
اب شعبدہ بازی پہ یہ شعبدہ باز آیا

سو سی ہی ہو تین باتین پردہ رہا آخر
بندون مین نہین ہین ہم آیا ہی بندہ نواز آیا

اعجاز مین یہ بندش الہام ہین مضمون
پہونچا جو حقیقت کو انداز مجاز آیا

ہنستا تھا بہت دلکو نادان سمجھتا تھا
اس پیچ مین اب مین بھی آ زلف دراز آیا

٣٧ ٥

آئی ہی ضعیفی اب لازم ہے سحر تقوی
لو صبح ہوئی اوٹھو وہ وقت نماز آیا

احباب کی صحبت مین دل اپنا نہ اوٹھیگا
ٹکڑی کا کبوتر ہے اکیلا نہ اوٹھیگا

اللہ کی گھر مین بھی کیا گہو رونگا بتونکو
تحسین کی سجدے سے مصلا نہ اوٹھیگا

تقدیر ادین جائین گے پامال ہی پامال
پیر یعنی جو بیٹھین گے تو کیا کیا نہ اوٹھیگا

ہر وقت ہی لین تری پلکونکا تصور
ہاں گر سے کوٹھے سے یہ پہرا نہ اوٹھیگا

نالے شب فرقت مین سحر ہونگے نہ موقوف
جبتک کہ محلے کا محلا نہ اوٹھیگا

نہ غرض دن سے ہے کچھ شب سے مطلب
فقط ہمکو تو ہے مطلب سے مطلب

کسی کی گور مین سونا نہین ہے
نہین کیا یار کے مذہب سے مطلب

ہو مین سبھا ئدہ باتین ہزارون
نہ نکلا ایک اوس بالی و ہب سے مطلب

علاقہ ایک دم تک ہی یہ سارا
نہین پھر روح کو قالب سے مطلب

۳۹

سحر کا ذکر کیون کرتے ہین واعظ
بھلا اک رند لا مشرب سے مطلب

۱۰

بالفرض بعد مرگ اگر ہو جنان نصیب
یہ لوگ یہ مکان یہ جلسے کہان نصیب

پژمردہ دل ہے پھول سی مرجھا رہین دماغ
اپنا چمن ہی روز ازل سے خزان نصیب

دور اخیر مین یہ وہ نا منچون کی ہے
ہے ہر جوان کو صحبت پیر مغان نصیب

میر اعزاز اور گئے کوئی یار ہین
یہ بھی ہین اس زمین کی اے آسمان نصیب

ہمکو تو یاد خط مین ہے رونا تمام عمر
تمکو ہو سیر سبزہ و آب روان نصیب

محفل سی لی اوڑ ہی ہم جیسے شیشے کی پری
ہم کو کہان ہوا تھا یہ تخت روان نصیب

بلبل کو ہو نصیب نخل محبت کا پھل بھلا
اے گل یہ تو قفس ہے ہوا آشیان نصیب

لائق ہی بادشاہون کہ یہ دلکشا محل
قسمت سے پا رہے ہین یہ ایسے مکان نصیب

دنیا کی نعمتین ہین سب انسان کے لیے
مانند سگ ہا کو ہی ہین ہڈیان نصیب

۴۰

بی شب اپنے شعر مین الہام اے سحر
سچ ہی کہ آدمی کو کہان یہ زبان نصیب

۱۲

مر قلب میسر نہ ہوی صحبت احباب
اب خلد مین کیا جائیگی یا شرکت احباب

بی لطف بسر کرتے ہین یہ خضر و مسیحا
کچھ لطف نہین زیست کا بی صحبت احباب

عاشق کبھی بیکار نہین بیٹھتے گھر مین
یا طاعت معشوق ہی یا خدمت احباب

حال دل وحشت زدہ پوچھا نہ کسی نے — ملتے ہی نظر کے نہ پڑی جرأت احباب
دل سخت ہی یاران گذشتہ کی طرف سے — اس لوح پہ ہے نقش نگر سطور احباب
مارا ہمیں تعظیم و تواضع نے تمہاری — کچھ جا ہی تکلف نہیں ہر صحبت احباب
دل خاک میں ملتا ہے وہ ہوتی ہیں مکدر — مرہم بھی نہیں چلتا کہ کٹے کلفت احباب
جلسے کا میں دیوانہ ہوں صحبت کا مزہ ہے — ہر دم ہے خدا سے طلب صحبت احباب
مدفن ہی زمین شعر کی بھی دور فلک سے — تاریخ کے پتھر ہیں سر تربت احباب
منہ پر جو مذمت ہے تو غیبت میں ہی تعریف — ملتے ہیں عجب ہم سے رہے قسمت احباب
قرآن کی جا قبر پہ رکھیو مرا دیوان — ہو روح کے دعوت نہ سہی دعوت احباب

تعظیم کو اٹھ بیٹھی کا مردہ بھی ہمارا ؛
ہر حال میں واجب ہے سمجھ عزت احباب

نہ سنیے حال دل سن سکے کیا خوب — ہو تو باطن سے واقف ہے خدا خوب
بہت سمجھا سے ہم کو پیار کر کے — گناہ عشق کی پائی سزا خوب
گرا تھا جا کے دل چاہ ذقن میں — نکالا تو نے ای زلف رسا خوب
نظر آتا نہیں منہ صاف اوسکا — ابھی حاصل نہیں دلکو صفا خوب
چلے ہم آپ سے باہر جنون میں — لگے بل بل کے رونے آشنا خوب
کفن پہنا یا آخر جامہ زیبی — بدن پر ٹھیک آ گئے یہ قبا خوب
نہیں جاتا ہے وار ابرو کا خالی — بہم پہنچائی ہے مشق جفا خوب
مبارک تخت ہو سلطان اودہ کو — ابھی ہم خوب اپنا بوریا خوب
فلک سنتے ہیں غزلوں کے زمین — پہنچتی ہی میرے فکر رسا خوب
یہی بس حسن شعر و شاعری تھا — نئی بندش مضامین جا بجا خوب

٢٢ سحر ساری غزل جب سن چکے وہ ١١
جہکا کر سر کہا کیا خوب کیا خوب

ابتو شہرہ ہو گیا شیراز تک ای یار خوب
روح حافظ کہتی ہی ہر شعر پر بسیار خوب

وصل مین تمنے جگایا ہجر مین جاگے ہم آپ
گور مین سوئینگی تن کر عاشق بیمار خوب

کس صفائی سے نسیم صبح آئی باغ مین
چہپا نہ سکتے تہے ای مجنون ہم بہی کچہ اسرار خوب

مقتلم مین سو جہان مین عاشق جانباز کو
واقعی تقدیر سے ملتا ہے عدو شکار خوب

پہر بہار آئی سنئے سر سے ہوا سودا ہمین
ای جنون ہولی نہ پاتے تہے ابہی ہشیار خوب

ہون وہ لاغر جبسے ٹہنے کو میرے کشتہ سوز غم
رنج و غم کہا کہا کے ازبس زون ہو طپیا خوب

جب شب غم مین نظر آیا نہ کوئی آس پاس
حال پر عاشق کی روئے دیدہ خونبار خوب

پست ہو کیسی زمین عالی طبیعت چاہیے
شاعر اچہا ہو نکل ہی آتی ہین اشعار خوب

کلشہی بازو بکیطرح عشق صنم مضمون نہان
دانہ تسبیح مین چہپتا ہے کچہ زنار خوب

یہ کبہی ممکن نہین یکرنگ ہو سارا کلام
وہ غزل ہی خوب جسمین شعر ہون دو چار خوب

٢٣ ای سحر آئی ضعیفی اب بہکی چہوڑ رہو ١٠
خوبرویون مین جو ہو کوئی طبیعت دار خوب

اب کہان تک ستم ای ستم ایجاد کرین آپ
افلاک کے پردے مین نہ بیداد کرین آپ

بیدلکو تو ان قیدون سے آزاد کرین آپ
دیوانہ سمجہکر نہ کچہ ارشاد کرین آپ

کہنچا سے زبان نام محبت جو لیا ہو
تحقیق تو فرمائین جب ارشاد کرین آپ

پہر بال بڑہانیکا او ہمین شوق ہوا ہے
سب کہتے ہین فکر دل ناشاد کرین آپ

کیا حوصلہ ہے صانع قدرتکا ہمارے
ہو جد لقب اور ونکا ہو ایجاد کرین آپ

گیسو مین پتا ہے نہ زنخدان مین ٹہکانا
دل کیلئے کہان بہول گئی یاد کرین آپ

آئینہ دل دیکھ میں کہتا ہوں ہوں ہے
سیر چمن حسن خداداد کرین آپ

گو تیر کے سہنا نہین ہے وصل کا وعدہ
سو بار ہو مین جسوقت جہان یاد کرین آپ

آخر تو کبھی پوچھنے والا کوئی ہوگا
ہر بار یہ کیا کہتے ہین فریاد کرین آپ

۱۴
جب بیٹھنا محفل مین سحر کا تو غضب ہے
تم بھی نہین کہتے ہو کچھ ارشاد کرین آپ
۱۰

سب جلے مجلس مین کسے چلگے آنجہار بہت
اپنی جل نکلی ہے کچھ آہ شرربار بہت

شل ہوا کسی کو وہ کج کا ہے دماغ
سر کے ٹکرانے کو ہی یار کی دیوار بہت

زلف پیچان ہی کجی پر تو نظر ٹھہری ہے
راستے پر ہے مگر ہمسے قد یار بہت

جب فرمایش معشوق دی جلے خدا
ہوس زر نہین ہم لوگو نکو ای یار بہت

ای گلو باغ مین آئے تھے عیادت کے لیے
سنتے ہین نرگس بیمار ہے بیمار بہت

ہای افسوس کہ اب حال کھلا بعد وصال
آگے ہم جانتے تھے وصل ہی دشوار بہت

شامیانہ نہین کچھ گور غریبان پہ ضرور
قبر عشاق کو ہے سایہ دیوار بہت

یوسف دلکا خریدار نہ ٹھہرا کوئی
جمع ہر چند رہے بزم مین دلدار بہت

یہ تو اوس غیرت یوسف کا سخن تکیہ ہے
تم سلامت رہو بندے کے خریدار بہت

۱۵
تن خاکی مین سحر روح کو آتا ہے وبال
کہ سفر دور کا ہے اور ہے یہ بار بہت
۱۱

گردش نالہ موزون ہزار کی صورت
بغیر علم نہین اعتبار کی صورت

گلون سے کے ہنسنے پہ زیبا ہے گریہ شبنم
ہٹے وہی کہ ہین یہ نقش و نگار کی صورت

پڑا ہون شہر خموشان مین جب شب غم ہے
نبے ہین تکیہ پہلو فرار کی صورت

نمونہ رحمت باری کا چشم گریان ہے
برس پڑون ابھی ابر بہار کی صورت

ضرور چاہیے تنہا نہ قصر سنم مین
کہ سامنے رہے ہر دم مزار کی صورت

کہان کہان نہین نقشے ہمارے عاشق تنکے
قرار پائی ہے اب وصل یار کی صورت

ستارے کیون نہین ہے کشمکش رقیبونکے
سحر مین بہی یہی ہوگی فشار کے صورت

شب فراق مین ہی چاندنی بہی چادر قبر
اور اس چاند ہے شمع مزار کی صورت

تمہارے ہاتہ سے آئینے کو بہی چین نہین
ابہی ہمارے دل بیقرار کی صورت

اوڑا کے سوے چمن لیچلے ہوا سے غبار
چلے ہو جہوم کے ابر بہار کی صورت

۴۶ — مین چہرون تختۂ نرگس کو دیکہتا ہون سحر
بنا یہی ہوئی ہی عجب انتظار کے صورت — ۱۳

بتون کی ہے خداوندا شکایت
میان ہے شکر در پردہ شکایت

فقط مقصود ہے اپنے گلا ہے
کسی سے کچہ نہین شکوا شکایت

کہلینگے وصل مین شکوونکے دفتر
لکہی ہے وصل مین کیا کیا شکایت

یہ پیتائی گلون سے کوئی بلبل
جو گل کہانی کی مین کرتا شکایت

نہ پوچہو عشق مین کیا ہم پہ گذرے
کہ عاشق کو نہین زیبا شکایت

اگر مختار خیر و شر وہی ہے
زمانے کی ہی بہر بیجا شکایت

نہ کہنا تہا او نہین حال جدائی
کہ ہر فقرے سے ہے پیدا شکایت

نہین رہنے کا یہ جوبن ہمیشہ
فقط رہجائیگی جانا شکایت

ہوا عشق نزہ مین ہر نفس تیر
غرض ہر دم ہے اک تازہ شکایت

جفا عادت مین داخل ہے بتونکے
گلا بیکار ہے بیجا شکایت

مرے نزدیک غیبت سے سوا ہے
بیجا ہو باکہ ہو بیجا شکایت

ابہی قربان ایسی عاشقے کے
کہ اوٹہتے بیٹہتے شکوا شکایت

۴۷

گلا کیا ہے سحر جور فلک کا
مہ بے مہر سے ہے کیا شکایت

۱۱

آگ کے پتلے ہیں ہم عاشق محرور مزاج
اور ہی کرتی ہی پیدا امی انکو مزاج

خاک میں کبر و غرور اپنی طبیعت میں نہیں
تمکو ہم لوگون سے لازم نہیں آخور مزاج

لوٹ لیں فیل نشینون کو وہ بے باک ہیں وہ
لو چلیں حضرت موسی سی سر طور مزاج

گریا گرمی بہت اچھی نہیں ای شعلہ تن
آگ ہو جائیں گے پھر ہم ہی ہیں محرور مزاج

گرمیان آتی ہیں پھر آتی ہیں دشت کے ان و
انکی بچپنے کے نہیں عاشق محرور مزاج

شہر میں انکی تلون سی نہیں واقف کون
سب میں آگاہ زمانے میں ہی مشہور مزاج

نشہ میں سو جتے ہی دور کے ہم رند و تم
ہان بہک جاتا ہی کچھ بی پی انکو مزاج

کل تلک راہ میں پوچھا ہے کہو کیسی ہو
شکر صد شکر ابھی تک ہی بدستور مزاج

شعر کی فکر میں ہی کم سخنی کی عادت
آشنا کہتے ہیں دیوانہ مغرور مزاج

وہی وحشت وہی سودا وہی جھک ہی وہی
کچھ افاقہ نہیں اب تک ہی ...

۴۸

اے سحر لطف ملاقات ہی ان پریون تک
باغ جنت میں نہ پوچھے گی کوئی حور مزاج

۸

وہ تو تھے جیسے کشیدہ قد دلجو کی طرح
بلکی لیتی ہے کمر بھی تری گیسو کی طرح

جھک کے ملتا ہون بانہیں جو ہمجھولون سے
مجھکو آنکھون پہ جگہ ملتی ہے ابرو کی طرح

چمن دہر میں خندان نہوئے صورت گل
چشم تر خشک لب ای سرو لب جو کی طرح

وصل کی شب جو لیا ہاتھ سے گل لا بس گلے
پتیان کھل گئیں ساری گل خوشبو کی طرح

شیخ کیونکر نہ کرے غیر سے رو کش تمسے
سر چڑھایا ہے پریشان گیسو کی طرح

مجھ سری کو دیکھ کے دانتون کی چمک کینچے ہیں
موتی آنکھون سے گر جاتی ہیں آنسو کی طرح

سبک اغیار میں مجھکو نہیں ان کو وفا | قول لیتے ہیں نگاہوں میں ترازو کیطرح

سو بشہ جادو سے نظر سحر کی تو نگیں پلکیں
ساحری کون کرے نرگس جادو کی طرح

اوتر کی کا سدہی عرش ہی ہوا موجود | فقیر سنتے جسدم کہاکہ یا موجود
ظہور قدرت حق دیکھنے کی آنکھ کہاں | تری بغل میں ہی غافل جہاں کا موجود
بہار گلشن ایجاد کا وہ حافظ ہے | چراغ گل ہے تہ دامن صبا موجود
چکا ہیں یوسف بازار چوک کی کرسی | بتوں کے بیٹھنے کو ہے خانہ خدا موجود
بغیر حکم نہیں جنبش ایک ذرے کو | خلا محال ہے کس جا نہیں بھلا موجود
یہ تیری مسند زریں جیتے جی منعم | فقیر کا ہے لب گور بوریا موجود
کہاں ہیں ساقی و مطرب کہو خدا ہو | ہوئی خدا کی عنایت سے پھر گھٹا موجود
چھپے نہیں کسی خود بین پہ اصحاب صفا | کہ منہ پہ دیکھنے کو ہر دم ہے آئینہ موجود
وحدت یہ کہتا ہے دلکی خصوصیت کیا تجھ | وہ کون جا ہی نہیں جس جگہ خدا موجود
پیتا ہو [illegible] کچھ نہیں حجت | ہمیشہ دیدیا سائل کو جو ہوا موجود
یہ کہتا ہے میری [illegible] | سگ حضور سے لڑنے کو ہی ہما موجود
امید ہم سے ہی جانکنی میں ہے بیمار | مسیح یا ہی ہے سرہانے قضا موجود

بسی غنا ہی نزدیک سے مجھکو صحبت کا
فراز ہی من ودش بنش آشنا موجود

خدا کو بھی ہی اچھی صورت پسند | سبب شخندان ہے حضرت پسند
فلک کی نہیں ہمکو رفعت پسند | زمیں کیجیے پھر تربت پسند
شروع محبت میں باہم ہی لطف | کہ ہیں نوجوان کی عداوت پسند

جو یاں سبھی ملاقات رو برو ہوتی تھی — ازل سے ہے یاروں کی صحبت پسند
نہیں بیت ابرو میں تعنی نہ ہوں — اجارہ ہے اپنی طبیعت پسند
وہ پتلی کمر اور وہ باریک پوشنہ — عجب آدمی ہو نزاکت پسند
یہاں سبھی تو حاضر ہیں محبت نہیں — یہ دل ہو جو حضرت سلامت پسند
الگ سب سے ہو تو ہو یا مکان — بہر طور ہے کنج عزلت پسند

۵۱ — سحر کس قدر بے تکلف ہیں شعر
طبیعت سے ہے ہر چند وقت پسند — ۱۱

سنتے جو حال دل تو پھر کہتے بیان پر
سہارے ہیں روز ہجر صنم ناتوان پر
ممکن نہیں کہ کھائے زمیں اپنی ہڈیاں
ساقی تو گھر میں ہوگا میں چل کو بیٹھے
کوٹھی پہ آج کونسا خورشید حشر ہے
ملتے ہیں آ کے [illegible] ہوتا ہے یہ کلام
جلنے کا لطف چھپ کے ہم جلوں سے
سو کی نہیں ہیں نعمت دنیا کی پیر چشم
عاشق سے پوچھیے لب شیریں کا ذائقہ
بتیس انتو نہیں ہے مقید اسی لیے

وہ خود زمین پر ہیں دماغ آسمان پر
ٹوٹے ہیں لاکھ کوہ الم ایک جان پر
تمام سنگ و ہما ہی ہر اک استخوان پر
اس وقت میفروش نہیں ہے دوکان پر
[illegible] سکے [illegible] نظر آسمان پر
چار دن چٹ پٹکے کل ہیں یہاں ایک آن پر
پڑتی نہیں نظر کسی خاصی سے خوان پر
دل لطف اٹھا رہا ہے مزا ہے زبان پر
آتے نہ جیسے تیری شکایت زبان پر

[illegible] — پہلے کو آمد آمد ساقی سے ہے ای سحر
اب میفروش بھی نہ کبابی دوکان پر — ۲۲

ہر وقت میں اپنے [illegible] ہیں ہم اپنی حال پر — آنکھیں ہیں بند اور نظر ہے مآل پر

جا پہونچا ہے تمہارا اوج کمال پر
بوسے کا داغ ہے ابھی موجود گال پر

عاشق پہ اور یہ خفگی عرض حال پر
چاہیں چڑھائی چاہیں ہاں سوال پر

دانتوں نے موتیوں سے بہر آمنہ جھونکا
رنج ہوا اسکو نہیں گر لگے او گال پر

قاتل نے امتحان کے لیے پھر طلب کیا
اب زخم آپ چلے تھے ذرا اندمال پر

ہستی ہیں مفت کشتۂ ابرو ہم ایک ایک
کیوں تیسرے کو آنکھ پڑی تھی ہلال پر

حسن سے تو نسل بوسیکا ہو تو خوب تھا
کاجل کا تل بناتے ہو کیا گوری گال پر

پھر شیشے ابتو کھیلتے ہو مفت کا شکار
گرتے ہیں کبک جان سے انگڑا و گال پر

سکا ہمارا ہو نہ سکے کا کسی سے حل
موقوف انفصال ہی روز جمال پر

جاتی ہے قرب آتش گل تو تڑپ کے
کیا بلبل چمن کو ہوئی ہیں وبال پر

ان کیا ہنکو جو مانگے چلا تو کہتے ہیں
پیسے کا داغ چاہیے دست سوال پر

سرے دوپٹا اوڑھے ہیں [illegible]
صیاد کی یہ چال چھپا لے ہے جال پر

[illegible] باتوں میں لو ہونکا مار سے
آتا ہی رحم بھی کبھی عاشق کی حال پر

[illegible] ہو گئے یہ گل چمن رونکا سے
کلیاں جو پھوٹتی ہیں نکلتے ہیں لال پر

ہر وہ ہے تو خوب ہے انکی بہار میں
موقوف کیجے جامہ دری اگلی سال پر

نقصان ہے یہی پڑ کے کوئی فائدہ نہیں
آتی ہے جان پر تو گذرتی ہے مال پر

کیونکر کہوں کہ انکو اتنا رنج ہو
روتے ہیں غیر تک تو میرے غیر حال پر

فرقت نصیبونکو بھی امید وصال ہے
یہ قاعدہ نہیں کہ کٹے ایک حال پر

واعظ تجھونکی باب میں کہتا ہے سخت و سست
تقریر کیا درست ہے اس قیل و قال پر

کیا وحشیونکو فصد کے حاجت بہار میں
خود ہے مزاج آپ ہوا اعتدال پر

باتونکا لطف ہے نہ مزا اختلاط کا
عاشق نہ ہو جیسے صنم خورد سال پر

٣ — ٢١

کو تجھ سے اوس قمر سا اب اور بہی سحر
آیا جب آفتاب قیامت زوال پر

رہیے سنبھلے ہین کیا بندہ کو احسان ہو کر — رہین کہدیجیے تم اتم کو سلیمان ہو کر
خال ہندو نے لیا ہے میرا ایمان لے ل — ہمکو یاد نہین آتا ہے مسلمان ہو کر
آپ تشریف نہ لائے نہ ہمین یاد کیا — رہ گئے دونو طرف وصل کو ساقی ہو کر
حکم اپنا ہو تو محکوم ہے کسکی بلا — کون بلقیس کا عاشق ہے سلیمان ہو کر
کو لہدی اوس رخ شفاف نے ساری قلعی — صورت آئینہ ہم رہ گئی حیران ہو کر
زندہ مشہور ہین جو تش آ سے ہمین لیکر — خلد مین بہی نہ رہین تابع فرمان ہو کر
اپنی جس آنکہ مین خوش ہین غرض صورت گلہ — مثل شبنم نہین روتے کبھی خندان ہو کر
صورت خار نہ اوسکے کسی آمن ہے کبھی — ننگ سمجھا گئے ملبوس کو عریان ہو کر
ہیر جن پلکون کی آنکہ مین چبہتے تھے تاہ — پاؤن مین چبتے ہین اب خار بیابان ہو کر
ہم گیسو کا نہ چہیڑو کہین چپ بیٹھی ہے — [illegible] ہو کر
حال کیا پوچھتے ہو عشق مین برباد کیا — اوسنے [illegible] ہو کر
جم گئے ہم لب جو دیکھکے کیفیت باغ — اپنے انداز سے سرو گلستان ہو کر
قصد اوس زلف کی اندھیرے سے دنیا آ — کتنے بے مہر ہو تم بہی مہ تابان ہو کر
سیر گلشن کسکے بہانے سے چلے غیر کے گھر — چال بہی کرنے لگے سرو خرامان ہو کر
عمر اپنی لب جان بخش پہ دیتے گذرے — ہے قاتل ہی ہمہ عیسی دوران ہو کر
چاہ نہ ہو کی محبت مین بہی سودا ہے — پھاڑ کر کپڑے نکلجاؤ گی عریان ہو کر
کچہ سبب کی نہین حاجت ہے مسیحا ہو کر — ہمکو سامان نہ کر دی سر و سامان ہو کر
لطف سے ہو اور وا ابی یار پہ [illegible] — [illegible] کو کسکے طلبگار ہو [illegible] ہو کر

مرتبہ عشق مین حاصل ہوا نا لیلے کا
بھی امید نہی ای رشک مسیحا تمسے

ولیسے او ٹھتا ہے وہ ہوا نکا کل بیجا ن ہوکر
مبر سے خواہان ہو جان سے خواہان ہوکر

۸

ای سحر ہم سے رکہتے مین دنیا پاؤ کے
زیادہ کیتے ہو پر یزادون سے انسان ہوکر

۹

نزدیک ہین دلون کے بقا ہین سب سے دور
ہی آج تو نہ پاس کہ آبیٹھے ہو پاس
افسردہ دل ہین اور کو افسردہ کیون کرین
ساقی سو اور رندون سے گار ہی چہنا کر
کب کمال عشق کا طفلے سے ہے خیال
یہ بات بزم اہل مروت سے ہے بعید
حیوان تک سمجھتے ہین مزا انکی
زانو و باکے ...

بیٹھے ہین بزم یار مین پاس ادب سے دور
وہ دن بھی ہین قریب کہ کہینگے کا اب سے دور
خود بہا گتے ہین محفل عیش و طرب سے دور
جام زمرد ین نہ رہے لعل لب سے دور
دل کو سون بہا گتا رہا لہو و لعب سے دور
اتنا نہین ہے پاس کہ بیٹھے ہین کب سے دور
بیٹھا ہوا کی کیا سگ جانان ادب سے دور
مدت ہو سنا نہین اچ س لعل لب سے دور

کاشہ لو سیتو

۱۱

دران ریسان کہو اصد ایسے دور

یون گئے انجان کیسے جان کر
پہنچنے آئے نہ جیتے بھی کبھی
کہول کر گیسو کو کہتا ہے وہ شوخ
ہے جنازہ بھی چہپ کہ جتن
شیشہ لے یون لے جاسے سے ہر اتنے کے
... اول ...

جان کہو تی ہو لکا کہنا مان کر
قبر سے اپ کیا کرینگے آنکر
اپنا اپنا دل فدا پہچان کر
خوب سو مین گے وہ شالا تان کر
خاک میری سنبھر سے کی چہان کر
قدر ہی دیتا ہے ساقی چہان کر

چشم مسکون نے اوتھین نادم کیا
ریزۂ الماس تھا دانتون کا بیان
خوان نعمت پر تصرف ہو اگر
پائے ہے کے چھوڑو کو تبسم مین

محتسب دوڑے ہے شرابی جان کر
دل کیا پہلے کلیجا چھان کر
دوست کیا دشمن پہ بھی احسان کر
دوڑ نے گھیرا ہے اکیلا جان کر

۵۶
جان و ایمان دونون کھوتے ہو سحر
عشق بت چھوڑو خدا کو مان کر
۷

دل یک سا رہتا نہین آج اور کل اور
کھوٹے یہ سر راہ رہا کرتے ہین جلسے
ای والقہ اب بھی نہین عالم ہی مطلب کا
بھون جون دل بتاب تڑپتا ہے ہمارا
ہون رات سنون قاصد محبوب کے باتین
بوتل مین بھی شیشے کیطرح تیز ہی جانے

اسکے بھی سوا زلف کو سودے کا ہی بل اور
موقع یہ نہین بادہ کشی کی ہین محل اور
گو تھا لب شیرین کا مزہ پہلے پہل اور
پڑتے ہین ترے زلف گرہ گیر مین بل اور
آخر تو سنائیگا خبر پیک اجل اور
... کا تھا اور ... نکا تھا اور

۵۷
ہم پڑھ گئے دیوان کا دیوان جنون مین
احباب یہ کہتے ہین سحر ایک غزل اور
۱۰

کون سنتا ہے کہ کیا گذرے ہے سو دیوانون پر
زاہد وغیرہ ہے بت بھی کہین پڑتے ہین نماز
نہ تھکا دست جنون تھک گئے سینہ سے
کیا اثر ہاتھ کا ہے گل جو لیا ہو میں گل شد
اڑ گیا طائر دل دیکھ کے دانتون کی چمک
ای صنم اپنی زبان سے نہ کسی بات کو کہہ

ہاتھ یہ کہتے ہین بیمار ترے نام سے رہ کا تو پر
ہاتھ یہ کہتے ہین ترے نام سے دہ کا تیر
روز آفت سی رہتی ہی گریبانون پر
شمع بھی دوڑنے لگی ڈالنے پروانون پر
ہنس نادان گرے موتیون کے دانون پر
فرض ہو جائیگا ناحق کو مسلمانون پر

تکو جی بھر کے منہ نہین دیکھنے پاتے عاشق
اب یہ کیسا حجاب ہی آئی طرح تکتی نہی مگر
چاہیے ہنکی بلا قید داو ہمین قید کرو

آنکھہ گالون پہ پھسلتی ہو تو زلفون پہ
ہن دونون زلف کا کچھ بوجھ تمہارا شانون پہ
وان بھی تکلیف شریعت نہین دیوانون پہ

٥٨
ریکھکر گوہر دندان کو سحر بیچتے ہین
اب ہے اوقات بسر موتیونکے دانون پہ
١٥١

کیر رہے کپڑے تو ہین وضع ہین اچھے
وہ بلاتے ہین اگر چلنے کو آنکھون چلون
پاون سے قطع ابھی ناشد ہوا دامن وحشت
عاشق زلف کو اتنا بھی نہ پوچھا تمنے
جان دیتی تھی غم محبوب ہین کانٹا ہوکر
نالہ و آہ و فغان کی تو قسم لے تمنے
سکہ ...
... دن حیا ... روز
سات پردو مین ہی آنکھون ہین کیا کیا حجاب
ردا عادت ہین نہین حکم نہین ٹالونگا
دامن یار ہی ہین ہاتھ ابھی او بجھائے
عاشق مصحف عارض کا تو ایمان وہ
چھٹے بلبل شیدا کو چمن مین چلکر
ناصح جانے بھی دو روز کی یک بک جھک جھک
سکے چھوٹے مہر یاری چوکھٹ پہ سحر

ہان یہ پوچھو کہ ہوا چاک گریبان کیونکر
زندہ پہونچونگا مگر تا در جانان کیونکر
ہاتھ سے چاک کیا ہوگا گریبان کیونکر
کیا پڑا پیچ ہوا حال پریشان کیونکر
میرے تربت پہ کھلے ہین گل خندان کیونکر
مین یہ کہتا ہون کٹیگی شب ہجران کیونکر
تم بھی دیکھو کہ بپا کرتا ہون طوفان کیونکر
ابھی دن چاک کرون اپنا گریبان کیونکر
دیکھون جی بھر کے تمہین وصل مین جانان کیونکر
آگیا یاد لب یار شب ہجران کیونکر
چاک کرنے مین یہ دیوانہ گریبان کیونکر
ایک بوسے پہ اوٹھا لیتے ہین ... کیونکر
ترک ہو ہنسنے ہنسی ای گل خندان کیونکر
سینے ... بھی تو سیے دل ویران کیونکر
پھاندتے تھے کبھی دیوار گلستان

نزع میں بھی نہ آئے یار افسوس
یہی امید سے تھے ہزار افسوس

جو گذرتی ہو ہاے کس سے کہیں
اوٹھ گئے پہلے غمگسار افسوس

ہڈی ہڈی میں ہے حرارت عشق
جان ہی لیگا یہ بخار افسوس

ڈر کے جاڑے کا تم سے اونکو ہے
کھو دیا مفت کا شکار افسوس

عمر بھر ایک شہر میں گذرے
پھر نہ پہچانا ہمکو یار افسوس

اپنے بیگانے میں تمیز نہیں
دشمنوں کے ہو دوستدار افسوس

مرگئے ہم شروع وحشت میں
نہ کٹی ایک بھی بہار افسوس

دل لگی ابتدای عشق میں ہے
عاقبت سے ہے مآل کار افسوس

سوتا ہی تھا نے کا نہ بھولے گا
یہ رہیگا تہ مزار افسوس

۱۰

ای سحر کیسے دل کی خیر تو ہے
آج کسکا ہے بار بار افسوس

۹

جس قدر پیش نظر ہے ہستی انسان کی ہوس
سمجھو کسی کلاہ ہی [illegible]

پی سنبھلے وجہ دنیا کے سبب اور ہے
سر و سامان عیش کرتی ہے

شہر کی گلیاں اندھیرے ٹھوکریں کہاتی کو ہیں
کھینچتی ہے بوسۂ زلف پریشاں کی ہوس

خار کی مانند کاٹے ہے ترک لباس
مثل گل کسکو ہے جیب و داماں کی ہوس

چار دیوار عناصر کی تو مضبوطی نہیں
خام طبعی سے ہے پختہ قصر و ایوان کی ہوس

اور سب لذات دنیا سے طبیعت سیر ہے
ہو گئی پیری میں چلنے کو ہی ونداں کی ہوس

روضۂ شاہ شہیدان کی زیارت ہو نصیب
اب نہیں باقی ہے سیر قصر سلطان کی ہوس

مال کیا ہے ملک گیری حوصلہ پیدا ہو کر
آپ سے اوڑتی ہے اورنگ سلیمان کی ہوس

اہل دولت کی صحبت ہو ثابت [illegible]
تا دم آخر نہیں جاتی ہے انسان کی ہوس

ہوس نہ جاہ و حشم کی نہ مال و زر کی تلاش — غزل کی فکر ہے الفاظ با اثر کی تلاش
ستارے [illegible] ہیں جیکر میں آسمان ہوں — کہاں کہاں لئے پھرتی ہے اوس سحر کی تلاش
قریب [illegible] کو پا یا — فرشتے سے بھی نہ ہو وے بشر کی تلاش
کسی کا ساتھ نہ دے [illegible] دم آخر — نہ ہو گی گور کی [illegible] کی تلاش
ہمارے آنکھوں میں لمیں جب تمہاری آکر — یہ آج غیر محلے میں کیوں ہے گھر کی تلاش
پتا لگا نہ کہیں سر سے ناخن پا تک — ہمیشہ زلف رسا کو رہی کمر کی تلاش
تری دہن کیطرح کھو گیا کلام اپنا — یہ چارہ [illegible] کا ہے دیوان عمر بھر کی تلاش
نہیں ہے سر کسی کا کس خطاب کے قابل — ہماری بزم میں ہے صاحب ہنر کی تلاش
ہمارے چشم گہربار کی ہوئی اب قدر — گراہی کا انکا درا نکو ہی گہر کی تلاش
غرض کہ عمر دو روزہ تردد میں کٹی — دہن کا ہمکو تجسس رہا کمر کی تلاش

لگا رہا ہے سو جی یہ ہمنے واعظ کو
[illegible] سا ہیں رو رہے سحر کی تلاش

سبلی فکر او ہے بیکار ہی سب کی تشویش — اور سوچیں یہ طبیعت ہو سبب کی تشویش
عشق قامت سے بچا شافع محشر مجھکو — کہ یہ صد منزل قیامت کا غضب کی تشویش
جستجو ہی کی تو البتہ رہے ساری عمر — اور نہ ہو وے کسی امر میں کب کی تشویش
خود کہا ہے کہ تری قہر پہ رحمت کو تفوق — ہو کسی منکر قرآن کو غضب کی تشویش

دہیان زلفوں کا بندھا ہو گئی دنیا اندھیر
ای سحر کیا میں کہوں آپ سی شب کی تشویش

تصویر ہے بہشت کا نقشا ہی جیلش باغ — وہ جنتی تھا جسنے بنایا ہے جیلش باغ
واعظ نہ کہ خدا کی لیے کیا ہی جیلش باغ — جنت کو چھوڑ بیٹھے ہیں ایسا ہی جیلش باغ

صدقے ترا شہر وہ صحرا ہے عیش باغ
دیوانی ہیں جو کہتے ہیں جنگل ہے عیش باغ

ہر دل لگا ہوا ہے یہ دلچسپ ہے زمین
اچھا صنوبروں کا ذخیرا ہے عیش باغ

بھولے میان حوض کے چکاروں کو جو گرا
آہوی چشم یار کا صحرا ہے عیش باغ

عشق میں اس جانے سے ہی آتی ہے مجھے
قدسی کہیں ... وہ نظر آتا ہے عیش باغ

پانی کی چشموں سے نہیں خالی کوئی جگہ
آئینہ ہر شجر کو دکھاتا ہے عیش باغ

مانند کے نا تمامی باقی پہ بیٹھیے
شیراز لکھنؤ ہے مصلا ہے عیش باغ

مجنون کی طرح نجد میں کسکی تلاش ہے
دیوانی لکھنؤ کا ہیں صحرا ہی عیش باغ

پانی چھڑکا رہا ہے درختوں پہ متصل
آتے نہیں جو آپ تو روتا ہی عیش باغ

دار الشفا ہی یارو ہے ہر مریض کو
اپنی تو زندگی کا سہارا ہی عیش باغ

ہر سبزہ موتی جھیل ہے آب حیات سے
سبزہ خضر ہے آب مسیحا ہے عیش باغ

کھچوا ہے شہر میں کا آئینہ دیکھلو
تصویر کا ورق نظر آتا ہے عیش باغ

جلسے میں مثل حور پری زادی جوانی ہیں
... اس میں اب نظارہ ... عیش باغ

نعم النسا سے کم نہیں جوگن کسی طرح
واللہ بے نظیر ہمارا ہے عیش باغ

جنت کا حال پوچھتے ہیں اغلوط لوگ
ہمسے جو کوئی پوچھے کہ کیسا ہی عیش باغ

سہرا ہی موتیوں کا یہ منہ کی جھڑی نہیں
جیسا اگر دولہن ہے تو دولہا ہے عیش باغ

پایا ہے اسانین نے خلعت بہار سے
کشمیر کا یہ سبز دوشالہ ہے عیش باغ

شوق ... تک جو جاہد نصیب ہے
آنکھوں کو سبز باغ دکھاتا ہے عیش باغ

کشتی ہی ہی ساتھ چلے عیش باغ میں
جھمکا ہے بارہ پر لب دریا کے عیش باغ

شہ فقیر ہو کے سحر موتی جھیل پر
تمکو پسند سے زیادہ ہو عیش باغ

کہو یارو رشک آنے سے ملاقات کا لطف
گفتگو پہ گئی باقی نہ رہا بات کا لطف

آدمیت نہیں اوس پر نیاد و نہیں
نہ تواضع کا مزہ ہی نہ مدارات کا لطف

گل ہیں لونگ ہیں خوشی ہی چمن ہے [illegible]
باغ عالم میں یہ سارا ہی تری ذات کا لطف

ہی ثمر سرو ہیں کس کام کی ای سرو ران
سچ تو یہ ہے کہ بد نہیں ہے [illegible] کا لطف

ہی اگر شیشہ و ساغر میں نہیں ہے تو نہ سہی
ہے ساقی کا کرم [illegible] کا لطف +

رونق بزم سلیمان ہیں پر سر وہم لوگ
یہی وہیں ہو تحسین کچھ خاک نہیں [illegible] کا لطف

خضر سے کہتے نہ تک اگر عاشق گریان ہو تجھے
ہیں گرمی میں دکہا دی تحسین [illegible] کا لطف

دیکھیے ہوتا ہے کیا ہی جو ہی لیل و نہار
اب نہ وہ دن کی عنایت ہے نہ وہ رات کا لطف

۶۵ درمیان اتنا رہے تفقید نہ ہونے پائے
ای سحر شعر میں ہے گو کہ اضافات کا لطف ۸

فقط ہے اوسکی عنایت پہ فکر نان موقوف
بس اب تلاش و تجسس لقمۂ نان موقوف

اوج فلک پہ ہے یہ ایک [illegible]
کبھی نہ مطبخ شاہی کا ہو دہوان موقوف

زمین پہ [illegible] اگر خاکسار ہوتا ہے
ستم تو یہ کہ کرے اپنے آسمان موقوف

کہیں ہے [illegible] کہانی حضور نے سن لی
چہکتے ہیں بلبلیں ہوتی ہیں قصۂ گل موقوف

غرض کہ اہل تکبر کا زور ہے سب ہے
سلام ترک ہے تعظیم میہمان موقوف

[illegible] کیا ہے کسی شرابی نے
کہ شام سے نہیں شیشے کی ہچکیان موقوف

یہ تیغ شیرین ہے سخن یہ مضمون نہیں باندھ لیا
زبان اہل زبان پر ہے مہربان موقوف

۶۶ پکارتے ہیں فرشتے یہ جادہ بابل کے
سحر خدا کے لیے آہ کا دہوان موقوف ۱۲

لکھتا ہوں آج حال دل از رساف صاف
پڑھتا ہوں کچھ حضور میں اشعار صاف صاف

کہتا ہی آج منہ سے گنہگار صاف صاف
باعث کہ ... انصاف

جالی جبر و کہ جسمین نہین ہی محل نہین
سے روز ... بیدار صاف صاف

ساقی بہ دور و اور کسی کو پلا نہو
... یار صاف صاف

سب کی احتیاج گنہگار سے نہین
... صاف صاف

پہر وہ فقط رقیب تہا وہ بہی اوٹھ گیا
اب کل سے گالیونکی ہی بوچہار صاف صاف

آہو ختن کی سب تری دیدے سے ...
ڈہولی ڈہلائی انکہہ ہی ای یار صاف صاف

حاصل صفائی قلب ہو کی اگر تجہے
سینہ پر کہین سے گے محرم اسرار صاف صاف

... نہین صحیح ہو نہین گرہ ناشتی ...
وہ سینہ صاف صاف وہ رخسار صاف صاف

دل دیکھنے کا تمکو عبث اشتیاق ہی
اک آئینہ سا ہوگا دل زار صاف صاف

چہرہ کتابی یار کا دیکہین ...
وصاف کے ورق ہین یہ رخسار صاف صاف

افسوس آدمی نہین ہین کا ...
... صاف

پچھلے سے اوٹھکے فکر غزل ...
ہو جو ہوائی صبح ہین اشعار صاف صاف

صبح وصل آئی ہوا رنج اور راحت کے خلاف
کوس رحلت بج رہا ہی آج نوبت کے خلاف

تجلے سے چہرہ اونہین بھیجا ہی وحشت کے خلاف
صاحب خانہ مخالف لوگ صحبت کے خلاف

کم نہ یاد ... نہین سکتا ہی کچھ تقدیر مین
گوکہ قدرت ہی آدمی لیکن ہی عادت کے خلاف

تا تمہہ پڑہنے کو تو چند مین وہ آلگے
جبر ہونے لگین باتین وصیت کے خلاف

آدمی سب ایک ہین لیکن طبایع مختلف
جسطرح ہی ایک صورت ایک صورت کے خلاف

کہین بہت ... کو شہوان ...
چوک کی گلیان ہین سب راہ شریعت کے خلاف

جو اوٹھا تعظیم کو پر خاستہ خاطر ہوا
ایک ... سے ... صحبت کے خلاف

بنفس ہے ... نہیں طبیبوں کا چھٹین
جی ہمنشین لکہ ... ہین تمہاری باتین ہے
عشق ہے بیسی ... کہہ چکے ہیں کیا
یار کے سکلاے مین ... ہے رنگا

پر مرض مرنے لگی کیونکہ حکمت کو خلاف
کون سی وہ بات ہوتی ہے طبیعت کی خلاف
مصلحت بندہ کی ہوتی ہے مشیت کی خلاف
یون فقط مکر رہے تھا عشق خالق کی خلاف

۶۸

وفعتہ ترک محبت کسطرح یون ہستہ ہو
ای سحر یہ بھی ہی اپنی آدمیت کے خلاف

۱۰

دل نہین آج تلک تیر نظر سے واقف
ایک ان روز کی گالو نکی تیر اور مارے ہے
آپ کیا جانین بہلا حال جگر زخمی کا
پتکا دربار کے جالے کو نہ تب ہوا ہے خدا
چشم نرگس کو نہ دکھلا ای خدا رخ سیاہ
... دیا
... ہے تمکو
آشنا آنکھ نہین دستے پہ چون ہے
شعر کہنے کا نیا کوچہ نکالا ہے سحر

آپ کیا ہونگے سر سے داغ جگر سے واقف
آسمان کیا نہین نالوں کی اثر سے واقف
حضرت نوح تھی کچھ دیدۂ تر سے واقف
ہم نہ ہون بندش مضمون کمر سے واقف
گوش گل ہون نہ پریشان خبر سے واقف
خود بدولت سے ملاقات نہ گھر سے واقف
آنکھ ہوتی نہ محبت کی نظر سے واقف
کان کیا ہون کے ترل کے خبر سے واقف
کبھی واقف تھے اس راہ گذر سے واقف

۶۹

ہفت اقلیم میں مشہور ہے مثل خورشید
کون ایسا ہی نہین ہے جو سحر سے واقف

۱۲

کیونکہ ہو قوت دل ہم شعرا کی تعریف
کلمہ خیر کی امید بتون سے کیا ہو
آج تک خون سے عاشق کے جو گلنار ہے ہتھ

وصف بندہ کا تو ہی ہین خدا کی تعریف
منہ کمان ہے جو کرین اہل وفا کی تعریف
گل ہی ہوتی تھی اسی رنگ حنا کی تعریف

زلف جاناں کو بڑھا کر شب فرقت تو کیا
شعرا کو غرض آتی ہے بلا کی تعریف

ایک ہی مین سہان ہنستی ہین یاون لکھو
کیمیا گر نہ سنین [illegible] شفا کی تعریف

بات ایسی ہو کہ دشمن بھی کہین صل علے
کیا اگر دوست [illegible] حد سے سوا کی تعریف

اب ~~سنان~~ [illegible] سنے کچھ خضر و سکندر
منہ پہ کہتے جو کبھی آپ تیا کی تعریف

رات کو یار کے کوٹھے پہ عجب چین تھا
چاندنی کا کہوں عالم کہ ہوا کی تعریف

چاہیے شاہد مضمون کے لیے بندش چست
جامہ زیبوں میں یہاں بھی ہے چست قبا کی تعریف

شہر کے لوگ قصیدے لیے بیٹھیں خوش ہو
یہ [illegible] بیندار و [illegible] ہی نشو و نما کی تعریف

شعر عالی کو سمجھ جاے جو فکر عالی
آپ سے آپ کریں ذہن رسا کی تعریف

ہم فقیر و نسے جہاں شام سے کمل تانا
ذکر صبح و سے یا آل عبا کی تعریف

ایک بھی شعر پہ حاسد نے سحر واہ نہ کی
نا سمجھی ہے سخن ہوش ربا کی تعریف

وصل میں یار کا کچھ ڈر ہے نہ اغیار کا خوف
دو [illegible] ہے [illegible] کا خوف

جوش وحشت میں گریباں ہے ہم [illegible] ہیں
دل پہ غالب ہے بہت آپ کو [illegible] کا خوف

سر تلک کاٹ کے ساقی کی قدم پر رکھدین
ہیں ہو جاؤ وہ کیا ہے ہمیں [illegible] کا خوف

ہوں تو ہر طرح سے سمجھا کے سمجھا ہیں کہتا
شام سے اور بھی طاری ہے [illegible] کا خوف

روزن و رخنہ در بند کیا کرتے ہیں
بیٹھنے دیتا نہیں طالب دیدار کا خوف

جنکا اقبال نہیں انکو ہے فکر اقبال
اہل اقبال کو دن رات ہے ادبار کا خوف

[illegible] لیتے تو لیا رحم نہیں غالب ہیں
مسکرا دو تو نکل جائے گنہگار کا خوف

سر کو ٹکرا رہے ہو عالم وحشت میں سحر
جانکا ڈر ہے نہ کچھ یار کی دیوار کا خوف

نہ میرے گھر پہ نہ انکے مکان پر موقوف
وصال یار ہے اب اوس جہان پر موقوف

زمین بھی پیسیگی ہمکو فشار ہوگا ضرور
ستم نہین ہے فقط آسمان پر موقوف

شراب جاری ہو گویا پیہم پیین گی ضرور
کہ میکشی نہین اپنے دکان پہ موقوف

جہان تمام مین ہمکو ستم وہ ڈھائینگے
فقط ہی تیر کا بلا کمان پر موقوف

ہمارے حصے کا ملتا ہے ہمکو گھر بیٹھے
کسی کا رزق ہے منعم کی خوان پر موقوف

ابھی بلا مین وہ کوٹھے پہ ہمکو ہے معراج
وصال یار نہین آسمان پر موقوف

وہ آنکھ پھیری چھپی نگاہ قاتل ہے
چھری کی باڑھ نہین ہے جو سان پر موقوف

ہمارے پاؤنکی بیڑی ہلی ہے جنون سے
یہ طاقتین ہین اسی ناتوان پر موقوف

جو کچھ کہ دل کا ہے نقشا وہ منہ پہ ظاہر ہے
ہمارا حال نہین کچھ بیان پر موقوف

گلوریان کہین بھیجین تو رنگ دیکھیے
کہ کشت و خون ہے اسی خاندان پہ موقوف

غزل کو گانے کو دین تان مین اگر لگے
کہ لطف شعر ہے اپنی زبان پر موقوف

بہشت ... رہتا ہے کون گل بوٹے
بہار باغ تو ہے باغبان پر موقوف

دنیا ... مین ہو موت ہے قبول ہمین
کہین فراق کی صدمے ہون جان پہ موقوف

قریب ہے رنگ کرین سی ہر جگہ ہو وہی
زمین پر ہے نہ کچھ آسمان پر موقوف

نمک کلام مین ہے دل فریب او بڑھتا ہے
یہ شاعری نہین کچھ قدردان پہ موقوف

ہزار رند خرابات ہوتے ہین شاعر
مگر بہشت ہے انکی زبان پر موقوف

کہین ہو راہ گلی مین سلام ہو جاتے
ملازمت کو نہ رکھئے مکان پر موقوف

مکان پختہ بناو نہ مقبرہ پختہ
کہ نام نیک نہین کچھ نشان پر موقوف

۹
سحر کرو روئے تو ایک بات ہے یہ
کشود کار جہان ہو زبان پہ موقوف
۴۲

لیجیا ہمکو بہار اخفقان اور طرف
یہ محل اور ہے چھوٹا وہ مکان اور طرف

گشت امید بھی سرسبز نہ ہوئی لالی
لے اوڑے ابر کو […] وہ خزان اور طرف

کان رکھکر نہیں سنتے ہو ہماری نالے
دہیان ہو وقت تمہاری ہی جان جہان اور طرف

اسطرح اپنی ہیں سنتا وہ پرایئے لیئے
سنچے اور طرف میر مغان اور طرف

سونے پاتے نہیں اتون کو ٹہلے والے
دہوڑے جاتے ہیں گراہ کو مکان اور طرف

حسن کو جیہ بیابان کی ہوا دلی ہی
دیکھ لو جاتا ہی آہو کا دہیان اور طرف

ناز اوٹھائی گی کسی دہر سے ہو مرد ور کوئی
پھینکے ہی کہین یہ بار گران اور طرف

اونکی آتی ہی ہوئی درہم و برہم صحبت
عقل ہی ہوش و دل طرف تاب و توان اور طرف

۴۳ شاعری ختم ہے اس شہر پہ واللہ سحر
فی الحقیقت نہیں یہ طرز بیان اور طرف ۱۲

جو گذرتی ہی وہی کہتے ہیں ہم مضطر عشق
نام دیوانہ کار رکھا ہی بجا دفتر عشق

بلی مٹی کو یہ جانا لئے نہیں ہلنے کے
ایک دروازے پہ آب … ششدر عشق

پیچ پہ پیچ پڑا جب سے ہے سنے گیسو میں نا
سرگذشت اپنی کہی الجھے … دفتر

جانے لیوا ہے عناصر کو بلکو … کہو
کدورت بخش دل شاد ہیں پیکر عشق

طوق سودن کا ہی زنجیر ہی لاکھوں کا نہ سکے
ایک سے ایک تہ بہا ہے غرض اور عشق

جان ہستہ … ہین آگ ہی … اور کبہی دل
کشتی عمر کو درکار ہے اب لنگر عشق

دشت میں قیس ہے یہ شہر میں یہ لیلی کی
چشم بینا ہو تو ہر شکل ہی بس مظہر عشق

جوش وحشت میں علاج خفقان … کی
عالم آب دکھلا ہے جو چشم تر عشق

قیس صحرا میں … کوہ پہ فرہاد نہیں
اپنے دم سے فقط آباد ہے کشور عشق

… گل … ہے گا … جانان …
… شان کی طرف … عشق

اپنے جامے سے جو باہر ہیں ہوا وحشت میں
رہ گیا غالب بیجان کیطرح پیکر عشق

سر زدہ شعروں میں تحریر ہے ہم ہیں مثل فرہاد
نام لکھا ہے ہمارا بھی سر دفتر عشق

نہیں ہے آدم خاکی غرور کے لائق
غرور کبر کہ رب غفور کے لائق

ستم خطا کے ہوئے جبر اختیار کیا
گناہ گار ہیں عفو قصور کے لائق

خدا ہی پار ہو بیڑا جو مے پرستوں کا
نہیں ہے کشتی مے تو عبور کے لائق

بہت زیادہ ہوس کر شان ناشان ہے
خدا سے مانگیے لیکن ضرور کے لائق

نکالو غیروں کو دور شراب سے باہم
یہ رونی صورتیں بزم سرور کے لائق

یہ اوسکی بندہ نوازی یہ شان رحمت ہے
قصور وار ہیں جو ہر قصور کے لائق

جو دیکھو لو لب بام اوسکو واعظو دیکھو
یہ کوٹھا اور تجلے طور کے لائق

کلام تلخ کہاں اور کہاں لب شیریں
وہ بات کیجیے جو ہو حضور کے لائق

ہزاروں نالے کرو کوئی بھی نہیں سنتا
گلے ہی یار کے شور نشور کے لائق

دیا ... ظرف اوسنے جو دیا اسکو
نہ ہوگا صبر دل ناصبور کے لائق

عمل ہمارے بھی کا ہے یا امام مہدی کہنا
ابھی زمانہ ہے مولا ظہور کے لائق

سمجھ کی رند خراباتیوں سے صحبت ہے
کسی طرح نہیں بزم حضور کے لائق

بندۂ عشق ہیں ہم دیکھتے ہیں قدر عشق
لیجیلی ہے نئی دنیا کی طرف وحشت عشق

دلمیں کیا عرش کیا کعبہ میں کیا دیر میں کیا
جس جگہ دیکھیے موجود ہے یہ حضرت عشق

نور محبوب خدا عرش پہ تھا روز ازل
پہلے پیدائش مخلوق سے تھی خلقت عشق

اسکے داغ سے ہیں خانۂ دل مالا مال
تا قیامت سے آباد رہے دولت عشق

زرد ہو جاتا ہے منہ پھول سا کانٹا بنا
عیب ہے اسکا ہنر پردہ در پردہ ہے
آج کل شوق ہوا ہے اوسے خود بینی کا
کوئی غم سر پہ جو گرتا ہے اوٹھا لیتا ہوں
جسکے جو وضع ہی کمبخت ہے اور ہو ویسا
شیشہ دل میں اوتارا ہے پریزادونکو
تلخ کامی کا مزہ ہر کسی تا کسی کو نہیں
پاؤں میں پڑ گئی بیڑی جو چھوا گیسو
نکلا ہوں اس پیچ سے بی ترک محبت کیا خلل
آپ کو ہم نہیں پہچانتے ہیں تم کیا ہو
شمشیر سے سوتے ہیں ہم بعد فنا متصل
دلکشا ہی دل پر داغ ہے اب قیصر باغ
بے محبت نہیں دیتا ہے کسی کو کوئی

خون ہوتا ہے کوئی کہتا ہی تیرا صورت عشق
[illegible] کو لیوے لذت عشق
آئینہ [illegible] میں امر حیرت عشق
[illegible] ہے طاقت عشق
اپنے [illegible] ہوا خلعت عشق
تا [illegible] تک پہونچی ہے آتش عشق
جسکے حصے میں [illegible] ہوا [illegible] عشق
سرو [illegible] آفت عشق
قید گیسو کی تو میعاد ہوتا مدت عشق
[illegible] غفلت عشق
پاس آتا نہیں [illegible] ہی ہے ہیبت عشق
[illegible] حضرت عشق
کام دنیا کا سمجھتا [illegible]

۹۶
یون تو مدت سے تھا اک خفقان رہتا تھا
اب یہ معشوق لگا نے ہمیں تجھے [illegible]
۱۰

ہی تیری ذات بیشک بیگمان پاک
سمجھ ہے کو نہ کہہ دوری میں اغلاط
مرے گل کا نہ لین یون نام [illegible]
نہا ہیں لاکھ حماموں میں منعم
رولائیگا کہاں تک عاشقون کو

کیا ہے خاک سے ای مہربان پاک
شریعت میں تو ہی آب روان پاک
کرین شبنم کی کلی سے دہان پاک
نجاست دل کی ہوتی ہے کہاں پاک
زمین بس ہو چکی ای آسمان پاک

تم آپ ... [illegible]
ترا یہ گندہ ہوا ای جان جہان پاک

چشم ہم ... [illegible] ... سے
شاد ہو کر ہوا ای سرو روان پاک

ہین اوٹھا ... [illegible] ... اوٹھکے
کہا اچھا ہوا جس کم جہان پاک

بڑے اٹھا ... [illegible]
ہوئی ہی لا کہ غوطون مین زبان پاک

۱۰

... [illegible] ... داغ بھی دہو دیجیے گا
... [illegible] ... ذات امام دو جہان پاک

۲۷

اوٹھا ہے ... [illegible] ... اول مین رنگ
ہولی کا جیسے کھیلتے ہین ہر گلی مین رنگ

سرخی لب ... [illegible]
عناب تر کا ہوتا ہے منہ کی گلی مین رنگ

حمام مین ... [illegible] ... دہو
ہو جاے مثل عنبر دریا گلی مین رنگ

نکلے ہزار ... [illegible] ... ہم
لیکن کبھی حنا نہ ہتھیلی کا ... [illegible] ... مین رنگ

تاثیر دیکھنا ... [illegible] ... مین بہار
کہینچا ہے دم کہ ہونٹ پیا پھر گلی مین رنگ

ہر ہر قدم ... [illegible] ... مین اپنے تلوون
گل سے سوا ہے پانچے کے ہر گلی مین رنگ

... [illegible] ... زاہد کو ... [illegible]
نوروز ہے وہ کھیل ہے ہین گلی مین رنگ

سرخی گلے ... [illegible] ... نکلتی ہے پان کی
آیا کہان سے پان کی چھینٹ گلی مین رنگ

گو ... [illegible] ... کم ... [illegible]
لیکن کہان طبیعت ناصر گلی مین رنگ

۱۳

ہر ... [illegible] ... لکھنو کا ہے گلزار اے سحر
دیکھا ... [illegible] ... طرح کا یہان ہر گلی مین رنگ

۲۸

عاشق ... [illegible] ... ہین ہم لوگ
ہند مین انتخاب ہین ہم لوگ

دین نکیرین کو جواب سوال
ایسے حاضر جواب ہین ہم لوگ

کیون ... [illegible] ... کو ... [illegible] ... پڑا
اپنے ہاتھون خراب ہین ہم لوگ

خانہ بر دوش ہین حباب کی طرح
شکل نقش بر آب ہین ہم لوگ

آن پہنچا قریب وقت زوال
شام کے آفتاب ہین ہم لوگ

ای فلک خاک مین ملا نہ ہمین
عہد عالی جناب ہین ہم لوگ

در پہ آئے تو تیکے دیوار
غیر کے سد باب ہین ہم لوگ

وحشیون پر قصاص شرع نہین
خلق مین بیحساب ہین ہم لوگ

سست مت سمجھو ہمکو پیرے مین
یادگار شباب ہین ہم لوگ

کیون نہ قایل ہون نسخہ رخ کے
ای بت اہل کتاب ہین ہم لوگ

گمرہون کو بتائین راہ خضر
سر راہ صواب ہین ہم لوگ

دل سے اچھا سلوک جنے کیا
قابل اجتناب ہین ہم لوگ

ماہرویونکو فیض ہے ہمسے
ای سحر آفتاب ہین ہم لوگ

ہین ہمارے زیر خط سے جوان سبزہ رنگ
یہ ہیولی ہی سے گیتی مین ہم کتان سبزہ رنگ

کشا ہو یعنی نئی ہے ہمکو نشان سبزہ رنگ
بابلکے سے بہتے پر ابرے گمان سبزہ رنگ

نیم مین گہرے ہے چھپے ہوئے تمام دوست
شمشیر چمن ہین آ شوکت نشان سبزہ رنگ

سو ہم نو بہار ہے سر سبز شون سوارے
ابرو کے گئی ہا ہے ایک جوان سبزہ رنگ

عرش پہ کیا کہین ہین بہشتی ہی
قصر سر دین مین خاص اسکان سبزہ رنگ

یار سے بیٹھے پاسنگا تو ہو بجلین اور انگا
سر کہان کی لا انگا طرز بیان سبزہ رنگ

سولو نہین جو دہن ہی شون ای انجمن
دلکو ہوا چمن سے کے آئین ہین ان سبزہ رنگ

خاک مین خط ملا لگا گال بھی گل کہیا انکا
شیر چمن کے کہلا انسکا عشق تبان سبزہ رنگ

رشک ہے پر وحور کے ہاین نہ سمجھو دوست
غیرت سے گل طور ہے سر ابرو ان سبزہ رنگ

باتین ہین بہی کس قدر صد نبات شیرین
ہنستی کی لو بہی مگر منہ مین ہان سبزہ رنگ

پھر بہی سبزہ آم کا جلا زہر کا کھانا کہل گیا
بعد فنا بہی خسکار ازبستان سبزہ رنگ

بادہ نوش تجھ بے جفا کے لیے
لبسون پہ تپلا ہے سرخ دندان سبزہ رنگ

پھولون کے گرد اوٹہ مین قسمت کا عکس یا لین
لال پری پہ لوٹ ہین بادہ کشان سبزہ رنگ

سنبح بلا رہے لطف کنار شہر کے
ہجر خدا کا قہر ہے تاک تبان سبزہ رنگ

۸۰

مر نہ اکڑے اس قدر تاک نہ اینڈی عمر بھر
خاک مین مل گئے سحر لاکھون جوان سبزہ رنگ

۱۲

کہین ہم نہین اٹھنے جانے کے قابل
کہ دل ہی نہین سنج اوٹھانے کے قابل

فقط ہم تو ہین قابل عفو و رحمت
کوئی ڈھونڈھ لو آزمانے کے قابل

بہت بلبل دل سے شاخین نکالین
نہ پائی جگہ آشیانے کے قابل

اٹھا ہوا رخت ہستی ہمارا
یہ جوڑا نہین آنے جانے کے قابل

کسی کام کا بہی نہین اب فلک تو
بجز گور کے شاہ ہمانے کے قابل

رہ و رسم الفت سے واقف نہین تو
ابھی تک ہو صاحب سکھانے کے قابل

تصور مین وہ ہوتی ہے اک ایسی صورت
کہ پہلو مین تیرے بٹھانے کے قابل

ہوئین چشم بد دور طیار دامن
یہ تکلے ہے آپ سراہنے کے قابل

نہ نکلے جواب ایک جاہل کے آگے
اگر چھپ ہون سننے بانے کے قابل

دیر یار پر توڑ کر پاؤن بیٹھے
نہ اٹھنے کے قابل نہ جانے کے قابل

ہین دیوان کرون نذر سلطان عالم
کہ غزلین ہین یہ تو ہی گانے کے قابل

۸۱

سحر ہم کو بین شعر پڑھتے نہ پھر سے
یہ دولت نہین ہون لٹانے کے قابل

عمل آپکی لائق ہی نہ ہم جانیکے قابل
آپ دیکھنے کی کون ہیں دکھلانے کے قابل

جلوہ ہیں پلاتا ہے جو بھی ساقی دوراں
کیا ظرف ہمارا نہیں پیمانے کے قابل

ناصح کے بلا جاؤ یہ کہتے کوئی پوچھے
ہر گز ہم فرقت نہیں بہلانے کے قابل

در کعبہ ہے دربار ہے [illegible]
کسکا سر سجدہ ہے [illegible] کرنے کے قابل

کس ناز سے کہتے ہیں خبار سے یہ سمجھ کے
یہ [illegible] ابھی مرجانیکے قابل

کچھ ہو ہم تو کچھ [illegible] کی قصور
[illegible] کہتے ہیں تمہارا قصور ہیں ہم

فیروز اہل شرع کی [illegible]
کیسے گناہگار ہیں بے قصور ہیں ہم

یہ سنتے ہیں کہ میاں کبھی [illegible]
قابل علاج کے نہیں اے شیخ طور ہیں ہم

موسیٰ کی طرح کون [illegible]
کر سکتے ہیں دیکھیں گے تجلی طور ہیں ہم

یہ جبر اختیار کیا ہے [illegible] لیے
عفو قصور چاہتے ہیں بے قصور ہیں ہم

لازم ہی امتحان بھی موافق [illegible]
ان لوگوں میں ہی نہیں ہیں ذرا غیور ہیں ہم

جو لوگ نور کے تھے وہ [illegible]
ہیں مشت خاک خاک کریں گے غرور ہیں ہم

کچھ عیش باغ پر نہیں موقوف [illegible]
جنت میں بھی نہیں گے شراب طہور ہیں ہم

خاموش آج سوتے ہیں کنج مزار میں
اک روز ہوں گے باعث شور نشور ہیں ہم

ہتا سبھی آدمی نہیں دیکھا [illegible]
جوش جنون میں گو کہ [illegible] دور ہیں ہم

کہتے ہیں راہ شرع میں [illegible] قدم
بیگانگی میں بھی جائیں گے [illegible] ضرور ہیں ہم

اپنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کریم
جلسے قصور میں نہیں کرتے قصور ہیں ہم

اک دن وہ تھا کہ رونق محفل تھی ہم سمجھ
گو اب نہیں ہیں قابل بزم حضور ہیں ہم

چلے ہیں جوش جنوں میں کدھر نہیں معلوم
پر اس کی راہ کی ہی ملاقات کدھر نہیں معلوم

مزہ کیا جو کہ ملتا ہے جو کہ جلتے ہیں
کسی کو لذت سوز جگر نہیں معلوم

خدنگ ناز کا تھا گست کو کیا مری فریاد
کریں گے نالۂ دل کب اثر نہیں معلوم

ہمارے دل میں ہے ہم خوب جانتے ہیں نفیس
ہزار دن نام پر مرتے ہیں گھر نہیں معلوم

عجب مقام تردد سرائے دنیا ہے
کریں گے کوچ کب آئے سفر نہیں معلوم

تجھ تمکو ساری خدائی کی باتیں آتی ہیں
پہ راہ و رسم محبت مگر نہیں معلوم

نہ گیسوؤں میں پتا ہے نہ کوئی جانتا ہیں
کہ آج کل ہیں وہ کس کی خبر نہیں معلوم

ہماری جان سے حاضر ہے دل بھی حاضر ہے
کدھر ہے یار کی مد نظر نہیں معلوم

یہ جانتے ہیں کہ طوفان نوح آیا تھا
تمہارا حال تو اے چشم تر نہیں معلوم

۹۳

یہ وہ خرابات ہے سب اپنی راہ پہ ہیں
کسی کو حال کسی کا مگر نہیں معلوم

۱۶

سمجھتے خوب ہیں ان آنکھوں کے اشارے ہم
نظر ہم دیکھنے والوں میں ہیں تمہارے ہم

شب وصال میں جو سر اٹھے تو رنگ ہے
کبھی بھی تم سے جیتے اور ہارے ہم

جنہیں ہی خواب میں افشاں کسی کی گیسو کی
لیے ہیں شب غم کی گنیں گے تارے ہم

کسے پسند ہے فرقت میں سیر قصر باغ
قدم بہشت میں رکھیں شب تمہارے ہم

یہ مال ہے کیا جان تک تو حاضر ہے
زبان سے کہتے اب قول کیسے ہارے ہم

عدم کا کوچ ہی درپیش ہے نہ وحشت ہے
یہاں بھی [illegible] تمہارے ہارے ہم

تمام شہر میں اب آج کل سخن ہم ہو
بیٹھے ہیں گوشۂ غربت میں اک کنارے ہم

نصیب پھر نہ ہوئی رنج کی سواری
عجب گھڑی تھی کہ عاشق ہوئے تمہارے ہم

فلک سے طالب [illegible] محل ہوں کس لیے
[illegible] چلے ہیں سحر گو سے کناری ہم

دو چند چودھوین کی چاند سے ہو پیارے تم
حسین چرخ پر ہین اودھا چاند ستارے تم

ہمین تو عشق مین ہی رتبہ اتنا لیلے
منصفین بھی چاہی دلدادی ہو ہمارے تم

وہ آشنا بھی ہرگز جسے ڈبو نے ہو
جو بحر حسن ہو بیٹھے ہو کنارے تم

نکیئے آنکھ سے ہے شعلہ ای نگاہ کچھوا ہے
جگر پہ تیر سے ہین کمان کرو اشارے تم

ہماری آنکھوں مین اندھیر اک زمانہ ہے
ڈرو خدا سے یہ کیسے ہو ماہ پیارے تم

اگر حضور کو صحبت کا کچھ مزہ ہوتا
نہ جاتے غیر کے گھر مین بھی لیکے سہارے تم

۱۵ ۸۵

نہ رکھو چرخ دنی سے عروج کی امید
جو توڑ لاؤ سحر عرش کی بھی تارے تم

قطعہ

بہت بیٹھے ہو بھی اے ستم ایجاد ہمین
مر گئے ہم تو بہت جیسے گا یاد ہمین

ہے بھی عاشق جانباز نہین ملنے کے
ڈر ہے یہ تیر اوڑے کوئی پر پرزاد ہمین

ایکدن وہ تھا کہ گھر بیٹھے ہو سمجھتا تھا اور کل
اب گلوری بھی نہین ہوتی ہے امداد ہمین

سمجھے یاد فراموش کے پیچ کیا
اب تو سب بھول گئے کچھ بھی نہین یاد ہمین

بات مین بات [illegible]
سوجھتی تھی کبھی ایجاد مین ایجاد ہمین

شب فرقت مین تو کوٹھی ہے فلک تا ہم
سر اوٹھانے نہین دیتی ہے افتاد ہمین

یار کہتا ہے کہ منظور خدا وصل نہین
آدمی سمجھو بتایا ہے پریزاد ہمین

پیچھین ضعف مین آتی ہین تو دم کیسا ہم
یاد آتی ہے کرین سحر خدا یاد ہمین

وصل مین بھی ہے خیال شب فرقت [illegible]
شاد ہونے نہین دیتا دل ناشاد ہمین

کہو وہ فرہاد ہی کیا جس کا حصہ کیا ہے
ابھی جاتے ہین اگر کیجیے ارشاد ہمین

محفل یار مین آتی ہے جو سے وہ فرما
پیار کرتے تھے کبھی یہ بھی نہین یاد ہمین

کیجیے ترغیب مین جو کچھ کہ ہمین کہنا تھا
آپ اسوقت ہین کیا کرتے [illegible]

گرد صحرا کی ہی وحشت مین ہمین کچھ پابند
کردیا عشق نے ہر قید سے آزاد ہمین

ورنہ گلشن کبھی سچ اپنی جگہ تھے بلبل
بند سے ہو جائین اگر کیجیے آزاد ہمین

۸۳ عام کیا جانین بھلا شعر ہین یہ خاص پسند
جتنے مرشد ہین سحر کہتے ہین اوستاد ہمین ۱۲

حور ہے قبر مین وہ پاس نہین
بندہ اتنا تو بے حواس نہین

ذات مین ہین صفات رحمت کے
آس رکھتے ہین تجھسے یاس نہین

ایک حاجت ضرور رہتی ہے
بھوک موجود ہے جو پیاس نہین

میرے باتین وہ سب سمجھتے ہین
حاجت شرح التماس نہین

مہندی ملتا ہے وہ گلابی پوش
تھالا ہے ساونی کا طاس نہین

ان بتون کو نہ جسنے پہچانا
سچ کہون وہ خدا شناس نہین

کھل رہا ہے کنول مرے دل کا
دست ساقی مین یہ گلاس نہین

اونچے کرتے نہ پاینچے نیچے
حور کی شکل ہے لباس نہین

گرد رہتا ہے حلقۂ احباب
فکر کونین آس پاس نہین

جال ہے سب رگونکا جالی لوٹ
جسم کو حاجت لباس نہین

نزع مین سوجھے توبہ سے کے
ہے غضب وقت التماس نہین

۸۴ جان کیون کھوتے ہو سحر دیکھو
اس گھرانے مین عشق راس نہین ۱۶

خواب ہی آرام فرمانا سحر خسخانے مین
ٹٹیان ہوتی ہے کی ہین آج خسخانے مین

گر ہو نہ کچھ نہین موقوف مژگانکی ترے
رہتی ہے بارہ مہینے چشم تر خسخانے مین

شکر نعمت چاہیے انسانکو ہنگام عیش
کیا جو مثل شیر بیٹھا جانور خسخانے مین

خس سے بھی آتی لگی پھوس کی اگی
آہ سوزان کا ہو اثنا بدا تر خوش بیانی میں

جو دیا ہے تو نے جسکو وہ ہے اسمین سما دے
بھیجیر ہمین خوش آمد افلس اہل خوش بیانی میں

میرے پلکون پہ ہزار ہی لؤ بہتی ہی قدیم
گر بیان ٹھنڈی نہ کر الیا القمر خوش بیانی میں

خم کیا اہد جو محبت سی ہو شتی بن گیا
یون اواشقون کا سبھی ہوتا گذر خوش بیانی میں

ڈھونڈھین پیا اور سو جھی سی او رہنین گر جھی
مجھسے بنگوا ئے ہین شہر چشم تر خوش بیانی میں

تیہ بین بھی سبھی حیران مرد ونکو اسی فلک کا
سوتے ہین پھر شبستان میں خبر خوش بیانی میں

دیکھکر سینے کے صحبت کسقدر ٹھہرا ہوا
ہوگیا واعظ کو بھی اثر خوش بیانی میں

تب کب آئی تھے دم بھرا وس بت پر بیان بغیر
اشترکی محفل کا حالم ہوا اگر خوش بیانی میں

سنہ پکارا اہل غفلت کی سکان مین جب بچے
آتے تھے سی گرے دیکھے ہے شہر خوش بیانی میں

آج تو گنج شہیدان آپکی کری بین ہے
ہم بھی ہو بیٹھے ہین اہل ہی قمر خوش بیانی میں

بیٹھ لکھے دیتی ہی تھی شعم کی لیکھی کہے ہوا
قطرہ ہی پانی کی ہے بہہ گئی شمر خوش بیانی میں

ایک شمع جیسے ہی جا نکلا ہی اپنا آپ بین لیا
ہم سہی تا تا شا بین ابن مختصر خوش بیانی میں

٥٨ سیج کا بھی حال راحت مین کہا جاتا ہے خوب
کیا سحر کو سو جھے ہین شعر تر خوش بیانی میں ٦

ساقی لیا ہے وہ دل نا شکیب میں
ابو کل لگی ہو گئی ہے لیا [illegible] کی جیب میں

اسی ہنڈ دون کو دیکھے کے جانی ہی ہو کشیدہ
کشتی ہین ہم بہار سے ان ایک نصیب میں

جنگلے پلنگ نہ بچھتے سنتے ایچے بسکا نو تیر
کیا ہی محل پڑے ہین لحد کی نشیب میں

زہر جبین وہ مین تو فلک پر رہی باقی
بندہ ملک میں ہی ہو آئے قریب میں

گل سے کپڑے ہون کہ قبا ہی ہے ٹنگی
سب کچھ ہی ہے نصیب مشق بینا جا بجا بین

وحشت ہی لا کہ چاک گریبان کرین سحر
لپیٹے ہیں بہشت اور کی جیب میں

ہر رنگ خلائق میں تعزیر کے لائق ہیں
اے سو تیری عاشق ہیں فاجر ہیں کہ فاسق ہیں

ایماء ہوئی [illegible] تم پایہ آتش [illegible]
گو وہ نہ رہے اب تم ہم تو وہی عاشق ہیں

تجھ تیرے [illegible] کیا کس نے [illegible]
ذرے در دولت کے انوار مشارق ہیں

صحرا کی ہے پیمائش [illegible] کی آزمائش
وہ لکھتے ہیں فرمائش ہم آپ بیان [illegible] دقائق ہیں

مجرم ہیں گنہگار ہیں رحمت کے سہارے ہیں
اب گو گنہگار ہیں اب عفو کے لائق ہیں

ہو [illegible] جادہ [illegible] ارادہ ہے
پھر سے زیادہ [illegible] پابند علائق ہیں

ثروت میں ہی ہے عالم [illegible] سے لبوں پہ دم
کہتے ہیں سحر [illegible] کاذب نہیں صادق ہیں

سحر [illegible] عالم ہو [illegible] دیوانہ [illegible]
عجب [illegible] کتنے [illegible]

[illegible] داغ حسرت [illegible] اپنے
گنہگار [illegible] لیجائیں [illegible]

نہایت [illegible] کی
نہ اپنا پاس آئیگا [illegible]

[illegible] دولت [illegible] کی [illegible]
لیکن اب چلے آئے [illegible]

عذاب [illegible] بازر کھا ہے
[illegible] کو نہیں [illegible]

[illegible] ہم تم مہمان ہوں گے
بہت یاد آئیگا [illegible]

[illegible] ہوا ہی [illegible]
نہ او [illegible] لاکھ [illegible]

[illegible] گھر سے [illegible] وہ [illegible] ویران
قیامت آئے [illegible] سحر [illegible]

[illegible] ایسی پائی [illegible]
لطف او [illegible] وصل کا [illegible]

[illegible] سے زندان [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]

[illegible] انسان آئے ہیں فرشتی [illegible]
گھر [illegible] کیا [illegible] ہیں [illegible]

مرتے ہیں لاکھوں مگر زندہ نہیں ہوتا کوئی
ساحری آنکھوں میں ہے لب میں مسیحائی نہیں

جب میں کہتا ہوں نکل جاؤں گا صحرا کی طرف
آپ فرماتے ہیں ہنسکر ایسے سودائی نہیں

میرے ماتم میں کھلے سر ہیں باغ کی سنبل
بار گیسو کا تماشا ہے تماشائی نہیں

وادی وحشت بڑی ہی منزلوں تک بے چراغ
آدمی کیسا یہاں تو غول صحرائی نہیں

۹۲ ہر کس و ناکس ہمارے شعر پڑھتا ہے سحر +
واقعی شہرت سے بدتر کوئی رسوائی نہیں ۹

خاطر عشق ہے اب خاطر احباب کہاں
جوش وحشت میں کسیکا ادب آداب کہاں

کیسے چکر میں خدا جانے پڑے ہیں بعد فنا
دورۂ جام کہاں حلقۂ احباب کہاں

میں تو کہتا ہوں کہ میں صبر میں ایوب ہوں
دل بیتاب یہ کہتا ہے مجھے تاب کہاں

ہمسے ہی کشش جو گرد کھلے ہیں جاں ہیں سرا
اس قدر عالم اسباب میں اسباب کہاں

تارے کیا دیکھتے ہیں ہجر کے آنکھیں مجھکو
شب غم ہے مری آنکھوں میں بھلا خواب کہاں

زلف و رخ دیکھنے کو چاہئے آنکھیں اے غافل
کور جو ہو اوسے لطف شب مہتاب کہاں

خانہ گور میں ہوگا خفقان اور سوا
میرے مرنے کو لیے جاتے ہیں احباب کہاں

چشم جوہر کی یہ آنسو ہیں ہمارے غم میں
تیغ قاتل کو ملے موتیوں کی آب کہاں

۹۳ ضد ہم جمع ہوئی گردش گردون سے سحر
مرد درویش کہاں صحبت نواب کہاں ۱۴

وضع میں فرق جو دیکھیں تو محبت نہ کریں
ہم تو بازار میں یوسف کی بھی قیمت نہ کریں

تو خدا ہو تو کبھی تیری عبادت نہ کریں
گھر جو کعبہ بھی ہو تو سجدہ کسی صورت نہ کریں

زہر سمجھیں لب شیریں کو اگر بات نہ ہو
دل بھی راغب ہو تو ہم تو کبھی رغبت نہ کریں

غیر کو [illegible] گھورا کریں
میری جانب نظر چشم عنایت نہ کریں

گو کہ عاشق ہون مگر ایسا ہون معشوق مزاج
مین نہ لون بوسہ جب تک مری منت نہ کرین

جوش وحشت مین بہلا کیا ہو سکا نالہ
اونسے کہدو سہی ظاہر مری چاہت نہ کرین

عمر بہر کچہہ نہ کہا اونسے کبہی دلکا حال
شرع مین بہی ہی ارادہ کہ وصیت نہ کرین

جائین مسجد مین اوٹہانیکو تو تکلیف کا نام
جاین میخانے مین ساقی کی خدمت نہ کرین

یاد جسکے دام کی تسبیح اگر سکہلا دین
آدمی کیا کہ فرشتے بہی عبادت نہ کرین

مرتے ہین پریون پہ ہم جو پچہان پروا
خود نصیحت ہین یہ اور انکو نصیحت نہ کرین

ایک معشوق ہین وہ اونسا نہ عاشق
کیا کرین وعدہ فردا کی قیامت نہ کرین

یار کہتا ہی بہت منہ کو نہ دیکہا کرین آپ
چارہ مقصود تو یہ ہین مجہکو نصیحت نہ کرین

سنکے سا کہانے کو منگوائی تو ارشاد ہوا
گہر سے نا فضل ہین کہین اپنی جہالت نہ کرین

آدمی ہم ہین پری وہ ہین نہی گی نہ سحر
اس سے پہلے ہی سہی ہم ترک محبت نہ کرین

پہانسی کبہی نی پائی ان گیسوؤن کی بل مین
تلوار پہر بہوون پر چلتی ہی آج کل مین

آنکہون مین ہی تصور دل مین خیال تیرا
ہر وقت سامنے ہے موجود ہی بغل مین

بیجا ہی عرض مطلب بیکار ہی دعا بہی
ہوگا وہی ابد تک جو لکہدیا ازل مین

صدمے سے روح کی ہی ایذا بدنکی بہتر
اس دل کی بدلے پہوڑا ہوتا کوئی بغل مین

پرسو نہین پرسون بالا ہے آج کل ہے
فردای حشر بہی ہی نزدیک آج کل مین

غصے مین کوئی دیکہے دندان لبکا عالم
موتی ہی پاس ہے ہین یاقوت کے کہرل مین

کہتے ہین لاش پردہ کیا خوب سوجہی ہی
تکیہ نہین سرہانے ہم ہین بغل مین

سرخی شراب کی ہی رخسار سیمبر پہ
ہی شمع مہر روشن مہتاب کی کنول مین

کہتا ہی وہ پری رو ہمسے تو یہ نہ ہوگا
پہلو مین ہم ہی بیٹہین دل ہی رہی بغل مین

شیریں لبوں سے سچ ہے جو لطف زبان شیریں | نرمی کلام میں ہے یا موم ہے عسل میں

توبہ سحر پڑھی ہے کیسی دعا ہے توبہ
وقت نماز آیا مصروف ہو غزل میں

سچ ہے ہوتا ہے کیا جب تک نہ ہو الطاف یار | آنسوؤں کو بھی وہ شکل گہر ملتے نہیں
صندلی شکلوں کے جو ہو تیر سے جا وحشت میں گر | لا کے سر مارا دوا ہی درد سر ملتی نہیں
داغ دل کے کو دکھائیں بلبلیں اس باغ میں | گل کہے وہ ہیں تصویر یہاں کس کی نظر ملتی نہیں
وصل میں بھی کچھ نہ کچھ باقی ہے وقت کا [illegible] | آپ تو وہ مل گئے لیکن کمر ملتی نہیں
تو دلایا ہی نور رخ نور نظر چھوڑا نہ [illegible] | کون سی نعمت ہے جو وقت سحر ملتی نہیں
ہو نہ شب جس شے کو ممکن ہو اسی [illegible] | ایک بھی عمر گذشتہ ہاں مگر ملتی نہیں
آفتاب حشر سے لتا ہے کچھ غصے کا سنہ | چاند سے چہرے پہ صورت ابتر ملتی نہیں
صندلی رنگوں کے بازو اپنے تکیے تھے کبھی | چوب صندل آج بھر درد سر ملتی نہیں
چار اگر ہیں متفق باہم تو دو میں ہے نفاق | دل ملی آنکھیں ملیں مرضی مگر ملتی نہیں
اس محبت کی نہ سیے جو کوئی تو واقف ہوا | زندگی کی اور اسکو لذت عمر بھر ملتی نہیں
گو جیے لاکھوں برس آخر فنا آخر فنا | کیا کریں مر جائیں عمر خضر اگر ملتی نہیں
پہونچکے دیتے ہیں مہوس و لیلی جان کو | بے پڑے اکسیر سے اے اہل زر ملتی نہیں
کوہ پر فرہاد سے پوچھا دشت کو مجنون گیا | ہم کہاں ہیں کیا ہے کچھ ہمیں اپنی خبر ملتی نہیں
چار انگلیاں ہیں جیب میں [illegible] چونکا لگا | بس چبھی ناک خبر [illegible] نظر ملتی نہیں
آدمی کوئی نہ پایا عالم ایجاد میں | اوس سفر میں ہوں کہ گرد سفر ملتی نہیں
چاہیے تحصیل زر سے پیشتر تحصیل علم | آبرو انسان کو بے فضل ہنر ملتی نہیں
ہے غلط یہ قول مسکت استاد [illegible] | قاصد ہی بہتر اکثر وقت پر ملتی نہیں

نور رخ شمس و قمر سے ہو گیا ثابت ہمین — نام کو شہرت جہان مین سفر ملتی ہین
روضۂ اقدس مین کیونکر آکے حاضر ہو غلام — فرصت اس قدر سیاسی یا بشیر البشر ملتی نہین

آشنا شاعر نہ ہو جب تک نہین صحبت کا لطف
دل نہین ملتا طبیعت ای سحر ملتی نہین

کم نہین ابروون سے یار آنکھین — دیکھیا ہو گئین جو چار آنکھین
وہ گھڑی ہین چمن مین نرگس کے — ایک پتلی ہے اور ہزار آنکھین
کیون تصور مین یار کو گھورا — واقعی ہین قصوروار آنکھین
وہی تیغ نظر کا عالم ہے — لڑ چکی ہین ہزار بار آنکھین
نام کو امید بیابان ہین — کھیلتی ہین مگر شکار آنکھین
مشق اگر صاف ہو تصور کے — روز دیکھین نیا نکھار آنکھین
دیکھنا ہے دہان کا بھی عالم — وا رہین گی تہ مزار آنکھین
پر وہ مد نظر ہے عاشق کی — باندھ دین آنسوؤن کا تار آنکھین
جیسے تشبیہ دی ہی نرگس سے — ہو گئے ہین گلے کا ہار آنکھین
لیگئے دل نگاہ در دیدہ — کیون چراتا ہے اسے نگار آنکھین
نزع مین بھی دکھائی راہ ہمین — کر گئین وقت انتظار آنکھین
ست تو برسا چمک چکی سب جالے — نہ دکھا ابر نوبہار آنکھین
داغ دل کا جو آفتاب نہین — کیون چمکتی ہین بار بار آنکھین
برق کی ہم ہین دیکھنے والے — ابر تر کی ہین یادگار آنکھین

نہین کھپتی سحر لگے دل سے
پھر رہے ہین اشکبار آنکھین

بعد از فنا بھی چین ملا یہ یقین نہیں
کیا گردش آسمان کی زیر زمین نہیں

سینے میں آج یہ دل اندوہگین نہیں
خالی مکان صدر ہے خلوت نشین نہیں

عاشق کھڑے ہوئے ہیں کوئی ہمنشین نہیں
صحبت کا لطف آپ کو اے مہ جبین نہیں

تقریر کج بھی ہے ٹیڑھی ہی رہی نگاہ
ان گیسوؤں کے پیچ میں گم تو کہین نہیں

ہی اشتیاق حور نہ سودا پری کا ہے
یکسان ان دنوں ہے طبیعت کہین نہیں

خوش قطع کس قدر ہے قبای تنگ کی
دامن نہیں ہے جیب نہیں آستین نہیں

گیسو ہلال دوش میں ابرو ہلال حسن ہم
عاشق تو یار خاطر نازک کہین نہیں

جنت کو جائیں شیخ ہمیں عیش ہاں سہی
ایسا تو اشتیاق بہشت برین نہیں

خلاق خیر و شر وہی پروردگار ہے
دشمن کی بھی طرف سے یہاں بغض و کین نہیں

آنکھیں لگی ہیں چھت کو ترا انتظار ہے
اپنا ہمیں خیال دم واپسین نہیں

جو سامنے ہو شہد پانی تصور یار کے
سی چھٹی ہوئی ہے کہین ہمنشین نہیں

باز آؤ اب بھی مشق جفا صاف کیجئے
ہیں اور بھی تو جلنے والے ہمیں نہیں

دست جنون او بچہ نہ ہو سے دست کش
دیکھو کہ ہاتھ میں بھی مری آستین نہیں

ہم ہٹ گئے ہیں پھر بھی فلک کو غبار ہے
اک قبر کی زمین ہے سو کمین نہیں

دنیا کے رنجوں سے بھی آگاہ کیا ہے آپ نے
دونوں جہان کا عکس ہے جبین نہیں

لکہ اللہ تو شکر کیا اس نصیر نے
جھوٹی گواہی لب تالو جو بین نہیں

مرتے ہیں آؤ پھر عبادت تو دیکھ لیں
پھر کیا کریں گے لیکے تمہیں حسین نہیں

لو پوچھو مرد کو قبر میں یا مرتضیٰ سے بدلے
کوئی شریک حال دم واپسین نہیں

تو ٹوٹ رہا ہے عرش سے ستارے تم اے سحر
نکلے آسمان سے ہم و زمین نہیں

ہمنو سطل ہی کیسے ہین شہنشاہی کی گون / بغیر خضر کسی اتفاقی ہین ملاقات کے گون

نیند آنکھون مین ہے انگڑائی پر انگڑائی ہے / وصل ہو وہ تمکو تم ایام مہینن رہ گئے گون

دہن تنگ بھی غائب ہے کمر کی صورت / حال دل کس سے کہین وہ تو نہین بات کے گون

یار کہتا ہی رہا عاشق معشوق مزاج / فقیر مست کہین ملاقات کے گون

ایسی چھپون مین کب آیا ہمین ہی قسم شوق / آمد و رفت یہان کسکو ہی بسات کی گون

عشق گیسو مین شام سحر کیا بیٹھا ہون / داغ تشریف دہ لائین ہین نہین آنکی گون

حال پوچھو نہ شب وصل کی بات صبح و شب / وقت ای یار نہین حرف حکایات کی گون

٩٩ ہنس کی کہتی ہین تجھکو تیری سخن ہین ہی کلام ١٣
قدرت اللہ کی ہی بت بھی ہو کے بات کی گون

تیری جو بات ہے پہیلی ہی تا الم شب یا روتے / کمر مین بل لطیفہ ہین کبھی سو پیچ گیسو مین

بتایا ہی خدا ان چتون کو اپنی بصیرت پر / ہی مذہب مین سجدہ فرض ہی محراب ابرو مین

قضا سے پہر کہڑی ہی زندگی کی کون جو مرتے / نہ قبضہ تیغ ابرو پر نہ دل اپنی قابو مین

کلام اتنا کہ بھین چپ ہے یہ غنچہ دل نہین ہوتا / سخن ناگفتہ ہے بھی کھلگئے وہ چشم ابرو مین

لبونکی عکس سے دنیا ہی لیا دست کا آنکا / کبھی ہی کہ بپہنے لیپٹا جاتا ہین پیچ بازو مین

حقیقت مین شیشہ سر جی ہی تری تحسینہ گو / زبان پہ لفظ جو آیا وہی تولا ترازو مین

شب فرقت مین ہین یاران انجمن کی قابل / بچا ہی تکیہ پہلو طرف تکیے ہین پہلو مین

برنگ شانہ گو بہتر لاغر کا تقشا ہے / مجھے تو دیکھیے دبا ہوا ہون پایا تالیون مین

نظر اپنا ہی جلتی ہے عقل اپنی ہی گیسو / نالاں ہون سواگر سوچے الو کا پتلیون مین

اثر صحبت کا آیا ستم کیا آخر / نشانی دل کی انتک پریشانی ہی گیسو مین

آج حسن حرف لب لون کیا لفظ اللہ مین / نہ تنہا مین یا تاہنوزی نہ تو ان ہے تہا زلف گیسو مین

سنین سن کہتے کچہ اپنی باس وہ از و بشر قدیم مین
فقط اک دل ہی اپنا وہ بہی ہے اور وں کی قابو مین

١٠٠

ہزار افسوس وقت جان کنی ادسی بلایا ہے
سحر آنکھون سے چلتا ہی دل ہوتا جو قابو مین

١٣

جنون کا جوش ہی فصل بہار کے دن مین
اب جائے ہم ہین تمہارے نگہبانی کے دن مین

خیال گیسو عارض مین رم او سمجہا ہے
اندہیری راتین ہین کیا انتشار کے دن مین

کہان وہ چہلین جوانی کی دل مکدر ہے
خزان کی فصل ہے گرد و غبار کی دن مین

ملا نہین ہی کی دن سے روز کا تو
ابہی تو فاصل اسی جان نثار کے دن مین

بس آپ رہے اسی لیل و نہار مین عاشق
جو زلف شب ہے تو رخسار یار کی دن مین

نہو بلوث دنیا ہی سفتہ دوست سب کہے
کہ چند زندگی مستعار کے دن مین

کہا جو چاند رخ صاف کو لگا یاد اغ
کہین جو پہر قیامت تو یار کے دن مین

ہمیشہ تیر نظر کہا سے اب کیا نالہ
کبہی کبہی تو ہماری بہی وار کے دن مین

تصور عشق یہ کرتا ہی سنگسار اسے
بہت کرے ترے زار و نزار کے دن مین

ہوا جو عشق کے آغاز کا بخیر انجام
تمام ہم تو شب وصل یار کے دن مین

کمال کیا کرے حاصل سرای فانی مین
وہ دن ہین کوچ کی جو اعتبار کے دن مین

١٠١

سحر کے داغ جگر دیکہا اسے مہ بے مہر
خزان رسیدہ چمن کے بہار کی دن ہین

٢٢

اک بندۂ ذلیل ترا یا غفور مین
میرا یہ منہ کہ قابل حور و قصور مین

سجدہ نہا تہا دم حضور کا قبل از ظہور مین
اول روز ون آپ مین بہی نہ تہا حضور مین

اوٹھا مزار سے جو دم نفخ صور مین
دیکھون گا پہلے چاند سا مکھڑا ضرور مین

ظاہر مین پاس بیٹھا ہون لیکن ہون دور مین
ان لوگون مین نہین ہون جو ہین اپنی حضور مین

سر رہ مین یہ کہونگا اگر وہ گذر آ گیا | عاشق تہا اک پریکا وہان آپکے دور مین
کب دیکہلون کو گرمی صحبت کے تاب ہے | محفل مین بیٹہتا ہون بہت ہٹکے دور مین
سر پہوٹ ہے فراق مین سامان عیش سے | شیشے کے سر سے توڑونگا جام بلور مین
ہو جاؤن کا جلکے خاک نہ جنبش جگہ سے ہو | حاصل ہی وہ وقار کہ ہون کوہ طور مین

قطعہ

سودا یہ سر کو ہے کہ مین اعضا مین ہون رئیس | دلکو یہ خبط ہے کہ ہون صدر الصدور مین
بزم ہمین مین صاحب دعوی ہر ایک ہے | لاشی کی فرد ہون تو فقط اسی حضور مین
جو لوگ نور کے تہے وہ مٹی مین مل گئے | ہون مشت خاک خاک کرونگا غرور مین
اتنا بہی آدمی نہین دیکہا ہی آج تک | جوش جنون مین گو کہ پہرا دور دور مین
مضمون نیا ملا ور مقصود مل گیا | غوطے لگا رہا ہون بیان بحور مین
موسی کیطرح کون چڑہیگا پہاڑ پر | کوٹہے سے دیکہلونگا تجلے طور مین
قیدون نے اہل شرع کی دیوانہ کر دیا | کیسا گناہگار بنا بے قصور مین
خاموش آج سوتا ہون کنج مزار مین | اک روز ہون گا باعث شور نشور مین
اپنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کریم | جیسے قصور مین نہین کرتا قصور مین
یہ ٹہنڈی گرمیان کسی سر پر آئے ہین | قابل جلانے کے نہین اس شمع طور مین
یہ جبر اختیار کیا ہے ترے لئے | عفو قصور چاہتا ہون تب قصور مین
کچھ جنبش ایاغ پر نہین موقوف میکشی | جنت مین بہی پیونگا شراب طہور مین
رکہتا ہون اہ شرع مین اس شرط سے قدم | میخانے مین بہی جاؤنگا پہکر ضرور مین

٨ — اک دن وہ تہا کہ رونق محفل تہا اے سحر
گو اب نہین ہون قابل بزم حضور مین — ١٠٢

وہ کہتے ہین اپنی گہڑی ہاتہہ مین | کہ نالان ہی دل ہر گہڑی ہاتہہ مین

ترا پنجہ ہے پنجۂ آفتاب — خطِ استوا ہے چھری ہاتھ مین
ہتھیلی صفائی سے آئینہ ہے — ملو مسی دیکھو دھڑی ہاتھ مین
جہان دست رنگین کو دھونے لگے — ہر اونگلی ہوئی پھلجھڑی ہاتھ مین
نہین ٹوٹتا ضعف سے ایک تار — گریبان ہے دو دو گھڑی ہاتھ مین
دل صاف سے ہے ہوا شیشہ سخت — تو آئینہ ہے ہر گھڑی ہاتھ مین
کیا طوق بیزر سے گریبان کی طرح — جنون سے ہے طاقت بڑی ہاتھ مین

نشانی اوسی زلف پرخم کے ہے
سحر ہے یہ جو ٹیڑہی چھڑی ہاتھ مین

کسی طرح اب جی بہلتا نہین — سنبھالا بہت دل سنبھلتا نہین
اثر آہ سوزان کا جاتا رہا — کوئی شمع رو اب پگہلتا نہین
کمر بل کی لیتی ہے اون سے ہوا — یہان زلف کا پیچ چلتا نہین
نہال محبت کا حاصل ہے داغ — شجر پھولتا ہے پہ پہلتا نہین
قد راست کو خوب سیدہا کیا — مگر زلف کا بل نکلتا نہین +
غزل مین سناؤن اونہین حال دل — کوئی اور پہلو نکلتا نہین
دم نزع گیسو مین اولجھا ہے دل — وہ اولجھن ہے دم بھی نکلتا نہین

سحر ہم سے کیا بل کی لیتی وہ زلف
طبیعت سے کچھ زور چلتا نہین +

عاشق کامل کی صورت آنکھ سے چھپتی نہین — جادو کی پتلون محبت کی نظر چھپتی نہین
جسقدر اخفا کرو افشا ہوا اسرار عشق — لاکھ سر ہو دلون کی شیشے مین خبر چھپتی نہین
بارہا چمکے چمک کر رہ گئے بجلی کی طرح — ہاتھ پہ اپنے بھی آہ کا اثر چھپتی نہین

کسی نے کہا اون سے مری تیغ کا حال
دل گواہی دیتا ہی ایسی خبر چھپتی نہین

عیب سب کے پردہ لیسے ظاہر ہوتی ہین غرض
ای صنم باریک بینوں سی کہر چھپتی نہین

لب کب صبح تبسم سے نظر آتی ہین
آتش مرجان تہہ آب کہر چھپتی نہین

خاک تیری راہ مین ہوتی ہی [illegible]
صاف طینت کی کدورت ای ظفر چھپتی نہین

غیر کرنا دلکی پاس بیٹری ترچھی نگاہ
جسطرف کو ہوتی ہی بد نظر چھپتی نہین

یار کی دلکی صفائی ہی کدورت کا سبب
بات کیسی ہو چھپانیکی مگر چھپتی نہین

ایک بوتل کا ہی نشہ ایک توڑی مین سحر
لاکھ دولت کو چھپاؤ یہ مگر چھپتی نہین

بات سے ظاہر اونکے ہین ہر بار ہاتھہ مین
آئینہ ہے حجاب کے دیوار ہاتھہ مین

اونکو ذرا ادہر بھی نہین [illegible]
رہتا ہے ابتو پرچہ اخبار ہاتھہ مین

دو ہی قدم مین وادی الفت کو طی کیا
دستا ہے غم کے پار ہوا چار ہاتھہ مین

نکلا جو کچھ قلم سے ہوا آیہ حدیث
ہی عندلیب قدسین کے منقار ہاتھہ مین

کہتا [illegible] کہ کلائی [illegible] سکتے
کچہ اکبھی ہوا نہ سزاوار ہاتھہ مین

کچھ کہا کے سود ہین سگ کے قسم کہاتے ہین سحر
یہ سبحہ خاک پاک کا ہے یار ہاتھہ مین

ای سحر خسروا و کچھ یاد ہو
کان ہین مشتاق کچھ ارشاد ہو

خاک صحن پاک ہین بر باد ہو
چشم تر شہر حسین آباد ہو

جب بنا کوئی ستم ایجاد ہو
امتحان کو پہلے سب بندہ یاد ہو

کٹ رہے ہین سر پا ہین ہاتھ کے
کچھ کشیدہ آج ای شمشاد ہو

کیا گزرن قدمون پہ سب کے سامنے — او شخص کھڑے ہون وہ بڑے اوتاد ہو
بوسہ لیکر کون مکرے یار سے — منہ پہ کہدون صاف جو رو داد ہو
نجد مین مجنون نے کاٹے ہو دن — خیمۂ لیلی کہان تا شاد ہو
باز آئے ہم نہ دو بوسہ نہ دو — وہ ہمارا دل ہمین امداد ہو
زلف مین پھنسنا بھی ہی قید فرنگ — دیکھیے کے سال کی میعاد ہو
پاون کی مہندی سے ہاتھ آئی یہ بات — باغ ابراہیم کے شمشاد ہو
دام گیسو ہے براے مرغ دل — خود او بچتے ہو نئے صیاد ہو
عرش کے تارے تو ہین سامنے — ای قمر جس وقت جو ارشاد ہو
دل فقط لینے سے مطلب تھا ادھر — داد ہو بیداد ہو فریاد ہو
نام کر جا عالم ایجاد مین — چاہیے ہر بات مین ایجاد ہو
جان آجا سے پکار دو تم اگر — بول اٹھون قبر سے ارشاد ہو
زر کا بھی کچھ لطف جاہل کو نہین — ہی بڑی دولت جو استعداد ہو
اب نئی دنیا پرانی ہو گئے — عالم ایجاد اور ایجاد ہو

سب غزل سن سنکے وہ بولے سحر
ایک فرشتہ ہو بڑے اوستاد ہو

آبرو رکھیے ای دیدہ تر کہ نہ ہو — قطرۂ اشک گرانے مین گہر ہو کہ نہ ہو
نالہ رسوا ہے یہ کہنے مین خبر ہو کہ نہ ہو — دل مین گھر چاہیے کرنے مین گذر ہو کہ نہ ہو
نہین ساقی تو نہ ہو گھر مین ہی سو جاو سحر آ — آفتاب اپنی بغل مین ہی قمر ہو کہ نہ ہو
جیتے جی کوچۂ جانان مین رہی گر اپنی — بعد مرنے کے بھی جنت مین گذر ہو کہ نہ ہو
رند جی نوش ہین کتنے نہین کچھ پاس اپنے — توشۂ راہ بھی ہنگام سفر ہو کہ نہ ہو

ساری محفل کی پڑی ہے آنکھ دل روشن پہ
خود بدولت کی ادھر نظر ہو کہ نہ ہو

کام لیتے ہیں اطاعت سے وفا عاشق زار
مول لے لیتے ہیں معشوق کو زر ہو کہ نہ ہو

لب رنگین کا تصور تو خندہ ہار ہنسا کہ
دیدۂ تر میں کوئی لخت جگر ہو کہ نہ ہو

خاکساری کا بھی نسخہ کم از اکسیر نہیں
اہل پر خندہ ہے بے زر تو ہیں رہو کہ نہ ہو

ہم تو قرآن سے ثابت ابھی کر سکتے ہیں
دہن تنگ ہی موجود کمر ہو کہ نہ ہو

کشش عشق اسی کیسے کہ ظاہر ہوا ابھی
روز آتے ہیں سر شام سحر ہو کہ نہ ہو

ان نگاہوں سے نہ دیکھو بار بار آئینے کو
آہ ٹکڑے کرتے ہیں دو آنکھیں چار آئینے کو

بعد مرنے کے ہو گیا صورت یہ دیکھنا اچھا ہے
نصب کر دینا تہ لوح مزار آئینے کو

دل کی دھڑکن سے تصور صاف نہ دکھلا سکتا نہیں
جیسے دکھلاتا ہے دست رعشہ دار آئینے کو

پانی پانی ہوتا ہے آئینہ اونکے سامنے
طاس میں لاتے ہیں آپ آئینہ دار آئینے کو

خلوت و جلوت میں ہر دم سامنا ہے یار کا
ہاتھ کیا آیا ہے پاس اختیار آئینے کو

بھولی صورت پر نہ بھولے منہ لگا زنہار چاہیے
کوئی دکھلا دے میرے دل کا غبار آئینے کو

آپ کو بھی چاہیئے اپنے رو برو زرد رہے
دور کر لیتا ابھی ہے اختیار آئینے کو

میرے دل کی طرح یہ بھی صاف ہے اک آب سے
شعلہ رخ سے بچا پروردگار آئینے کو

برف کے مانند پانی ہو گی بھیجا تو ابھی
دست رنگین میں جو لیلی وہ نگار آئینے کو

دیدۂ حیران تو حیرت سے نظر بند ہو گیا ہے
روز نکھرین روز دکھلاتے نکھار آئینے کو

شوق خود بینی نے دل کی خوبیوں چھپا گیا
بزم جاناں میں کبھی ملتے نہ بار آئینے کو

واعظوں کے سخت باتیں تو سنتے ہیں دل سحر
کرتے ہیں اہل شریعت سنگسار آئینے کو

صاحب خانہ ہم ہیں کہنے کو
آئے ہیں چار دن کے رہنے کو

گور میں وصل یار سے ہوگا
خاص کر آئے گا رہنے کو

اسم فرضی ہے نام کو ہے کمر
ایسے دہن ہو دہن ہی کہنے کو

قصر تن میں نہ دل لگا ای روح
خانۂ عاریت ہے رہنے کو

قبر ہی کشتۂ تغافل سے
آزمایا تو ہے بتا سہنے کو

آتے ہیں ہم جہان فانی میں
داغ اٹھانے کو رنج سہنے کو

کوئی کہتا نہیں وہان کا حال
گو ملے ہے زبان کہنے کو

ساتھ ہی دو فرشتوں کے جوڑے
ایک بائیں کو ایک دہنے کو

قید کے ساتھ ہے یہ آزادی
گھر بنایا ہے بیٹھہ رہنے کو

مرغ دل جس سے تنکے گرتے ہیں
پہنچیں کیا موتیوں کے گہنے کو

۱۱

ای سحر وہ دل و دماغ کہان
کہہ گئے چار شعر کہنے کو

۱۲

زلف کو اور بنانے ہو یہ کیا کرتے ہو
ساری صحبت کو گرفتار بلا کرتے ہو

دیکھیے وعدہ پہ کب تک وفا کرتے ہو
آپ قیامت تو سر دست بپا کرتے ہو

جو جفا کرتے ہو سہتے ہیں بجا کرتے ہو
کوئی اتنا نہیں کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو

سچ کہو گر یہ شبنم ہے سبھی روتے کبھی
باغ میں غنچۂ گل پر تو ہنسا کرتے ہو

یا خدا کیسی بتوں کی ہی سمجھ الٹی ہے
شکر کرتا ہوں تو کہتے ہیں گلا کرتے ہو

امتحان اپنا ابھی ہو جائیگا جلد ہی کیا ہے
ابھی تو نام خدا مشق جفا کرتے ہو

چھلا انگشت کا جو ہے تو ہر جھگڑے میں
شہر میں مجھکو انگشت نما کرتے ہو

ایک بوسے کا کبھی آپ شرمندہ نہیں
گالیاں وصل میں البتہ دیا کرتے ہو

اگر ہے خاک جلا کر مجھے ای حضرت عشق
رات دن نالہ جانسوز کیا کرتے ہو

مشق جلنے کی غرض خوب بہم پہنچی ہے
اب یہ عالم ہے کہ بے آگ جلا کرتے ہو

یہ نہ کہیے گا کہ ہم مو کے سے لیا ہے دلکو
ہم کہے رکھتے ہیں پہلے سے وفا کرتے ہو

۱۱۱
یار کہتا ہے کہ تم کو مرنا تھا کب ہے کیا
شعر کے فکر میں دن رات رہا کرتے ہو
۱۰

بری ہے جو ہے واللہ باللہ
سراپا نور ہے واللہ باللہ

وہی ہوتا ہے جو کرتے ہو صاحب
بشر مجبور ہے واللہ باللہ

جو بیٹھا گوشہ کرتا ہے طلب کو
وہی منظور ہے واللہ باللہ

تمہارے پاس پہنچو سکے گھبراہٹ
صدا سے طور ہے واللہ باللہ

اگر تم ذکر غیر ونکا اوڑا دو
تو کیا مذکور ہے واللہ باللہ

نہیں کچھ پاس میرا گو ہوند یا
یہ کتنے دور ہے واللہ باللہ

نشانی ہیں تری تیر نظر کی
کلیجا چور ہے واللہ باللہ

نہ چمکائیں جناب برق جب تک
غزل بے نور ہے واللہ باللہ

معاذ اللہ زلفون کی سیاہی
شب دیجور ہے واللہ باللہ

۱۱۲
سحر سارے جو ہم نے شکل دیکھی
وہی منظور ہے واللہ باللہ
۹

پھر نہ سے پڑ سے تو کیا میرا محبت نامہ
اپنے قاصد کو عنایت ہو نہ نامہ …

انتظار خط جاناں میں چلے تو نیا
تا سر شوق سے لکھواؤ یا …

تم نے سکے دیکھے عرضے بھی پھر کی …
سفر آیا اور … محبت …

وصف قامت میں قیامت کے لکھے …
… کہتے ہیں کیا …

خط کتابت ہوئی موقوف کہ اب خط آیا / فی الحقیقت وہ لکھیں کے کسی صد نامہ

خط شناغر کو پڑھوا کے نصیحت سمجھو / واعظو تم سے کرو اپنا نصیحت نامہ

بعد مرنے کے خط آیا ہے طلب کا میرے / قبر پر پڑھتے ہیں سب آ کے زیارت نامہ

یار کا خط نہیں آیا کوئی ہندی تجھے / لوٹ ہی بندۂ احسان کو عنایت نامہ

چند فقرے ہیں محشر اپنی پریشانی کے / کس قدر طول ہے مثل شب فرقت نامہ

اوٹھ گیا ہے یار اپنے زندگانی کا مزہ / پاؤں گلرنگ میں ملتا ہے یار نیکا مزہ

جب تو یہ ہے قدر نعمت ہوئی ہے بعد از زوال / پیری کی دستے کوئی پوچھے جوانیکا مزہ

جب ملک دنیا کے گرم و سرد سے واقف ہوتے / گرم کھانیکا مزہ تھا سرد پانی کا مزہ

ہو گیا قند مکرر جب پڑھا دوبار شعر / قدر دانوں نے بھی پایا قدردانی کا مزہ

ہم سخن ہے جسکے ناحق زندگی بھی تلخ کی / چکھ لیا ای خضر جاودانی کا مزہ

ایک رمضان کے مہینے ورنگی تو ہیا شکر ہے / خوان یغما پر نہیں ہے میہمانی کا مزہ

یا الہی کوچہ میں یا سیئی شہر آ / لوٹ لیں دو روز ایام جوانی کا مزہ

محفل عشرت میں اٹھ لیں مجلس غم میں سلام / ای محشر ہم بزم میں ہے شعر خوانی کا مزہ

سیر اس چمن کی چلے سرو روانی کے ساتھ / کیا لطف باغ میں جو ہے باغبان کے ساتھ

صدمہ فراق کے نہ اوٹھیں گے کسی طرح / تحلیل روح ہو گئی تن ناتوان کے ساتھ

وحشت تھی جن دنوں میں نہایت ہی تھی / ساری زمین ناپ گئی آسمان کے ساتھ

ہم کیا کباب کھائیں گے کشتۂ اب ہیں / کھانے کا کچھ حساب نہیں میہمان کے ساتھ

ساقی گلو بیاں بھی ہوں دور اب میں / سبزہ کا اور لطف ہے آب روان کے ساتھ

تخریں کہڑکہڑ ابین جنون بہار مین
وہ زور و شور سب گئی تاب و توان کے ساتھ

وحشت مین گسته جلد ہمکو اوٹھا یا او ہو چلے
پیر و خضر کے ہین نہ کسی کاروان کے ساتھ

ملکر تہ لیتے اپنے عناصر بہی چہٹ گئے
اعمال خیر پہ نہ ثبت ہین روح اون کے ساتھ

اوٹھنے کا نام ہو گئے تو دل اٹھ جائیگا
بیٹھے ہی ہتھی نجات ہے اس ناتوان کے ساتھ

اب راہ مین ملین تو نہین عذر کیجیے
اس وقت ای حضور ہون اک مہربان کے ساتھ

ساقے ہی نوجوان ابھی کم سن ہین مغبچے
چل کر شراب پیجیے پیر مغان کے ساتھ

خلعت کی کشتیاں یونہیں رکھی رہیں تمام
دو گز کفن گیا فقط اس ناتوان کے ساتھ

دل ملا اللہ سے صدمے اوٹھانے کے لیے
ہم فقط پیدا ہوئے تھے آزمانے کے لیے

شور محشر کم تھا کچھ نیند اوڑانے کے لئے
آپ بہی آئے سحر پر غل مچانے کے لیے

اب کی گرمی مین شگوفے دیکھنا صیاد کے
پٹیاں حسن کی لگائی ہین پہنسانے کے لیے

جیتے جی کوئی ہوا پرسان نہ میرے حال کا
قبر مین آئے ملک باتین بنانے کے لیے

اپنی اپنے گہر کے پیچھے ہر کوئی دیوانہ ہے
بلبلین چلتے ہین تنکے آشیانے کے لیے

آپ کو کھینچو جہان تک اور بڑھتا جائیگا
تاج شاہی مین جگہ ہی سر اوٹھانے کے لیے

سیاری بستر اوجھکا مزا انفش ہوا کیے
اب بہی بستر مرد ڈھونڈہ ہو نماز اوٹھانے کے لیے

خرچ بالائی ملی جاتا ہے دست غیب سے
گنج باد آور ہی اپنی اوڑانے کے لیے

مطبخ شاہی کی حاجی کا نہین ہو کبہا فقیر
خوان لیا بہیجے کہانے کہلانے کے لیے

عشق ہے کیا چیز چاہت کس کی ہم
مین تو رہتا تہا فقط اون کے ہنسانے کے لیے

حرص کرتی ہے گرفتار بلا آزاد کو
دام مین پہنستا ہے طائر ایک دانے کے لیے

گور مین بہی اونکے ہاتہون جین سے سوتے نہ
بیٹھے ٹہلاتے چلے آئے اوٹھانے کے لیے

بیٹھکر کرسی پہ انسان کو نہیں لازم غرور
پاؤن لٹکائی ہوئی بیٹھا ہی جاتی کر لیے

جاگنے مین بھی کبھی آکر ہنسا جاتی مجھے
عالم رویا مین آتے ہین رولانیکے لیے

نامہ بر لائے گلوری مین اگر اوسکا اوگال
شہد اسقبول ہی وون پان کہانیکے لیے

ہنسو اس کنج مین غنچی کی کچھ جاتے ہین مین
غنچے مین کیون ہی تردد تشنا ہنسانیکے لیے

ہم گنہگارون مین ہین پیچھی تو جا مینگے کبھی
بہولے بیٹھے ہین تجھی ہم یاد آنیکے لیے

ہونا تہا حق کیون کئے سنتی ہی لگا کر پانوین
درد سر کا کم بہانہ تھا نہ آنیکے لیے

اشرفی بوتل اگر رندون نے پیلے ایکدن
کونسا تو را پڑا تیرے خرابیکے لیے

خوبصورت کی مرض بھی خوبصورت ہوتی ہین
درد سر پیدا ہوا صندل لگانیکے لیے

ٹہلنے کو وہ سہی خرامان چلا پیچو نیکے ل
چال کی طاوس گلشن کو سکہانیکے لیے

زاہد و پیر ہی مریدی سی نہین ملتا بہشت
ہاتھہ کیا آیا قدم سارے زمانیکے لیے

حلقۂ گیسو کا شبہ ہوا چہوٹتے دیکھا نہین
پاس کیا رتبہ ہے کالی جیلخانیکے لیے

سچ تو یہ ہے سرنگے راہبر کاری سا عاشقنہ
دل تو آنے کے لیے ہے جان جانیکے لیے

اہل غشر غمزدون کے حال سے واقف ہین کیا
ہین غزل اپنی نہین ویسکا گانیکے لیے

جب چلے ارسال کچھ تحصیل یک قہر سے
ایک بیگاری ملا قارون اوٹھانیکے لیے

۱۴۶ اوس پری کا آدمی ہر روز آتا ہے شکیب
پھر بھی فرمایش نئی غزل ہنسکے گانیکے لیے ۱۴

بیچ غربت کو سہو سختی نہین ایذا کوئی
دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہی کلیجا کوئی

کیسی بیرحم ہو کہ بی صحبت بھی مری بعد
جام جم کوئی لیے جاتا ہے مینا کوئی

کسو لیدین کان گلگون تجسن عالم مین
ہم بھی نالہ کرین ای بلبل شیدا کوئی

آنکھ ملتی ہی گلا کاٹ کے سر جاتے ہین
خاک سمجھے تیرے ابرو کا اشارا کوئی

بھولا ابھی بزم تصور میں احباب وطن
کھل گئی آنکھ جو دیکھا نہیں اپنا کوئی

داغ سینے کے ابھرتے ہی چلی آتی ہے
جیب کسطرح ٹھہرتا نہیں ٹھہراتا کوئی

خط عارض میں بلا جس طرح حلقہ گیسو میں کر
دام صیاد سے چھوٹا نہیں عنقا کوئی

چھین سے حشر تلک گور میں بیچ و تاب
آئی تیغ ہجر نہ باقی رہی ایذا کوئی

پردۂ غیب بھی چلمن ہے کسی گھر کے
سبکو تم دیکھو نہ دیکھے تمہیں اصلا کوئی

وحشت غربت میں خضر تک نہیں پاتی مجھکو
راہ مقصود بتاوے نہیں ایسا کوئی

ہم فقیروں کو علاقہ حشم و دنیا سے
اپنی محفل میں سکندر ہے نہ دارا کوئی

ای فلک سیر ہی جینے سے طبیعت اپنی
تیرے نالے سے کسی جنس کا نہیں ہو گھاٹا کوئی

آج جو کچھ کہ ہوا کل بھی یہی ہوتا ہے
کب یہاں مانتا ہی وعدۂ فردا کوئی

۱۷ توبہ کہتے ہو سحر شعر اسے کہتے ہیں ۱۰
سیکھ لے آپکے اوروں سے معلا کوئی

موقوف ہی اب توبہ بھی اور نیت کبھی
آخر ہیں شب ہجر کچھ آثار سحر بھی

کیفیت ابر اور ہے اسکو نہیں کہتا
رونے کو تو آنکھیں ہیں مرے دیدۂ تر بھی

مہتاب پرستو نے کبھو انکے دیکھیں
ایسے ہیں تم بھی یہاں رشک قمر بھی

اس پردے نے اچھا پردہ نشین کھلیا پردہ
عیب بھی پوشیدہ رہے اور ہنر بھی

کتنے گھر سیکڑوں برباد گئے ہیں وہی صورت
باقی نہ رہے چاہیے آئینے کا گھر بھی

کاجل تا انکھو میں نہیں صاف ہی دیکھ
مدت سے نہیں الفت محبت کی نظر بھی

ٹوپی کی کجی دیکھی تھی لفظوں کی ستی تھی
یہ حال کے بنکی ہی کہ ٹھہری ہی نظر بھی

دامنوں کی تصویر میں تبدیل ہو بیلا بہوں کا
لو آنسوؤں سے آنے لگے لخت جگر بھی

حالوریت کا تو دیکھو ہمیں عشق کا دکھ
دیکھیں تو بھلا ہم بھی ہیں وہ رشک قمر بھی

۱۱۸

کل صبح کو وہ عاشقوں کو قتل کرینگے
کہدو کہ سر شام سے حاضر ہے سحر بھی

وصل جانانکا مزہ کچھ نہ اوٹھانے پائے — ہجر میں کر غم فرقت بھی نہ کھانے پائے
پھنسکر ہی مین کوئی زنجیر سے ہو جو جدا — الٹے سیدھے سلسلۂ زلف نہ جانے پائے
چاہیے چاندی کے تیغ سر کش کے لیے — بار احسان سے کبھی سر نہ اوٹھانے پائے
ایسی ساعت سی بہار آئی چمن میں کہ بچے — کہ خزان گرد گلشن کے نہ آنے پائے
تو وہ فیاض ہی مجھے مانگے دیا تو نے ہمین — حرف مطلب کو زبان پر بھی نہ لانے پائے
زلف شبگون مین ذرا کان کی موتی دیکھو — ایسے جالے تو کہان کالی گھٹا بھی پائے
ہے تمھاری تپ غم مین ہمین جینے کی دوا — جان گو جاتی ہے بات نہ جانے پائے
جسکے تقدیر میں جو بھی وہی ملتا ہے اوسے — چاند نے گردہ نان تارون نے دانے پائے
جوش وحشت مین عجب طرح کا استغنا ہے — پھر گیا پیٹ جو زنجیر کے دانے پائے
کسقدر جلد مدد کو میرے سوال پوچھا — کہ نکیرین لحد مین بھی نہ آنے پائے

۱۱۹

غیب سے خرچ جو ہوتی ملے جاتا ہے مجھے
جب اوٹھے بوتلوں کے دام سرہانے پائے

وصل مین ایک بھی برسات نہ ہونے پائی — کبھی ساقی کی مدارات نہ ہونے پائی
ہجر ہمارے اونہین چین آتا ہے کیا تم بن قبلہ — صحبت ای قبلہ حاجات نہ ہونے پائی
دلکو وحشت ہوئی تعریف غزالان سے — خیر گذری کہ ملاقات نہ ہونے پائی
وہی دن خوب تھے جب جوش جنون ہوتا تھا — پھر اوس لطف سی اوقات نہ ہونے پائی
آپ بھی آپ وہ کچھ ہو گئے جب کل سی — بات کی گو مری اثبات نہ ہونے پائی
بعد مرنے کے ہوا گور مین وصل معشوق — جیتے جی کوئی ملاقات نہ ہونے پائی

قطعہ

اس برس جلد ہی جھک کے گھٹا ساونکی — اونچی دیوار خرابات نہ ہونے پائی

کیا بری طرح کٹی لہو و لعب مین افسوس — زندگی صرف عبادات نہ ہونے پائی

لب بشیرین کا ہمین پڑگیا چسکا ایسا — کہ زبان تارک لذات نہ ہونے پائی

دم بدم ہوتے گئے اور زیادہ مجرم — اون گناہون سے مکافات نہ ہونے پائی

۱۲۰

ہوگیا اپنا وصال آج سر شام سحر
جسکا وعدہ تھا وہی رات نہ ہونے پائی

راحت کی خوشی رنج کا کچھ غم نہین رکھتے — طاقت کسی شی کا وہ دل ہم نہین رکھتے

قربان مین ہون صوفیون کے اہل خدا کے — آنسو کبھی بہان دیدۂ پرنم نہین رکھتے

خوش حال ہین ایسے کہ جو ہر حال مین خوش ہین — غمگین کبھی اپنا دل خرم نہین رکھتے

جیتے ہی تسلی کی بیابان ہر نجات ہین — ہوجائین سلیمان بھی تو خاتم نہین رکھتے

عقبی کی نہ کچھ فکر نہ دنیا کا تردد — بے فکر ہی وہ ہین فکر دو عالم نہین رکھتے

۱۲۱ ۲۵

ہر چند سمجھ رکھتے ہین محبوب خدا پر
کچھ حسب علی بھی تجاہل کم نہین رکھتے

بھولی ابرو کہان جیرت کے ہاتھ مین تلوار کے — سفت ہین زخمی ہوئی قربان ایسی پیار کے

سینے کے داغون پہ عکس انگلیان ہین یار کے — یہ سینے کے پھول پھل پیدا کرین تلوار کے

کیون نہین کرتے اشارے سب سبہ یار کے — مار ڈالا گردش پہلا کو آنکھین مار کے

داغ آئی ہین صباح وصل جسم زار کے — پھول چن جاتے ہین بوٹے ہین باغی نار کے

تیر ہین تلوار ہین مژگان ابرو یار کے — رخنہ در روزن ہی ثابت ہوگیا دیوار کے

تیرے ناز اوٹھی نہ اوٹھین گے مزاج اغیار کے — ہم فقط عاشق ہین دار و ہے نہین سرکار کے

چاندنی مین کوئی دیکھے ساقی دو آنکھ بیٹھا کے — شمع مینا ہاتھ مین ہی ہر کنول دربار کے

کوہ غم سر پر گرا اندھیر دنیا ہو گئے | پڑ گئے آنکھوں پہ پردے دامن کہسار کے
دور سنتے ہیں ہنس ہوتی جہنی کو آواز | الفت دندان میں جب تھا ہوں ڈوا پیچ تار کے
ہیں وہ کشتہ ہوں دہر نہنکار سے کلون | ڈر ہے قاتل نہ مر جائے کھینچا مار کے
کوہ غم کہن سے اوٹھیگا اے پیچ تاب تیرا | ذبح ہو کر جائیں گے اک دن یہ ہیں بیمار کے
سبزہ آغاز ہے لفظ اگر غلمان ہی ہے | ہم وہ بلبل ہیں کہ عاشق ہیں گل رخسار کے
یوں حیا لیتے ہے نیکیتی کچھ تو سید اگر کمال | اولیا کا ہکر ہیں اکثر تیغ جوہر دار کے

قطعہ

روشنی کی کچھ نہیں حاجت شب تاریک میں | سامنے روشن ہیں یکے شعلہ رخسار کے
اور تکلف ظاہری بھی ہو اگر مد نظر | ہاتھ میں آئینہ کافی ہے کنول پردار کے
اب وہ سودا لو کہاں اوٹھتے ہے جو پوچھ کے | مہ بانہ جانے کو مہت ہیں اب بھی اک دیوار کے
چاہیے در پردہ سودائے محبت پردہ نشین | سیتے چاک گریبان ڈورے سینہ زنار کے
پھر کوئی مرتا ہے شاید ہو گرفتار دین آج | قبر کہدتی ہے کسیکے سایہ میں دیوار کے
دیکھنے کی فقط طالب ہیں وہ بھی دور سے | حسن سیرت ہو نہ ہو عاشق ہیں صورتدار کے
پونچھ لے قاتل ہتھیار تلوار کا جلدی نہ کر | دامن آخر کس لیے ہیں زخم دامن دار کے
کھل گئے دیوار در دروازہ دو نمایان آج گیا | شہر اوہ سرو روان ہے میں چمن بیدار کے
جو لفت وان محبت ہو ہے سینہ سپر | کرتے ہیں اقرار مہر و یدہ میں انکار کے
لکھنؤ میں آج کل حقیقی طبیعت دار ہیں | شیفتہ احسان ہیں سب ایسے فیض آثار کے
ذحل کامل سب فنون میں قدردان ہے کمال | کیوں نہ ہو قربان جی اپنے طبیعت دار کے

۱۴۴

دام گیسو میں بھی اجن کی یہ کشش ہے اے تحسین
ہے آزاد اور یوں پابند ہوں دربار کے

۱۵

جب تک بنا ہے گنبد ہفت آسمان ہے | نواب نامدار فلک آستان رہے

۱۷

گو ظاہر ہمیشہ تری تیغ سے ہے ۔ میں رک گیا اگر سے آنسو رواں رہے
غم کھانے سے کیں ملا ہے ہمیں کچھ بجز ثمرہ ۔ وہ خوش رہے ہمیشہ الٰہی جہاں رہے
جو سبزہ گلوں کا بھی ہو دو گھڑی کے ساتھ ۔ ان کی سیر سبزہ و آب رواں سے ہے
صیاد کی بھی دلیں کیا گھر وہ باغ کا ۔ گلشن میں بلبل بے آشیاں رہے
عاشق سب ایک سے ہیں طبیعت میں تیرہ فام ۔ اتنا کہیں خیال وہم امتحاں سے ہے
ہو جائے نام جان لٹا دو جو عشق میں ۔ ہر ایک کی زباں پہ ہے داستاں رہے
یوں ہے تنی زمانہ کو یا تو نہیں کاٹے ۔ جب طور سے کردا نمون میں گویا زباں رہے
پہنچا ہی جو دشت نورد میں قیس سے ۔ میداں انہیں ہاتھ آئی جہاں رہے
ہم کو بھی دن کی میں کچھ اہی آفتاب حسن ۔ دن بھر تو دور رہو پہ شب بھر کہاں رہے
واسوختوں میں اوس نے آگ جلی تھی ۔ مشہور مثل شمع ہم آتش زباں رہے
لا پڑھے نماز کسوف و خسوف کی ۔ رخسار پر جو گیسوی عنبر فشاں رہے
دست سبو سے ہاتھ ملی جائے میکشو ۔ جبتک کہ پائی خم کا قدم درمیاں رہے
رتبہ نہ ہو بلند اگر خاکسار کا ۔ سو بھی زمیں نگوں نہ سر آسماں رہے

۱۲۳
دنیا میں نام مرد بہ از مردے ہے سحر
یوں ہی گور کا بھی نہ باقی نشان رہے
۱۲

ایک ہی بہر وستاں گل بھی کوئی رو رہے ۔ بزم میں سرو چراغاں ہے چمن ہو رہا
حسن سے پر پہنچانے میں باقی مزہ ۔ اور دریا سارے شیریں ہیں سمندر شور ہے
میر نے ناز سے کہا بسے خفا ہو کر شوخ ۔ آج پھر نکلا چنار زرد پھر گلی میں شور ہے
نقد جان دل جو نذرانہ پیش ہے ۔ ان پر ہزار دوا میں کے حال ہر دم شور ہے
بے مزہ ہو کر لب و دنداں کا بوسہ جو ۔ کا لی مرجان و گوہر دہی جو دریا شور ہے

دو رنگ بے تکلف پھر ساقی مین مجھے
رنگ می کسکو دکھاؤن چشم ساغر کور ہے

بہہ گئی ہی پانی سے مین کیا ہوا وقت خرام
تیری پائین باغ مین ای سرو گلشن ہو رہے

خم کی خم خالی کئے ساقی مگر سیری نہین
تھہر دیدہ نظر تھی زخم و لیکن چور ہے

ب معرف ہین سیر مین ہون ... کر خدا
شعرون مین شہری ہین اپنی ...

زلف ساقی یاد آئی سو گیا عالم سیاہ
کون کہہ اوٹھا چمن مین کیا گھٹا گھنگھور ہے

پہر کی تشبیہ سی ... کر سنا کوئی نہین
شہر مین باندھا ہوا ہی مضمون کا جو چور ہے

١٢ ایک غزل تو اور دیکھے اس مین ہین ای سحر ١١
ہم بھی تو دیکھین طبیعت کو کہ کیسا زور ہے

رند بہشتی ... مین کچھ انکا ... زور ہے
تیس برنے گنگے جو توڑے بڑا شہر ور ہے

راجہ اندر کے اکھاڑے کی پرین ہم ... انسان
نہ لانا ای ہم دیکھین کیسا زور ہے

... جو ... نہ تھا
طرہ شمشاد پر قمری کی بیٹ سو رہی

لڑ چکین ... بادون ...
دوڑ کے فرماتین مین یہ سب سرو ور ہے

سیر ملنے کی خوشی کسکو نہین انکو ...
موت تک مشتاق ہی آغوش کھولی گور ہے

وزن مضمون شعر کا مضمون چرا سکتا نہین
چپئے بندش طبیعت کا سراسر زور ہے

رنگ جب ناہی سر دستان حسن نہین ...
سر خرو دزدوست مین ہی لیکن چور ہے

آپ مین آتی ہی ... نہین ...
دست و پا مین اپنی قابو مین دل پر زور ہے

ختم ہاہی جادو بیانی ہی یہ اعجاز سخن
بی دہن گاتی ہین غزلین تیکیون شور ہے

نام روشن چاہیی ای شمع بعد از فنا
ورنہ یہ روز سیہ شمع لحد کا چور ہے

١٥ تھہر ہے معشوق سیری کی مانند بھی زبان ١٤
سب تو کہتے ہین تہمر اوسکی زبان پر شور ہے

جو انسے زور الفت آزمائی جسکا جی چاہے — وہ راہی کوہ غم کا نالہ اوٹھائے جسکا جی چاہے

نشانہ تیر مژگاں کا بنائے جسکا جی چاہے — جگر کے بیچ ہیں دل آزمائی جسکا جی چاہے

پڑے ہیں نقش پا کی طرح اوسکے جی کی وہ آرزو — کوئی پرساں نہیں ہیں آ اٹھائے جسکا جی چاہے

نہیں کچھ لطف صحبت کنج تنہائی میں — اب آئی جسکا جی چاہے نہ آئے جسکا جی چاہے

مثال تیغ دشمن سے بھی آ چھپ کے ملئے — یہ جو ہے اصالت کا کسے جسکا جی چاہے

پسی معشوق پہ پہلے تو پاؤں بھی ہی مگر — حنا کی طرح رنگ اپنا جما جسکا جی چاہے

نہ مائل ہوتے پریوں پر نہ جاتے — سری سودا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

بگڑنا بھی ہمارا عین بنا ہی جو سچ پوچھو — پریشاں مثل گیسو ہم بنائے جسکا جی چاہے

مقام عشق میں دم مارنے کی جا نہیں ہرگز — نہیں کچھ نہ کیے اف ہائیں ستائے جسکا جی چاہے

نہ اوٹھیں گے تمہارے ناز ہم نازک تر ہو اجی — بہت بیٹھی ہیں محفل میں اٹھا اوسے جسکا جی چاہے

رہے تا زیست عریاں جامہ پیوں کی محبت میں — اب آکر قبر پر چادر چڑھائے جسکا جی چاہے

اوٹھینگی سرو قد بنکر بگولا خاک بھی اپنی — لحد پر فاتحہ پڑہنے کو آئی جسکا جی چاہے

نہیں حاضر ہیں صحبت مجمع اغیار میں کہدو — طعام رنج و غم حاضر ہے کھائے جسکا جی چاہے

۱۲ نہیں مسند خصوصیت ہے جس پر اہل دولت کو
حصیر فقر پر بیٹھا ہوں آئے جسکا جی چاہے ۱۰

چلے تھے تو مڑکر ادھر دیکھ لیتے — کہ ہم اور بھی اک نظر دیکھ لیتے

اگر آنکھ میں سات پردے نہ ہوتے — تو دیکھا تھا جو وہ بشر دیکھ لیتے

کیا کیا غضب دل دیا بے وفا کو — صبر تھے عیب و ہنر دیکھ لیتے

کسی اور کو آزمانا تھا پہلے — ہمارا بھی دل وقت پر دیکھ لیتے

اگر ترک الفت ہے مد نظر تو — ذرا آہ کا بھی اثر دیکھ لیتے

نہ دیکھا جو تجھکو تو عالم یہ دیکھا — نہ کچھ دیکھتے پھر اگر دیکھ لیتے
کوئی غیب سے ایسی صورت نکلتی — کہ عاشق وہان ہوکے کچھ دیکھ لیتے
نہ صحبت کے لائق نہ باتون کا طالب — جھلک یار کی اک نظر دیکھ لیتے
نہ تمنے کیا قتل لاغر سمجھکر — غریبون کا بھی دل جگر دیکھ لیتے

۱۲۵ — ۱۰

اگر گھورنا تھا او نہین گھورتا تھا
رقیبون کو پھر اسے سحر دیکھ لیتے

دل لیکے آپ یہ تو نہ ارشاد کیجیے — عرضی کہین لگا سے فریاد کیجیے
چپ رہنے کے سوا نہین بچتی کوئی بنا — بلبل نہین ہو نالہ و فریاد کیجیے
در وا نہ ہو سکے نہ دو نگار رقیب کو — اس باب خاص مین کچھ ارشاد کیجیے
قید فرنگ عشق سے ہر گز نہین گئے ہم — پوری کسی طرح تو یہ میعاد کیجیے
راتون کو چپکے آتے تھے سایہ جہان ہے — اک رشک آفتاب وہ دن یاد کیجیے
یہ بات کیا ہے سبکو دہن مین کلام نا — مین بھی سنون کچھ آپ تو ارشاد کیجیے
ہم صورتون مین کوئی نہین صورت آشنا — کس سے بیان عشق کی روداد کیجیے
جو بات ہی طبیعتین ہین کچھ ایکی جو انکو — کسکو دکھاسے اگر ایجاد کیجیے
دنیا بھی تو خوب نہ پایا مگر ثبات — ایجاد اور عالم ایجاد کیجیے

۱۲۸ — ۱۰

مشتاق کان رستے ہین اپنے نوای کے
کچھ آج کل کہا ہو تو ارشاد کیجیے

بیچو رہے خودی تو وہان ناپسند ہے — دیوانہ جو بنا ہے وہی عقلمند ہے
جیسا چھپا ہوں حضور مین گستاخ ابھی نہ تھا — ابھی بات بیان کلیم کا بھی نطق بند ہے
تا سو رہا جگر سے چھلا ہی اپنا دل — یہ حال اتھی ہی اب آگے پسند ہے

زلف رسا کو دور نہ سمجھو بلا ہی رہ ۔۔۔ دل منزلوں ہی کھینچ لیتی ہیں الجھا کمند ہے

خطا جبین کو پڑھ کر پکارہ بہار اہام ۔۔۔ یہ عاشقون کی اسم نویسی کا بند ہے

گلدستہ ہو رہا ہے دل اعذار آج ۔۔۔ یہ طرح تذرہ سے جو تمہاری پسند ہے

بعد از فنا ہی اوج ہوا پر غبار ہی ۔۔۔ افتادگان خاک کا رتبہ بلند ہے

عشق کر مین آپ کو دنیا ہی کہو دیا ۔۔۔ مین کیا کرون مزاج نزاکت پسند ہے

تنہائی کا رفیق ہی حقہ فراق مین ۔۔۔ نالان ہی دل کی ساتھ مراد درد مند ہے

١٢٩ پچھلے سے ہے پکار صبوحی کی ای سحر
دن اتنا چڑہ گیا در میخانہ بند ہے ٦

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے ہے ۔۔۔ یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے ہے

کہو روح کو نکلے قالب سے جلد ۔۔۔ کہ اگر رنج دنیا کے جھیلے رہے ہے

وہان سب کے بگڑے اور تری ہی ۔۔۔ سرون پر نہ بانکون کے سیلے رہے ہے

نہ پوچھو ملاقات کیونکر سے تھی ۔۔۔ ہزارون طرح کے جھمیلے رہے ہے

گلین سے اوسکے نکالا ہمین ۔۔۔ سنے تھے جب تک جی یہ کھیلے رہے ہے

١٣٠ سحر زندگی تلخ ہو جاسے گی
یہی دن جو کڑوے کسیلی رہے ٥

رنج و غم ہجر کے گذر ہی سے گئے ۔۔۔ اب تو جب دہیان سے اوتر ہی گئے

روز جاتے تھین قدر جانے ہے ۔۔۔ دوسرے تیسرے اودہر ہی گئے

دو ہی باتون مین طی کیا قصہ ۔۔۔ بوسہ بہی لے لیا مکر ہی گئے

ہائے مرجانا ہائے مرجانا ۔۔۔ عیب کے ساتھ سب ہنر ہی گئے

کواداکی نماز پانچون وقت ۔۔۔ نہ ملا یار وقت پر ہی گئے

تیری آتی ہی جی اُٹھے مُردے / مرنے والے ہزارون مر بھی گئے

واہ رے پیچ و تاب گیسو کے / بال بکھرے بھی اور سنور بھی گئے

دشتِ وحشت کو طے کیا ہر طرح / دوڑ کر بھی چلے ٹھہر بھی گئے

۳۱ پھر یہان یاد عاشقون کی ہوئے / کوئی کہتا تو تھا سحر بھی گئے ۱۱

سحر پھر ہوئی زرد رنگت تمہاری / پھر آئی کسی پر طبیعت تمہارے

بہانے ہو مختار مجبور کر کے / اجی دیکھہ لی بس عدالت تمہاری

اگر چل گیا کوئی فقرا ہمارا / تو کھلجائیگی سب حقیقت تمہاری

نہ غیرون سے مطلب ہے جوش جنون ہین / نہ پروا ہی حضرت سلامت تمہاری

پھر بھی نہ کی ہم جانتے ہین / سفید آنکھہ تھی بیمروت تمہاری

جنون مین بھی دو چار گھیری ہوئی ہین / پھر آخر اوٹھائی ہی صحبت تمہاری

مسیحا تو تھی ہمکو مرنے نہ دیتے / نہ کام آئی صاحب سلامت تمہاری

یہان شمع بیت موتی محل ہے / مبارک ہو تمکو عمارت تمہاری

غریبون کا کیسا مزاج مبارک / یہ پوچھو کہ ٹھہری طبیعت تمہاری

فقط نام ہے حسن لو حور و پری کا / نہ سیرت تمہاری نہ صورت تمہاری

۳۲ سحر ابتو چھوڑو محبت بتون کے / پڑا ہے یہین کیا ہے یہ تاسف تمہارے ۱۲

گذارا نا تواں ہے لیکن نہین گران ہے / اک بات استخوان ہے اور لاکھہ امتحان ہے

کیسے ہین تیکدین دونون جگہہ کہان ہے / سب دیکھہ دیکھہ آئے یہیں کے جہان جہان ہے

جیتے جی ہم بات سے دو قالب یک جان ہے / جب گئے تو لاکھون قرآن و بیان ہے

آگی بھی نا تواں تھی شامل کر شہان تھے — اپنی حساب لیکن اون وزون پہلوان تھے

حال عدم نہ پوچھو ہم کون تھے کہان تھے — زیر زمین چلے اب بالائے آسمان سے تھے

قدسی سرشت ہا ہین ہم طاہرین شیاہین ہم — اہل بہشت ہین ہم اب کیا کہین کہان تھے

ہم عاشقونکا رتبہ کیا جانے کوئی جانا — ہمنے باغ ہین سرا پا طاوس بوستان تھے

صحبت پری وشونکی مرغوب ہے از بسکہ — حلد برین مین جاسے حورونکے درمیان تھے

طاوس کی طرح ہم سو داغ لیکے آئے — کیا خوب باغ تھا وہ جسمین کہ میہمان تھے

وہ سبزلونکا سبزہ وہ وقت صبح کا سا — نہرین روان تھین کیا کیا شہر خوش نشان تھے

دیکھا یہان جو آکر نقشا ہی اور پایا — عالم ہی اور تھا کچھ جب وہ نکلن یہان تھے

یہ ہے سرا دوران کیجی سفر کا سامان — جانا وہین ہی جانان جوہی جس طرح جہان تھے

باندھے ہے کمر خودی پر رکھی نظر دوئی پر — دو دن کی زندگی پر کیا کیا ہمین گمان تھے

بازک مزاجیون مین آخر کو جان کہوئے — کو وہ الم نہ اوٹھا اتنا بسکہ ناتوان تھے

تا مل تری گلی مین پہونچے تو فیصلا تھا — دس بیس مر چکے تھے دس بیس نیمجان تھے

پھر ولین کرکے دیکھا کچھ اصل غیر نکلے — اللہ اکبر ای حب کیا کیا ہمین گمان تھے

اہل عدم عدم مین پوچھین گے حال ہمسے — دیکھا تھا خواب سا کچھ دو دن میہمان تھے

پتلے کی خاکساری حد کی فروتنی ہی — پیوند ہین زمین کی رفعت مین آسمان تھے

بوڑھے ہوئے تو کیا کیا یاد آتی ہے جوانی — پیری کی آرزو تہی جن روز نوجوان تھے

تیر دعا ہے مضطر تا عرش پہونچا کیونکر — یہ تو سمجھ رہا ہے سات آٹھ آسمان تھے

بس کہہ چکے سحر مین اب ختم کیجیے — سوتی ہین ہم بھی آپ بھی آرام کیجیے

بعد از فنا ملی مرض عشق سے نجات — اب چلکے غسل خانے مین حمام کیجیے

لپٹیں گے ساتھ اپنے آ کی رات کو
ایسا ایک پری کی بھی آپ سے ہی نہیں
افشائے راز عشق کریں اوٹھیں ہم سہی نہیں
دنیا کو چھوڑ کے بیٹھے ہیں کو چمن آ کے
عشق کریں صورت عشقا ہی زندگی

گیسو کا تذکرہ نہ سر شام کیجیے
ہر چند کام قابل انعام کیجیے
اک مرد آدمی کو نہ بدنام کیجیے
اگر کبھی تو سیر لب بام کیجیے
مٹ جائیے جو آپ تو کچھ نام کیجیے

۱۳۴ فرمائش اونکی بیجی جس طرح ہو سحر
گھر بیچیے مکان کا نیلام کیجیے ۵

آمد و رفت ان پری زادوں میں سہ پہر سے
ہے جب میں بھی گرم صحبت ہے عجب اک سرے
دور ہو ایسی کرے انسان ... حال ...
جب میں کہتا ہوں کہ مرتا ہوں تمہارے عشق میں

دل نہ آیا تھا کہیں جب تک ... خبر
جمع ہیں سب آئے بیگانی یہ حالت غیر ہے
ماہ کامل سب ستارے ان میں ... اسیر ہے
ہنس کے کہتا ہے وہ قاتل جان کی توقیر ہے

۱۳۵ صدمے فرقت کے اوٹھے ہیں نہ اوٹھیں گے کبھی
جمع کے ہوتے ہی اپنا خاتمہ بالخیر ہے ۱۲

محبت کا کوچہ جہان اور ہے
ابھی اک رمق تن میں جان اور ہے
خط پشت لب میں کچھ آن اور ہے
یہ طرز سخن جہربان اور ہے
گذشتہ ہی سنئے کہانی مرے
تعلی سے ہفتم فلک پر ہیں ہم
زبان سے کہوں کلمہ شرک کیا

زمین اور ہے آسمان اور ہے
جو منظور ہو نہیں امتحان اور ہے
جواہر رقم خان کے شان اور ہے
یہ بات اور ہے یہ زبان اور ہے
بنائے ہوئے داستان اور ہے
فقط ابتدا اک آسمان اور ہے
مجھے ان بتوں پر گمان اور ہے ۱۳

ہلون سی پیر فلک سے کے کھلا — کہ اس پردے مین اک جوان اور ہے
تمہارے سب انداز قاتل ہین یار — مین کشتہ ہون جسکا وہ آن اور ہے
چلے جاتے ہین رات دن قافلے — زمین کے تلے اک جہان اور ہے
جگہ تیری دل مین ہی یا عرش پر — سوا اسکے کوئی مکان اور ہے

١٣٦ — ١٣

کسی سی لڑی شعر کیونکر سحر
بیان اور ہے یہ زبان اور ہے

ہے سے سر نہ ہوتی انگور کے لیے — ساقی شراب اگ ہی مخمور کے لیے
ہی موت زندگی تیری مخمور کے لیے — مٹنے سے اور شہرہ ہی مشہور کے لیے
قربان اوس بہشت کی دوزخ قبول ہے — پریان ہزارون چھوڑی اک حور کے لیے
وہ دن گئے کہ داغ اوٹھاتے تھے داغ پر — اب رنج زہر ہے تری رنجور کے لیے
ہمسایہ ہی غم پرست نہوگا جہان مین — دن ہی سیاہ روشنی شب دیجور کے لیے
محنت سی منزلت ہی جہان مین ہے سجھنے — کوٹھے فلک عروج ہی مزدور کے لیے
شانے سے کرکے زلف نی کیا خوب چال کی — بڑھ کر قدم جو ساقی مخمور کے لیے
اسکو غرور زیب ہے وہ بے نیاز ہے — یہ بات ابھی نہین بت مغرور کے لیے
منہ سے لگایا جام تو بیوقت کی چھری — بوسے لیئے نرگس مخمور کے لیے
راتون کی پہیلیون نے تو وارفتہ کر دیا — رتبہ نہین حضور ستفقور کے لیے
روزہ نماز فرض ہی ہر چند واعظو — نشہ مین تو معاف ہی مخمور کے لیے
آخر کہ ملتی لب جان بخش سے ہوے — کیا بات اوٹھ رہی تری رنجور کے لیے
آتے ہی منہ پہ زلف رہ ملتی ہین یونہی وقت — لازم دعا ہے عاشق مہجور کے لیے
پریون سے کے ناز تمسے اوٹھین گے ای سحر — اک آدمی کو نیند ہی مزدور کے لیے

پھر نشتی دو د و ساغر میں بہر نشتر کے لیے
لگی ہین جو ٹریاں پھر کا روگ گھر کے لیے

شراب وصل میں پیتے ہین شعر تر کی لیے
عقیل عیب بہی کرتے ہین نو شر کے لیے

جیسا ہی کبھو تی زمانے نے زمال و زر کے لیے
مرے بزرگ تو خوردونی آگے تر کی لیے

عجب صدمہ اوٹھایا ہے دل کے جانے کا
غزیت کرتے ہین جیسے کسی جگر کے لیے

وہ رند کا ہے کو ہی جسکو فکر فردا ہی
یہان تو در و فرین مین کہتے نہین سحر کے لیے

مریض عشق کو رکھکر لحد مین ایسی گئے
کہ آدمی بھی نہ بہیجا کوئی خبر کے لیے

وہ ہم نہین جو اوٹھائین ترا لگی صدمے
عروج مہر سے بار آئے د و پہر کے لیے

بلبل عمر ہے سنگین مکان بناتے ہو
ثبات کو بنا ہی سنگ مین شرر کے لیے

کہان یہ آنکھ یہ کہان وہ چھٹے پیسے دید
پھر اپنا چکارہ ہی کیا رہت لور کے لیے

ابھی تو بال جڑ بالیکے ہی خوشی اونکو
ڈرین خدا سی لوین مفت بان کمر کے لیے

حجاب آتا ہی سایل جو پھر کے جاتا ہے
تلاش رہتی ہی پارس کے سنگ و زر کے لیے

طمع زمانے مین کرنی ہی نطالم ہمکو خراب
گہرا ہی کانون مین صیاد شستہ پر کے لیے

خلاف وضع عروج و کمال دنیا ہے
بنا لیا ہے کامل کو رات بھر کے لیے

وہ پانچون کو اوٹھا کر چلے جو کوٹھی پہ
پری نے پاؤنکی قدم تخت سے اوتر کے لیے

دماغ یار کو طاقت خدا زیادہ دے
نکالا کوچہ محبت کا شور و شر کے لیے

ابھار سینے کا سنوائینگا او نہین ناکے
شجر مین لگتی ہین کہتکے فقط ثمر کے لیے

تکلفات پہ آجائین ہم اگر ایسی سادہ
بلائین چیخ سی زہرہ کو رات بھر کے لیے

خدا کرے کہین جلدی سی لاہی خط گاو
ابھی تو لوٹ منگاتا ہون

وہ بو یا پیلے تو دریا سے شور مین نو لے
پھر آرزو ہی عنایت ہوئی گہر کے لیے

شب فراق مین بل ملکی و دقت ترا دم لیے مین
جگر تو دل کے لیے اور دل جگر کے لیے

۱۳۸ ابھی امید پہ مرتے ہیں جس میں یار کہے ۱۰
قسم خدا کی بہت جی کڑا سحر کے لیے

انتہای الم و نالہ جانکاہ بھی ہے
روتے روتے مری آنکھیں ہوتیں پتھرائیاں
اس جینے کی مبارک ہی مجھے تو چند روز
گردش چرخ سے تنگ آیا ہوں ہم گوشہ ہاے
اٹھ گئے میکدہ دہر سے پینے والے
پوچھ لو ہم سے محبت کے قرینے سارے
اوس پری زاد کا گھر کس سے چھپا تیرا
غیر کو ساتھ بلاتے ہو ہوا کھانے کو
جھوٹی قسمیں تو کوئی سیکھے الہٰی زبان

ابھی تو تم ہی نہیں ہو کوئی اتقد بھی ہے
سیر دریا کی بھی ہے لطف شب ماہ بھی ہے
ساتھ درگاہ میں یہ بندۂ درگاہ بھی ہے
آخر اس گنبد بے در کے کہیں راہ بھی ہے
بزم جمشید بھی ہے ساقی جمجاہ بھی ہے
یہ فن عشق ہے اس سے کوئی آگاہ بھی ہے
ایک گمراہ گدائی سا سر راہ بھی ہے
یہ نہیں دھیان کہ ہمراہ ہوا خواہ بھی ہے
تم بالله بھی ہر بات میں حمد الله بھی ہے

۱۳۹ نئے مضمون بھی ہیں پر درد بھی اپنا کلام ۱۲
ابھی سحر بزم میں اب آ جو بھی ہمراہ بھی ہے

وحشت میں ہم خفا ہی گریبان تنگ سے
وہ بادہ کش ہوں کھینچوں اگر انگبیں سراب
ٹکڑا لیا ہے دل شب فرقت میں رات بھر
پیمانے سب عمر کے لبریز ہو چکے
عشق بدل بھی دشمن جانی ہیں دوستو
دنیا کی ہم وسیع مکانوں بھی باز آ
طرز خرام یار پہ رشک کیا کیا ہاتھ قدم

کیا کیا سمند عمر بگڑتا ہے تنگ سے
کشتی مری کھینچی چلی آئے فرنگ سے
سو سو شبہ اور جہل کے گرا ہوں پلنگ سے
آواز آ رہی ہے تیری جلترنگ سے
بازو کی مچھلیاں نہیں کم کچھ نہنگ سے
ای منعم سچا ہے خدا گو زنگ سے
کیونکر چلے گا سرو سہی پاؤں لنگ سے

نازک دماغ یار کی دیکھو تکلفات | پہولون سے کے اوٹ دور لگے ہین پلنگ سے
تشہیر کرتی ہی یون ہین دنیا کی جستجو | تیمور شہر شہر پہرا پاے لنگ سے
آہو ختن سے آے کبابون کے واسطے | تیری لیے شراب منگائی فرنگ سے
نالے کیے جو قبر مین افلاک گر پڑے | نکلے ہے سات برج اوڑ کے آسمنگ سے

صورت نئی دکہاتے ہو ہر شعر مین سحر
تصویر کہینچتے ہو طبیعت کے رنگ سے

بے محل عاشقی سے در گذرے | کہین برچہے لگے جگر گذرے
جان جائے کہ آبرو کچہہ ہو | خیر اک امر اب تو کر گذرے
اوٹھ گئے آج ہی رات کو تم تو | کیا کہون کیسے دو پہر گذرے
نہین اومٹنے کے داغ بے مہری | باز آئے ہم اسے قمر گذرے
باغ عالم مین صورت شبنم | رونی ہی روتے رات بہر گذرے
ای بتو کم نہین ہے پتہر سے | بات کوئی گران اگر گذرے
کیا ہو قدر کمال دنیا مین | سیکڑون صاحب ہنر گذرے

نہ کرین گے زبان سے شکوہ
دل پہ جو گذرے اے سحر گذرے

موقوف ہی اب تو ہے نوبت گجر ہے | آخر ہین شب ہجر کہ آثار سحر ہے
کیفیت ابر اور ہے اسکو نہین کہتا | رونے کو تو آندہی مین مرے دیدہ تر ہی
ہین چلتے محب قتل کے تیغ ادا سے | اے قاتل عشاق کوئی ہاتھ ادہر ہے
ٹوپی کی کج شکلی شتلی سرو کی سی تھی | یہ حد کی شکیبتی ہے کہ ٹیڑھی ہی نظر ہے
گہر سیکڑون برباد کیے بحر ہی صورت | باقی نہ رہے چاہیے آئینے کا گہر ہے

اس پردے نی ای پردہ نشین کیا ہے / سب عیب ہے پوشیدہ رہے اور ہنر بھی
کاجل تلک آنکھون مین نہین صاف ہی دیدہ / مدت سے نہین اب وہ محبت کی نظر بھی
دانتون کے تصور مین عبد ہاتھ بیان لینیکا / لو آنسو و نین آئی لگے سخت جگر بھی
صورت کا غرور اوسکو ہمین عشق کا دعوی ہے / دیکھین تو بھلا ہم بھی ہین یا دیدۂ تنگ قمر بھی
مہتاب پرستو نسی کہو آنکے دیکھین / ایسی ہین قمر بھی ہی یہان رشک قمر بھی

١٤٢
کل صبح کو وہ عاشقون کو قتل کرینگے
کہدو کہ سر شام سے حاضر ہے سحر بھی
١٤

موقوف ہی خدا پہ تو کد کیا ضرور ہے / پھر دشمنون سی بغض و حسد کیا ضرور ہے
ہر حال مین نوشتۂ تقدیر پاس ہے / فرمان خسروی کی سند کیا ضرور ہے
جز نام نیک کچھ نہ رہے گا جہان مین / خود مٹ گئے نشان لحد کیا ضرور ہے
جنگل مین بھی پہونچتا ہی حصہ نصیب کا / لنگر کو روز فکر رسد کیا ضرور ہے
بے گنتی بوسے لین گے اگر جیت جاینگے / جو سر مین سو پچاس کی حد کیا ضرور ہے
کسکا سبب سبب الاسباب اور ہے / تشویش و فکر و کوشش و کد کیا ضرور ہے
ہماری ہی ایک بھی صف مژگان ہزار ہے / غالب جو فوج ہو تو مدد کیا ضرور ہے
سونیکا شیر اس دولت کو چاہیے / قصر فلک کو برج اسد کیا ضرور ہے
کہتے ہین سب جنہین کو جنہین ہی بہکنا ہے / ارشاد کچھ نہ سمجھیے کد کیا ضرور ہے
پیرو شیون کو چاہیے تقلید اہل شہر / خود مستند ہین ہمکو سند کیا ضرور ہے
آزاد ہے عالم ارواح مین خدا / روح روان کو قید جسد کیا ضرور ہے

١٤٣
مٹی تو آپ یہ تن خاکی ہی ای سحر
فکر زمین برای لحد کیا ضرور ہے
٧

پیر اسکے نہ جینے کی نہ ملاقات ہماری
دن آپکا ہی رشک قمر رات ہمارے

میخانے مین ہوتے ہین بسر جاڑے مہینے
کس لطف سی کٹتی ہی برسات ہماری

اوس جلسے کو لوگون مین جو ہمکو کوئی پوچھے
کہدو کہ اونہین تک سے ملاقات ہماری

جب کوئی نہ آئیگا تو بلواوینگے ہمکو
کام آئیگی آخر کو ملاقات ہمارے

جبریکا تصور تھا ہوا زلف کا سودا
دن ہی بجی بڑی کٹنی لگی رات ہمارے

ہم لوگون کو آکر کوئی میخانے مین دیکھے
کس طور سے ہوتی ہی مدارات ہمارے

۱۴۴ — ۹

ہمسا بھی گنہگار سحر خلق نہ ہوگا
رندون مین غنیمت ہی غرض ذات ہمارے

وہ بھی سبب آپ پہ سبب کیا ضرور ہے
گھر بیٹھے پہنچتا ہے طلب کیا ضرور ہے

اپنی جگہ پہ صاحب محفل کی آل ہین ہے
پہلو مین بیٹھنا ہمین اب کیا ضرور ہے

حاصل ہوا کمال فنا عشق فرار مین
ہستی کی جب ضرور تھی اب کیا ضرور ہے

تنہائی سحر کا بھی لازم ہی کچھ خیال
ہر روز بزم عیش و طرب کیا ضرور ہے

قابل ہین ہم عذاب جہنم کے دیو زاد
ہمسے ضعیف پر یہ غضب کیا ضرور ہے

آیا خیال یار مین تعظیم کو اوٹھا
وحشت مین اور پاس ادب کیا ضرور ہے

بجلی نہین چمکتی ہی جب تک گھٹا نہ ہو
رحمت اگر نہین تو غضب کیا ضرور ہے

ہم نے بلا سے تو نہین جاتے خدا کی گھر
جاتا کہین بغیر طلب کیا ضرور ہے

۱۴۵ — ۱۴

روشن کیا ہے نام تخلص نے اے سحر
یہ نام کو خطاب و لقب کیا ضرور ہے

دیکھی جو آئینہ رخسار مین تصویر تمہاری
کھل گئی عشق تمہاری سے دلی حقیقت تمہاری

تب فرقت مین اوٹھاتی ہی وہ ایذا ہمسے
خستگی کرتے ہین تو ہوتی ہی شکایت تیرے

لاکھ مین کہدین ہم احسان فراموش نہین
سکہ داغ جنون پائے بدولت تیرے

پاس کچھ بندہ آزاد نہین رکھنے مین
نقد دل بھی ہی تو وہ بھی ہی امانت تیرے

پیچ کرتا نہ کسی عاشق شیدا سے کبھی
کہین الجھے ہوئے ہوتی جو طبیعت تیرے

وہ لعل آتے ہین جھکو نہ پتنگو نہ چراغ
تیرگی آج کی بل بی شب فرقت تیرے

خانہ پرورش سب اپنے دوش ہین گئے سنم
تیری گردن مین یہ لٹکے کی عمارت تیرے

گور مین خاک نشین تخت نشین یکسان ہین
قصر و منظر ہے تلک ہی یہ امارت تیرے

تخلیہ خلوت و لمین ہے یہان کوئی لوگ نہ
کہ اوٹھائی ہی کبھی ہم نے ہی صحبت تیرے

کانون ہی سنتی ہین اوصاف حمید تیرا
آج تک آنکھون سے دیکھی نہین صورت تیرے

ہر گلستان مین ہی ای عشق فسانہ تیرا
باب پنجم ہی تمام ایک حکایت تیرے

سو چکا ہے دم آخر بھی ہر فرد بستر
اب کے بیچ جاتی تو کیا کرتی عبادت تیرے

١٤٦ ٨

کوچہ یار کی مٹی تن خاک سے ہے سرشت
اسی کوچے مین بنی گی کبھی تربت تیرے

پہلے تو لی لیا دل کیا اتحاد کر کے
پھر تو یک کی محبت ناحق فساد کر کے

پریان یہان کی ہین حورین کہان ملین گے
بیجا ہے بیچ اوٹھانا فکر معاد کر کے

سنتی ہین آج کل ہی بازار گرم اونکا
ہم ہول لین گے قصہ ناحق فساد کر کے

بوسہ اگر دیا ہی گالی نہ دو تو جانین
حاصل ہے یہ بیچ دینا عاشق کو شاد کر کے

ورنہ خدا کو شاید عاشق نہ جانتے
دل کو دیا تھا یار سے کیا اعتماد کر کے

کیا دل ہی کا عہد فراموش اوسکا [illegible]
ہی دوزخی جو بھولے قرآن کو یاد کر کے

حصے مین ایک شب بھی ای ماہ کم نہ
مارا ہمین فلک نے یون نامراد کر کے

تیرے سامنے مرتے یاران رفتگان کا
رو رو اوٹھا ہیلا [illegible]

حدت بادۂ انگور غضب ہوتی ہے
ضد بھی ان ماہ جبینوں کی غضب ہوتی ہے
عشق کہتے ہیں حسینوں کی لگاوٹ ہوں میں
رخصت ہی روز وصال اٹھ وہ بجی تین پہر
ایسے پری کی ملاقات سے دم رکتا ہے
عشق انسان کو حیوان بنا دیتا ہے
سب سے بیرے نہ رہا جائیگا تقصیر معاف
آدمی آپ میں رہتا نہیں اے رشک پری
زندگی ہی تو بھر طور گذر جائے گی
کچھ نہیں سوجھتا ہو جاتی ہے دنیا اندھیر
کچھ فنا ہی میں بھی فضل ونکو ہوا ہی شاید
راہ میں وصل کی ٹھہری ہی قسم ہی گھر کے
جان آسے تن بیجان میں بلاتا تھے سی تا
نازکی ختم ہی ای رشک قمر غیرت حور
میکدہ سے پر نہیں ہو فوق کہیں ہی حور
اوڑھے بیٹھے ہیں خلک روی کی گالونکی طرح
گالیان دیتے ہیں اب صاف لطیفے کیسے
سرو کو چھانٹ کی دم میں قد موزون کر دیا
اپنی کہتے ہیں حسن سنتے ہیں کسیکی عاشق
داغ فرقت نہیں خورشید قیامت کیسے

ہر سیالی او نہیں تجاہلہ لب ہوتی ہے
شام سے دھن ہی کہ شب ہوتی ہی شب ہوتی ہے
شعر کیا بات مری قصہ طلب ہوتی ہے
جسمیں مر مرکی بچی تھی وہی شب ہوتی ہے
ایسی باتوں سے تسلی مجھے کب ہوتی ہے
یہ خرابی انہیں ہونٹوں کی سبب ہوتی ہے
نوجوانی سبب عیش و طرب ہوتی ہے
طرفہ معجون یہ یاقوتی لب ہوتی ہے
کٹ چکی پہر کی شب صبح بھی اب ہوتی ہے
دن تو دن رات جدائی کی غضب ہوتی ہے
بے سبب کیوں مری تصویر طلب ہوتی ہے
صبح گاہی جو سر شام طلب ہوتی ہے
اور اعضا میں بھی خاصیت لب ہوتی ہے
آفتابی جو شب مہ میں طلب ہوتی ہے
وہ ہیں بیٹھے ہیں جہان نسبت عنب ہوتی ہے
آہ وارفتہ رفتار غضب ہوتی ہے
اولٹی پھر داد بھی عاشق سے طلب ہوتی ہے
شہر والوں کی تراش ایسی غضب ہوتی ہے
نالہ و آہ سے فرصت ہمیں کب ہوتی ہے
دن تو کٹتا ہی کسی طرح نہ شب ہوتی ہے

کوس رحلت کے صدا آتی ہی نوبت سے سحر
کیا سری نیند اوچاٹ آخر شب ہوتی ہے

پایا خطاب شاہ سحر شاہ عشق سے
اونچا علم فقیر کو درگاہ عشق سے

نالہ نشان ہی شب قند ہی فیل مست
آگاہ تم نہین حشم و جاہ عشق سے

دل کو ذقن سی بعد فنا ملتی ہی نجات
یوسف کو ہم نکالتے ہین چاہ عشق سے

بوسہ ملا نہ چشم خماین کا ایک دن
پایا نہ جام ساقی حجاب عشق سے

ناصح بکا کرے سے نہین ہٹنے کے ہم جو آ
کیا بات ہے تجھے راندہ درگاہ عشق سے

یارستے مین کیا گذرتی ہی نباہ سے لگے
دل ٹوٹتا ہی صدمہ جانکاہ عشق سے

دل کو گیا ہی دل ہی بسایا نہین لگے
یہ بھی بعید تھا خضر راہ عشق سے

مشکل ہی حسم زار مگر ہی وقار
روکے ہوئے ہین کوہ کو ہم کاہ عشق سے

خوبی یہ حسن کی ہے فقط آنکھو نکا ہی حجاب
پردہ تو کیا ہی بارگہ درگاہ عشق سے

دل پھر گیا ہے کوچۂ جانان سی ای سحر
لایا ہون اس مصر کو شہراہ عشق سے

پھر کے ہاتھ پہ گل دیکے دیا خار مجھے
سر وست اور جلایا جب بیمار سے مجھے

وہ خریدار ہون ہر جنس کو سودا ہی مرا
یوسف مصر نے ٹوکا سر بازار مجھے

قبر پر بیٹھی ہی دن رات رقیبونکی نشست
اس لیے دفن کیا تھا سر بازار مجھے

کوچۂ یار کے جانیکا یہان کسکو دماغ
ضعف سی آپ مین آنا بھی ہی دشوار مجھے

کیا تو چشم عنایت ہی ادہر ساقی کی
جام ہر دور مین ملتا ہی کئی بار مجھے

بوسہ روئی سیمین کا نہین کچھ خبر ایسی
بی مزہ کیون ہوا گر سمجھو غمخوار مجھے

تشنگی کھتے ہین شب وصل وہ کس سختی
ہاتھ خنجر کی لگاتا نہ خبردار مجھے

بوسہ لینے پہ دو مصحف عارض کی قسم
یہ نہ ہوگا کبھی کرتے ہو گنہگار مجھے

اپنے اللہ رے ہاتھ سے گلے مین آکر
سحر وصل یہ رخصت کا ملا ہار مجھے

آج تک غیرت سے ہچکی نہ کبھی آتی تھی
یون تو قاتل نے کیا یاد کئی بار مجھے

زر دنیا سے ملوث نہین ہوتی قانع
تیر اسونے کا بدن ہے تو میہرای پا ہے مجھے

ابرو و پلکا ہے جو سودا ہون گھٹا جاتا ہون
دیکھنے کو نہین دینا کوئی تلوار مجھے

١٥٥ اولنا سمجھا سے جو ناصح بھی تو مانون نہ سحر ١٥
بے وفا یار سے ملنے کا ہے انکار مجھے

سحر سا بھی دیوانہ دنیا مین کم ہے
نہ جینے کی شادی نہ مرنے کا غم ہے

دم نزع ہین یہ اشارون مین باتین
دکھا دو اوسے نہین ابتو آنکھون مین دم ہے

تصور مین گیسو کے کٹتے ہین راتین
یہ سودا ہین تیرے سر کی قسم ہے

نہ غصہ ہی ہم پر نہ چشم عنایت
نہ برق غضب ہے نہ ابر کرم ہے

سنا ہے کیا حال جنت کا واعظ
مری لکھنؤ مین بھی باغ ارم ہے

کچھ آنکھون کی گردش کا سمجھے اشارہ
چلو میکشو دورہ جام جم ہے

کہان تک لکھونگا پیام زبانی
کہ تحریر موقوف اب تک قلم ہے

مٹا دے ہو کیا مجھکو باتین بنا کر
یہ شیرین زبانی مری حق مین سم ہے

فلک کسکو رفعت دکھاتا ہے اپنی
یہان کب تمنای جاہ و حشم ہے

محبت کے کوچے سے تم نابلد ہو
نشیب و فراز اسمین ہر ہر قدم ہے

بس امید پر جان دیتا کوئی اپنی
خلاف اونکا وعدہ ہے جھوٹھی قسم ہے

دکھاتا ہون جب سکو داغ حسرت
تو کہتے ہین وہ تو بھی طرفہ رقم ہے

کجا طبع نازک کجا فکر دنیا
غضب ہے غضب ہے ستم ہے ستم ہے

یہ دا اسد سے اپنے بیعت ہی مجھکو
مین پیر وہون اوسکا جو ثابت قدم ہے

۱۵۱ — ۷

سفیدی ہی بالون کی آثار پیری
سحر صبح ہوتی ہی اب اتنا کم ہے

کہتے ہین حال جدا جو کسی شب کیجیے
مختصر کیجیے اس قصے کو مطلب کیجیے

گو بظاہر ہین جدا ایک ہین ہم تم دونو
ربط کا ہی کو ہی اک روح دو قالب کیجیے

وصل موقوف ہی ای جان جو جدائی
جان دی دینی کو حاضر ہین جب کیجیے

سلطنت مل گئی جسوقت پیا جام سراب
زاہد میکش کی عمل کو ہی مجرب کیجیے

وو پہر کو مین کہون تار نظر آتے ہین
آپ ہی رشک قمر انکو اگر شب کیجیے

بول اوٹھے وہ جب مغرور جو دارا ہی
تنگ آ کر شب فرقت مین جو یارب کیجیے

۱۵۲ — ۱۱

کیجیے فکر سخن شہر خموشان مین سحر
آپ تو خلق مین گویا ہنسی بڑی اب کیجیے

کیا نہ دیدار کو شب وصلت دکھائے
ٹھہری جو دل تو داغ محبت دکھائے

سو رہیے منہ چھپا کے لیٹکے کنج مزار مین
وہ منہ نہین رہا ہے جو صورت دکھائے

ناحق مزاج پوچھتے ہین دوست آشنا
کس کس کو داغ فرقت و حسرت دکھائے

کھینچے ہی تصور سے آپکے تصویر
پھر مہر کے منہ مجھے دم رخصت دکھائے

ہنستا ہی ایک جنبش ابرو مین قتل عام
تلوار کو کسا کے اصالت دکھائے

جور و جفا سہی جو بہ محبت نگاہ کیجیے
خوش تھا مجنون کو حال قیامت دکھائے

سونیکا ہی مدام تو مونا اڑا کیا
دنیا کی لوگون کو یہ امارت دکھائے

تا جان کمائی کی ہین اب کہنے کی گون
منہ اونکا دیکھیے نہ یہ صورت دکھائے

محشر مین جب کہ نامۂ اعمال پیش ہو
سر موڑ کر نوشتہ قسمت دکھائے

کہیں از باہی دم سنت تار فراق مین — ایاہ اپنتو چاند سی صورت دکہائیے

۱۵۴ — ۱۹

پہلوان کاہی اکہاڑا اخصر اپنا لکہنو
کیونکہ یہان نہ زور طبیعت دکہائیے

صدمے ہمین سہنے سرو کو آزاد کرینگے — کیا ہمکو ہوا ثابت ہین یاد کرینگے
دیکہین گے کسی اور پہ بیداد کرین گے — غیرون پہ وہ بہولے ہین ستم یاد کرینگے
ناصح کی سنی ہی نہ سنیگا دل وحشی — ہوگا وہی جو کچہ کہ وہ ارشاد کرینگے
گلگشت مین بلبل سی لا آتش سہارے — سیر چمن حسن خدا داد کرینگے
رہنا زیر زمین بہی جو یہی گردش افلاک — مردے وہین گور سی فریاد کرینگے
یہ سوچ لطیف اس تن خاکی مین آئی — کیا جانتے تھے یون ہمین برباد کرینگے
حیران ہون کہ جب عالم ایجاد نہ ہوگا — پہر کسکو دکہائین گی جو ایجاد کرینگے
ہم دولت دنیا کی اڑانی کو ہین آئے — اکسیر سی باتین سکہے نقد یاد کرینگے
بالون کو پریشان کیا زلف ہین پہلے — ویران ابہی خانۂ صیاد کرین گے
دو روز کی مہمان ہی ابہی سانس تو گہبرا — آپ قید سے تنگ ہی آزاد کرین گے
پردے کی ملاقات سہی وصل ہے [illegible] — باتین تو سنین گے یون ہی دل شاد کرینگے
نصر انیسے تو مشرب ہین ہی معشوق کا شکوہ — ارشاد سی کیا ہم تری فریاد کرین گے
اعلی ہی ہو یا غیر ایسی تو بے مقر نہین ہم — جو بلی کی طرح نالہ و فریاد کرین گے
بے یار نہ رندونسی سنا جائیگا ساقی — پیدا ابہی شیشی سی پریزاد کرین گے
ظالم کی محبت ہی ہمین ظلم سے ہے — سو سختیان آئین کی اگر یاد کرینگے
جب مر گئے پہر کون اوٹھاتا ہے [illegible] — جیتے ہین تو کیا کیا نہ وہ بیداد کرینگے
زنجیر جو پہنوگا جیا ہوگی قیامت — دیوانے مین رسوا مجہے جلاد کرینگے

سر شمع کی مانند ہتھیلی پہ دھرا ہے | کب رحم مری حال پہ جلاد کرینگے

۱۵۴

مرقد کو پسند آسکے زمین در جانان
آباد یہاں ہم سحر آباد کرینگے

۱۵

اگرچہ عیب کا ثابت نہ ہو جا سکے | تو البتہ گھر کے وہ بد ہو جائے
گر ہے وہ بت جو یکتائی کا دعوی | تو مشرک قابل توحید ہو جائے
مفرح ہی ثنائے آتش انگور | پیچ نظم میں پیوستہ بند ہو جائے
دہن کو نقطہ سے موہوم سمجھے | کلام یار کے تاکید ہو جائے
لگے ہے آسکے تھا حلقہ سا دہن | کہ زناروں کی بھی گھر میں عید ہو جائے
یہاں تک ہے صفائی یہ تیرے عشق کی تقدیر | جب آنکھیں بند کرلوں دید ہو جائے
رقیبوں کی ہو تنبیہ اپنی بلا قید | ذرا دربان پہ سہرا تاکید ہو جائے
چھپا نشہ کی چھینکا دیکھو واعظ | ابھی دونوں جہان کی دید ہو جائے
کروں وہ نالے پہنچیں آسمان تک | گمان نغمۂ ناہید ہو جائے
خدا چاہے تو وہ بت ہو جان ہے | یہ امر ایسا ہے جو تائید ہو جائے
نہیں باقی بدن میں قطرۂ خون | بہار آئی تو پھر تولید ہو جائے
جو خود بینی ہے منظور نظر ہے | تو آئینہ سے تجرید ہو جائے
فصاحت کا اسی پر خاتمہ ہے | کہ موزوں شعر بے تعقید ہو جائے
یہ سب موجد ہیں تقلید پیا ہے | کریں ایجاد تو تقلید ہو جائے

۱۵۵

سحر کا شعر جب ہو اگر یاد
[illegible]

۲۰

رخصت کو وقت ہی تجھے ساقی ادھر گال | آخر میں دیر و حرم شراب وصال کے

عاشق کو جان تک بھی نہیں تمسے عزیز ہے — قابو میں دل نہ ہو تو کلیجا نکال دے

منظور روح کو نہیں افشاے راز عشق — آنسو تمہارے شمع سحر کیا مجال دے

نقصان لغو کا بھی ہی او جو بدر میں — عادت نہیں کہ ایک کو سارے کمال دے

ناحق نکا جا کے کعبے میں پہلے بھی تھا — اللہ دیر سے بھی بتون کو نکال دے

آزاد ہیں رکتے نہیں تقد دل تک — کہا دین جو قاصد آکے پیام وصال دے

عرفان ہی بھر لو تو تمر کا بدن عقید — روحی بلیغ کو کوئی کس سے مثال دے

آنکھوں کی پتلیوں سے بھی ہے رشک یار کو — کہتا ہے اختلاط میں آنکھیں نکال دے

ہمکو ملا کے خاک میں کیا باغ باغ ہے — خلعت زمین کو کیوں نہ فلک سبز شال دے

بیساختہ ہو حسن بناوٹ نہیں پسند — کیا لطف گوری گال پہ کاجل کا خال دے

جو کچھ کہو قبول ہی جور و جفا بچشم — ملو ورنہ ملنے کو تمھیں آنکھیں غزال دے

دریا سیدرون میں جان بھی جاتی ایکدن — دل لیکے پھر کہیں نہ کلیجا نکال دے

دنیا بھی ملتفت ہو نہ ضعیفی میں بال پر — دہاگے کسی جوان کو یہ پیرزال دے

خوش خفلیوں میں آتی اگر چاندنی میں پر — کوٹھی پہ چیرہ کی چاند کی ٹوپی اوڑھا دے

ثابت ہوا یہ سرمہ و تنبالہ دار سے — وہ دھوپ سے زبان چھپا رہ نکال دے

موقوف آدمی پہ نہ ماہ تمام پر — یہ اوسکے دین سے جیسے چاہے کمال دے

روشن کرا رہی اگر آستے نر رپہ — سچی یقین ہی اوسی تھمیں پسکو مال دے

وسعت دکھا رہے ترے درگاہ میں بلند — پاسے ثبات تو مجھ کو یاد دو اجلال دے

حاکم کا آپ قول حبیب اقبال سے — کیا سکتے ملین حشر کے عاشق سوال دے

نظم کا نہ ہی نہ خوشی کی خوشی سحر — دو سینہ دو آسمان کو چاند کا ہلال دے

رنج و غم ہجر کے گذر سب گئے
ابتو بت دہیان سے اوتر بہی گئے

روز جانے مین قدر جاتی ہے
دوسرے تیسرے اودہر بہی گئے

دو ہی باتون مین سطے کیا قصہ
لو شتہ سے لیا تک بہی سے گئے

ہائے مرجانا ہائے مرجانا
عیب کے ساتہہ ہنر بہی سنگئے

کو اداکی نماز پانچون وقت
نہ ملا یار وقت پہ بہی بسنگئے

تیر سے آتے ہی جی اوٹہے مردے
مرنے والے ہزارون مر بہی گئے

واہ رے پیچ و تاب گیسو کے
بال بکہرے بہی اور سنور بہی گئے

دشت وحشت کہ طے کیا ہر طرح
دو لا کر بہی چلے شہر بہی سے گئے

۱۵۷ — ٦
پہر وہان یاد عاشقون کی ہوئے
کوئی کہتا تو تہا سحر بہی سے گئے

نہین ممکن پری سہی جی سب بہلے
آدمیت یہ ہیولے سے پہلے

قصر تن بہی مکان کرائے کا
روح چاہے تو چار دن بہلے

آمد آمد نے مار رکہا ہے
کب تلک کوئی صحن مین ٹہلے

نام اوس گل کا یون نہ لے بلبل
کر لے کلے گلاب سے پہلے

سب سے قدر ہے عیش باغ او جا
کیا درختون مین آدمی بہلے

۱۵۸ — ۸
بس یہی تو نہین کہا جانا
یون تو جو چاہے کچہ نہ کچہ کہلے

قاصد تو کہہ چکا تہا عنایت مین فرق ہے
خط کہلتے ہی کہلا کہ حقیقت مین فرق تہا

بیکار نالے صورت بلبل کیے تو کیا
کس سے کہین گلون کی سماعت مین فرق ہے

چاہے گا کیا ہماری برابر ہمیشہ رقیب
یہ یاد رکہو عشق و محبت مین فرق ہے

نرگس کو لوگ کہتے ہیں چشمک سی یار کے — آنکھیں ہیں دیکھنے کی بصارت میں فرق ہے
غیبت کرو نہ وعظ میں بندونکی واعظو — یہ عیب ہے تمہارے شرافت میں فرق ہے
زاہد کا ظرف ہی نہیں قابل شراب کے — کیونکر کہوں کہ اوسکی عنایت میں فرق ہے
اسکا ہی کچھ عجب نہیں چاہا تو بخش دے — بندے ہیں اوسکے گو کہ اطاعت میں فرق ہے

۱۵۹ — ۱۲
آئی خزان بہار سی رخصت ہوئی سحر
یہ کہیے اب تو آپ کی وحشت میں فرق ہے

نہ کہو عاشق گریان کی حقیقت کیا ہے — ہوگی کیا مال میں نیسان کی حقیقت کیا ہے
طوق لوہے کی کئی توڑے ہیں ان ہاتھونسے — ایک کپڑے کی گریبان کی حقیقت کیا ہے
کبھی غفلت سی کہیں ہم نہیں ملنے والے — اے فلک گردش دوران کی حقیقت کیا ہے
آنکھیں اسواسطے خالق نے عنایت کی ہیں — آدمی دیکھے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے
ختم ہے لکھنو والون پہ یہ مردانشی — ہوش میں اہل صفاہان کی حقیقت کیا ہے
نظم رنگین ہی سوا نثر ہے رنگین اپنی — بوستان کیا ہے گلستان کی حقیقت کیا ہے
توسن کے بوجھ سے بیٹھا ہے پچھرا اپنا — اے پری تخت سلیمان کی حقیقت کیا ہے
باغ میں اوسکے میں جاونگا بہار آئی تو وہ — ایک دیوار گلستان کی حقیقت کیا ہے
نظر اللہ یہ ہی کیون نہ رہے خاطر جمع — اے بتو زلف پریشان کی حقیقت کیا ہے
آپ ہی آئی ہیں کیونکر نہون محفل میں طفیل — لی بلا سے ہو مہمان کی حقیقت کیا ہے
چار آنکھیں نہ کرین دیدہ گریان سے حباب — حضرت نوح کی طوفان کی حقیقت کیا ہے

۶۰ — ۲۳
یار کے کہنے کا دیکھو نہ برا مانو سحر
سچ تو ہے عاشق نادان کی حقیقت کیا ہے

سل کب یوسف کا عارض عیان ہوتا ہے — آگ ہوجاتے ہیں جو رنگ ہوا ہوتا ہے

عشق ابرو سی عجب کاہش جان ہوتا ہے
حلق پر خنجر کی آب رواں ہوتا ہے

دل ہوا سرد مگر گرم ہے آہیں ہیں یہ
یہ نئی بات ہے کی آگ دہواں ہوتا ہے

ابتدا یہ ہی جنوں کی کوئی ہم سے پوچھے
جب بہار آتی ہے پہلے خفقان ہوتا ہے

بار احسان سے جھکے جاتے ہیں آئینہ نواز
ظرف سے بڑھ کی جو دیتے ہو گراں ہوتا ہے

آج نالوں میں کھنک ہی یہ نئی بات سنو
دل پہ ٹوٹے ہوئے شیشے کا گماں ہوتا ہے

کنج عزلت میں بسر کیجیے عنقا کی طرح
آپ جب تک نہ مٹے نام کہاں ہوتا ہے

جام کی ساتھ گلوری بھی دی جا ساقی
لطف سبزے کا لب آب رواں ہوتا ہے

سچ تو ہی نالہ موزوں کا اثر نہیں قدر کیا
کہ مزہ شعر کا بی عشق کہاں ہوتا ہے

حال کچھ شہر خموشاں کا کسی سی نہ کھلا
قافلہ یاروں کا ہر روز رواں ہوتا ہے

بادہ نوشی کی جب آتی ہی بہار ای ساقی
کچھ اونہیں روزہ نہیں اکثر رمضان ہوتا ہے

گور میں بھی نہیں آفات ستم سی نجات
آسمان خاک کے پردہ میں نہاں ہوتا ہے

رنج ہی اپنی بگڑنی کا نہ بننے کی خوشی
کیا غضب عاشق کی نام و نشاں ہوتا ہے

نسخہ ہی بھی کم از نسخۂ اکسیر نہیں
ہر نفس ساتھ پیر مغاں پھر بھی جواں ہوتا ہے

لیلی زلف کی ہم بھی کبھی دیوانے تھے
ذکر مجنوں کا نہ چھیڑو خفقان ہوتا ہے

کس سے افشاے محبت کا گلا کرتے ہو
آپ ہیں عاشق جانباز کہاں ہوتا ہے

شاعری چیز ہی کیا شعر کسے کہتے ہیں
حال دل ہی اسی پردہ میں بیان ہوتا ہے

ہفت اقلیم میں مشہور ہو تو اک لطف نہیں
ہم یہاں بیٹھے ہیں مذکور وہاں ہوتا ہے

دور ساقی میں ہی میخانے کی جھڑتی لوٹ
سانچہ بڑھتا ہے جو پیر جواں ہوتا ہے

زرد ہی رنگ سی پہچانتے ہیں عاشق کو
جو گزرتی ہی کہاں اوسکا بیان ہوتا ہے

چاک ہوتا ہی گریبان جو قبا گل پر
ماہ نو سے جگر و غنچوں سی عیاں ہوتا ہے

دل سوزان کی لیے چاہیے آتش خانہ
آہ سے یار کے گہر مین دہوان ہوتا ہے

١٦١
یار کہتا ہے سحر دل نہ کہین جلتا ہو
پہاڑ کر سینہ کیک گریبان کہ دہوان ہوتا ہے
١٣

بگاڑ دیکہہ چکے اونکا پیار دیکہہ چکے
نہین ہی بات کو کچہ اعتبار دیکہہ چکے

بُرے ہین ہم کہ بہلے ہین غرض کہ جیسے ہین
ہمارا دل کہو کیسا ہی یار دیکہہ چکے

پری ہو پانچی ہاتہون مین پر ہین اوڑنے ہو
یہی ہی چال تو امیدوار دیکہہ چکے

دکہائین گی نہین کیا کیا نہ نرگسی آنکہین
خزان بہی دیکہو گی جسدن بہار دیکہہ چکے

قدم نہ رکہین گے پہر کوچہ محبت مین
بہت نشیب و فراز اسکی یار دیکہہ چکے

عجیب بہول بہلیان ہی کوچہ گیسو
حضور حال دل بیقرار دیکہہ چکے

پس فنا بہی غرض سر نہ ہو گرین جو کہاتین
پہر اب چمن مرا انکسار دیکہہ چکے

شبیہ آدم خاکی ہے ہمنے سمجہا نا
ترا جمال بہی پروردگار دیکہہ چکے

ہمین بُرا تی ہو کیا بالونکی سیاہی سے
کہ تیری شب انتظار دیکہہ چکے

چڑہا دو نشہ کی جہینپ تو آنکہو سو
ان آنکہون سے تو خمار و یار دیکہہ چکے

مہ صیام کی پہلے کو آگیا ساقی
وہ چاند عید کا بہی بادہ خوار دیکہہ چکے

فقط ہی حاجت اصلاح قبلہ عالم
سب آپ تاب رشا ہموار دیکہہ چکے

١٦٢
ہوس حور جنان کی نہ اشتیاق رہے
سحر ان آنکہون سی کیا کیا نکہار دیکہہ چکے
٩

نوچ کر لی ہو قمر ولی سی رشتہ گیا کم ہے
ہمنے اس نوک کا انسان نہ دیکہا کم ہے

داغ حسرت مین بہت حاصل دنیا کم ہے
بہول اس باغ مین کثرت سی ہین ہوا کم ہے

بال بستہ کو تیرے ہین ساحل سمر مین
آپ سمجہے ہین کہ شاید اسی ہو دا کم ہے

کیون بشر نعمت دنیا کی ہوس کرتی ہین
روز کھانے کے لیے کیا غم عقبیٰ کم ہے

ہاتھ جینے سی اوٹھا نا ہی امیرونکا سلام
بندگی کرتی ہو ہمکو تو خدا کیا کم ہے

رات بتیس گھڑی حلقۂ گیسو لا کھون
سچ ہی زلفون سی شب فرقت یلدا کم ہے

کیا غرض آنکھی بالونکی سیاہی دیکھین
کیا ہمارے شب فرقت کا اندھیرا کم ہے

تو سہی پھر یہی طرح انکو بھی چین پہرو
مشق نالون کی ابھی انکی [illegible] کم ہے

۱۶۳
فائدہ کم ہے قسمیون کو زیانین سمجھ
دیکھ لو آب لب ساحل دریا کم ہے

غم کیا تے کیا ہجر مین تو روح بہر گئی
اب زہر کھا تین سگے بھی دل مین ٹھہر گئی

کس زندگی کیواسطے دنیا کی جستجو
تھوڑی ہی رہ گئی ہی بہت سی گذر گئی

رو یا کیے کہ ہجر مین ناسے کیا کیے
اپنی کبھو بہاری تو یون ہی گذر گئی

جلد ہی قیامت آئی کہین حشر ہو چکے
سوتی بہت مزار مین اب نیند بھر گئی

مرنے کے بعد بھی نہ گیا ضعف کا اثر
پرسوان مین انکی پاس ہماری خبر گئی

بندھنے لگا جو صاف تصور حضور کا
بالکل نظر سی آنکھ کے تپلی اوتر گئی

پوچھا بدن سی خاک بیابان کو پاس نے
شانہ دیون کی دوکی ہوئی وردی اوتر گئی

چوٹی بہت وبال ہے اللہ رے یہ ناز
ہر دم ہی کلام ہی میری کمر گئی

پٹی وہان جہان بیابان جی چھوٹنے لگا
اچھا ہوا کہ دل کی بلا جان پر گئی

۱۶۴
کمل مین اپنی ہم بھی بسر کرتے ہین سحر
شوکت سکے جیسے ایک شب گذر گئی

طرز کمان ابرو ہی مشتوق دیدہ کی
[illegible]

دلکی طرح سہر سے پہلی ہین شیشہ تہرا
ساقی ... ساغر ہی آیا ...

مہندی لگا کی وہ ابھی نکلے ہیں باغ سے
نقش قدم ہر ایک گل نو دمیدہ ہے

خوناب اشک ہجر کے ہولے کا رنگ ہے
ٹپکا یہاں گلال کا رنگ پریدہ ہے

داغ فراق دیکھی ہو لالے کو دکھا کے آنکھ
سینے پہ نقش پا ہی غزال رمیدہ ہے

ہو انتہا کا سیج تو کوئی نہیں شریک
راہ فنا میں جو ہی مسافر جریدہ ہے

دست جنون جیب میں چلا پہنچے ہوا کی میں
جس گل کو دیکھتا ہوں گریبان دریدہ ہے

جھکتے ہیں خاکساروں سے اعلے زمانے میں
دیکھو فلک زمین کی جانب خمیدہ ہے

چھوڑا بس فنا بھی نہ تکیا فقیر کا
کہنا ہی اگر نہیں تیغ بغل میں جریدہ ہے

صحبت کسی کی دیکھ نہیں سکتا آسمان
ہم لوگ نوجوان ہیں فلک سن رسیدہ ہے

۱۶۵ اتنے زیادہ کوئی نہیں خوب ہی سحر ۱۰
نو شعر تک غزل ہی پھر آگے قصیدہ ہے

بات کی تیغ ہی تھا دل سے محبت کسے
تمکو سوا ہے یہاں جوشش وحشت کسے

پردہ ناحق ہی تمنای زیارت ہی کسے
صدق امی پردہ نشین عدہ رویت کسے

جوش وحشت میں سر سامنے ہی ...
روک سکی ہی خدا جانی اجازت ہے کسے

شعر موزون میں کبھی نالہ موزون ہی ...
بات کرنے کی شب ہجر میں مہلت ہے کسے

نہ خوشی کی ہی خوشی ہے نہ ہی رنج کا غم
شادی وصل و ملال شب فرقت ہے کسے

شاد جہاں کا دربار کہا بندہ کہا
بزم یاران خرابات سے فرصت ہے کسے

آج تک یہ نہیں معلوم ہے ہم رندوں کو
کون ہے مجتہد عصر عدالت ہے کسے

جان شیرین سے چھٹے عشق لب شیرین میں
زندگانی کی زمانے میں حلاوت ہے کسے

اہل عالم قابل معراج نہیں پھر کوستے
سچ تو یہ ہے کہ میسر ہے صحبت کسے

ہیں ... نگا ... کون قائل ہے
کون شاباش ہی اس وقت نہ آستانہ کسے

باتین نہ لگاوٹ کی کروای قمر ایسی
دل جان گئی دین گئی نہ بیٹھین کے سحر ایسے

سنتے ہین بہت غم مین نکلتا نہین آنسو
سو کہی نہ سنا تھا کہین ای چشم تر ایسی

کانون سے لہو ہین اوٹھتی ہین اب آنکھون سے شعلے
دیکھی نہ سنی سوزش داغ جگر ایسی

پھر صبح شب وصل نہ اللہ دکھائے
یہین روز قیامت کے بھی ہوگی سحر ایسی

وہ ایسی جگہ ہین کہ ہوا بھی نہین جاتی
کیا فائدہ کیون آہ کرین بی اثر ایسی

بی عیب ہی دنیا مین فقط ذات خدا کی
خورشید کا منہ ویسا ہی شکل قمر ایسی

کل اپنے محلے مین پریرو کا گذر تھا
اوڑتی ہوئی سن لیتے ہین ہم بھی خبر ایسی

جیسا کہ ہمارا بدن زار گھلا ہے
شاید کہ تمہاری بھی نہ ہوگی کمر ایسی

آگے بھی رہا کرتا تھا دلکو خفقان سا
اب جیسے کہ وحشت ہی نہ تھی پیشتر ایسی

یہ روز سیہ گیسوی مشکین نے دکھایا
کاہی کو گذرتی تھی کبھی رات بھر ایسی

دندان شکستہ کی طرح چھوٹ گئے ہین
دانتون نے تری کھوئی ہی آب گہر ایسی

۱۶۷

سنتے ہین کہ دنیا سے کیا کوچ سحر نے
اونکو نہ سنانا متو وحشت خبر ایسی

۹

گھٹائین اوٹھ رہی ہین جوش باران رحمت ہے
خدا چاہی تو سب سے ایکدن [illegible] وحشت ہے

بھلا ہی یا برا جو کچھ کہ ہی تیری عنایت ہے
ہمین بجلی کا گرنا بھی برابر باران رحمت ہے

تری صورت سی اشبہ ان بتون مین کس کی صورت ہے
پری جینی کی پتلی ہی بشر مٹی کی مورت ہے

بہار آئی ہی صحرا سبزہ زار باغ جنت ہے
یہ مجنون کا بیابان ہی اپنا دشت وحشت ہے

کہین غم ہی کہین شادی ہی دنیا جای عبرت ہے
کہین [illegible] کی مجلس ہے کہین جشن خوشی کی صحبت ہے

کئی ابجد الالا کر ایک بت تجھکو بنایا ہے
بدن سونیکا لب یاقوت کی ہتنی کی رنگت ہے

زبانین چار اگر ہوتین تو شکر اوسکا ادا کرتے
کرم سب سے کرم ہر دم عنایت پر عنایت ہے

نہ پکڑو نام عاشق پر یہی ہوتا ہی دنیا مین — تمھین ہمسے محبت ہی ہمین تمسے محبت ہے

١٦٨ سحر سے کچھ نہ پوچھو حال اسکے آشناؤن کا
بھلا کہنا خوش آمد ہے بُرا کہنے تو غیبت ہے ١١

ہم کہا کرتے سنے کوئی مرا ہمسر اور ہے — دیکھ لو آئینے مین اک ماہ پیکر اور ہے
چار دن ان بارہ دریو مین بھی پڑ رہو غافلو — جسمین رہنا ہی ہمیشہ تمکو وہ گھر اور ہے
ہون وہ اعلیٰ ظرف پیجاؤن خم گردون اگر — پھر بھی ساقی سی کہو نہین کوئی ساغر اور ہے
موت کا آنا ہے بہتر غیر کا آنا ہے قہر — سنگ تربت اور ہے چھاتی کا پتھر اور ہے
غیر کے منہ پر یہ زردی اور یہ خشکی کہان — چاہنے والے کیہو رہتا بندہ پرور اور ہے
آنکھ لڑتے ہی مین اشارہ پر صفت تیر نگاہ ہے — ساتھ اپنی فوج کی ایک ایک لشکر اور ہے
آئینہ اوسنے بنایا سنتے رہو جانا یار — وہ سکندر اور تنہا میر اسکندر اور ہے
چھو نہین سکتی ہین گیسو کو بلکے اپنی ہین سیاہ — کہتے ہین ناندی گر اس کالی کا منتر اور ہے
راحتین آئینہ دین ہین رنج ہین انجام مین — کنج مدفن اور ہے آغوش مادر اور ہے
پاس چہرہ جس کے یہ ہی سمند بین ہی — اور ہے زلف معنبر اور عنبر اور ہے

١٦٩ طالب جاگیر کیا شاہ اودہ سے ہون سحر
جانتا ہون بادشاہ ہفت کشور اور ہے ١٢

کب سی بیٹھی ہین دریار پہ ہم آ کے ہوئے — گھر سے نکلے ہی تو اب جاتی ہین گھبرا کے ہوئے
کیا حرارت ہی مرے سینے مین سوز غم — مانند برگ گل تیری پہلون سکے ہین جہانے ہوئے
عشق گیسو مین کوئی پیچ پڑا چاہتا ہے — وو لگا الجھن سے جی کچھ ہم بھی ہین گھبرائے ہوئے
ہر سخن موقع و بے نکتہ مقامے دارد — نہیں سنتی وہ بیان بی جو سنے قسم کھائے ہوئے
پتلیان آنکھون پہ چپا مین لگا اپنی ہین — ایکدن شیشے نظر آئینگے پتھرائے ہوئے

صف مژگان یہ جو بنا ہی سی گری ہی نشان / فوج ہندائی ہی کیا تو ڑون کو سلگا ہی ہوے
طفل ہی کہتے نہین حال وہان کا آکر / پیر تو بہول گئے دیر ہوے آے ہوے
دیکھکر چشم سیہ جو کڑی ہی بجلے ہین ہرن / گردنین ڈالے ہوے جاتے ہین کترا ہی ہوے
بعد مدت ہمری وحشت نی دکہایا ہے اثر / کل ہی مین دیکھتا ہون وہ بہی ہین گہبرائے ہوے
آپ بگڑے ہوے ہین بال ہین بیٹہی ہی / اور تو اور کمر ہے کئی بل کہائے ہوے
اس جہان گذران مین نہین ہی جای مقام / ای خضر عمر کی شبدیز کو ٹہکرائے ہوے

آپ بنتے ہین سحر قید چشم مین ستم
خود بدولت سی کے یہ سہری ہین سنبہالا ہوے

گیا مجنون کا دور اب آج کل اپنا زمانا ہے / ہماری پاون مین بیڑی نہین خلخال پہنانا ہے
گلا ہی نور کا ای ماہرویان ہی گانا ہے / یہ تقریر مسلسل ہے کہ زہرہ کا ترانا ہے
حقیقت مین یہ سب لی ہین معشوق چھبیلے / مرض کیسا کمان کی ہون ناحق کا بہانا ہے
یقین ہی حشر کو پرسش نہین ہونیکی ہیرو / یہ سنتی ہین خدا کا لاوبالی کارخانا ہے
کجی کرتا ہے بخت واژگون مرد سپاہی / جہالت ہی بنکیتی ٹیڑہی ٹوپی کا بہانا ہے
خیال قد بالا مین ای سر چیو اڑتا ہون / سمند فکر کو مضمون گیسو نازیانا ہے
فلک سا ٹوٹا ہی ہمیر ای قمر تیری جدائی مین / ہماری قبر پر کب آسمانی شامیانا ہے

سحر تا جنس کل صاحب سلامت شتہی اپنی
سلام ان سبکو کرنا زندگی سی ہاتہ اوٹہانا ہے

ہندی نالوون مین لگا لو تو تماشا ہو جائے / جس جگہ رکہو قدم سونیکا چہاپا ہو جائے
وتر کو ٹہے سے تو عالم تہ و بالا ہو جائے / سامنے ارض و سما ایکبا ہنڈولا ہو جائے
زور اقتضا ہی کہ آنکہون مین چہپا جاتا ہے / جس ورق پر تری تصویر کہ چہپا ہو جائے

ساکن چرخ ہوں نالاں جو کبھی وہ لی لگوں
طائر سدرہ بھی ساون کا پپیہا ہو جائے

عیش باغ آپ کی آنے سے مرا باغ ہوا
کہیں غیروں کو نہ بلواؤ کہ میلا ہو جائے

واسطے نازوں کی کہیں تم کو جو کھینچوں دم سرد
کہکشاں ٹھنڈی ہی سکڑ کر ابھی بت ترسا ہو جائے

یہ اثر ہی میری وحشت کا وہ دیوانہ ہوں
جس پری زاد کو چاہوں اوسی سودا ہو جائے

بند آنکھیں ہوں اگر روزن در بند ہوں
ہیں کلا کاٹوں در یار جو تنہا ہو جائے

شعلہ آہ اگر ہو شب فرقت میں بلند
بیضہ چرخ بھی ای ماہ ستارا ہو جائے

گلشن خانہ کو جو احباب سرافراز کریں
آٹھویں روز اسی طرح کا جلسا ہو جائے

۱۴۲

چار عشرے لیں ہوں جینے کی تو کیا کم ہیں سحر
کاش اس حیلے سے دیوان ہمارا ہو جائے

۱۴۳

الہ کیا ہی اوس بت ترسا کی سامنے
سولی کھڑی ہوئی ہی مسیحا کی سامنے

جوش جنوں ہی باعث حجاب کا
پردے پڑے ہیں دامن صحرا کی سامنے

ساقی ہوا سوار جو گھوڑے پہ شیشہ کے
بولے نقیب قلقل مینا کے سامنے

آنکھیں تمہاری دیکھ کے چھپتے ہیں کس قدر
آہو کیا سب ہوتے ہیں آپ کی سامنے

شب ہم اوسکو روز جو راتیں گھر تمہارے
خاموش چپ ہو گئے شب وصل آپ کی سامنے

کیا جوش میں ہی آنکھیں جوانی کی طرف
بادل اوٹھی ہیں پنبہ مینا کی سامنے

رکھا جہاں قدم کو وہیں سورج نکلا
چھپا ہی گرد تیری کف پا کی سامنے

سبزہ چمن خط جو دیکھے تمہارے رخ
آنکھیں نہ ہوں گی نرگس شہلا کی سامنے

کافی سہی جہان کا یہ تماشا اے
سیکھے نہ ادا ایں کہ جلوہ کی سامنے

یہ کیسے اب مرے پردہ نشیں یار گھر
کیسے کھڑی ہو عاشق شیدا کی سامنے

پیش نظر جو صحبت یاران رفتہ ہی
میلا لگا ہی چشم تماشا کی سامنے

شور قیامت اپنی جوانی کی ساتھ ہی — ڈرتے ہی چلے نہ آئین وہ گھبرا کی سامنے
دربان ہی لڑ رہا ہون کہ جسمین تجھی کہی — چلیے حضور اقدس و اعلی کی سامنے

۱۷۳ — گو پست ہی زمین سحر ہو غزل بلند — ۹
پڑھتے ہین شعر شاعر غرا کی سامنے

وصل کے بعد مرگ ٹھہری ہے — اس لیے قبر پر مسہری ہے
برسون گھورا ہی روی تابان کو — جب کہین جا کی آنکھ ٹھہری ہے
تھاہ پائی نہ بحر الفت کے — کیا ملاقات اوسنے گہری ہے
زر ہے پاپوش پر فقیرون کے — زیر پائی یہان سنہری ہے
روز کہتے ہین شکوون کی دفتر — خاص کمرے مین اب کچہری ہے
قید گیسو مین دل کا خون کرین — وہ ہین اور صدر کی کچہری ہے
وصل ہے اپنا یا وصال ہے آج — یا جنازہ ہی یا مسہری ہے
لوٹنے کا دھڑ دھڑی کر کے — بسی ہوش ہون یہ گھڑی گھڑی ہے

۱۷۴ — کچھ افاقہ ہے دل کی دھڑکن کو — ۱۰
اب طبیعت سحر کی ٹھہری ہے

انسان بزم رند قدح نوش مین رہے — لیکن یہ چاہیے کہ ذرا ہوش مین رہے
بھولی ہین رقیب کی آغوش مین رہے — کیا خوب کل تو یاد فراموش مین رہے
گیسو وہی کہ جسکے رسائی ہوتا کمر — لیلی وہی جو قیس کے آغوش مین رہے
برج فلک کو توڑ کے خم سے نکل گئی — پانی نہین شراب جو سر جوش مین رہے
تنہا لحد مین رکھ کے احبا چلے گئے — ہم انتظار بار عبا پوش مین رہے
حیران ہون کہ جال مین گردون نکل گیا — کیونکر نثار یار کی پاپوش مین رہے

کس مرتبہ ہی آتش رخسار شعلہ در
ممکن نہین کہ آب در گوش مین رہے

کیا تخلیہ ہا شب بصلت مین صبح تک
مین آپ مین رہا نہ وہی ہوش مین رہے

پریون کی کان سنی بہری ہین کلام سے
موتی یہ وہ نہین جو بنا گوش مین رہے

۱۷۵ کہتے ہین وصل مین نہ پلا ای سحر شراب
پہر لطف کیا رہا جو نہ ہم ہوش مین رہے ۱۱

نشہ جوش جوانی سے یہ بیہوش رہے
وعدۂ عالم ارواح فراموش رہے

لوگ آئینے مین تصویر پری کہتے ہین
جام مے پر بھی کوئی شیشہ کا سرپوش رہے

بار کر بوسہ نہ دو چیت کی دل کو لیلو
آپ سے ہمسے نہ اب یاد فراموش رہے

زلف ساقی کا لیا بوسہ تو ہنسکر کہا
بادہ نوش اٹھگئی محفل سے بلانوش رہے

عشق بت لاکھ چھپاؤ کوئی چھپ سکتا ہے
وہ عطاپوش نہ چہپتا کہ خطاپوش رہے

شمع کو کہانا پہنا نہین کچھ کام آتا
غیر ممکن ہی لحد مین یہ تن پوش رہے

پردہ ہٹتا نظر آتا نہین ای پردہ نشین
روشناسون سے کہان تک کوئی روپوش رہے

شمع کی طرح ہتھیلی پہ رہا سر اپنا
بزم عالم مین ہمیشہ سے سبکدوش رہے

عہد دولت مین نہو سلسلۂ ظلم دراز
زلف حد سے نہ بڑھے تا بہ بنا گوش رہے

پاؤن ننگے وہ گئے مین سر محفل اٹھکر
چال کی ہی کہ تری گہر مری پاپوش رہے

۱۷۶ ساری رنگون مین سحر کو ہی یہی رنگ پسند
ماتم شاہ شہیدان مین سیہ پوش رہے ۱۲

کیا ستم کرتے نہین ایکے زمانی والے
ناز بیجا بھی اوٹھاتی ہین اوٹھانیوالے

ہجر مین نیند کہان وصل مین سونا کیسا
حضرت عشق مین آنکو نکے جگانے والے

قامت یار کو طوبی سے بتاتی ہین بلند
کیا بڑہاتی ہین حقیقت مین بڑہانیوالے

سب ہیں کوٹھی پہ شب ماہ میں اک یار نہیں
آج پھر پھیر کے ہمیں دیکھنے جانیوالے

پہلے یہ طفل حسین کرتی ہیں استاد کشی
آپ سیکھیں گے کسی پر سکھانیوالے

ہم شب وصل کی جاگی ہوئے سوتے ہی رہے
کون ہوتے تھے سرافیل جگانیوالے

مر گئے ہم تو بلا سے نہ کرو غم نہ کرو
تم سلامت رہو دیوانہ بنانیوالے

ساقیا دیتا ہی کیا ایک پیالی میں شراب
ایسے کم ظرف نہیں خم کے چڑھانیوالے

حیرت میں ہیں بھی لا نام غضب سے ڈرتے
کیا پڑا دل نہیں بجلی کی گرانیوالے

ای خضر اپنی ید اللہ کی ہم پیرو ہیں
راہ ظلمات میں ٹھوکر نہیں کھانیوالے

اپنی صحبت میں ڈھلا کرتی ہی ذرات شراب
بارہی بار کہی ساقی ہیں پلانیوالے

کم ہیں معشوق سی کیا عاشق معشوق مزاج
اور ہونگے وہ کوئی ناز اوٹھانیوالے

توبہ کی ہی تو شراب آپ سے پینے کی نہیں
منتیں کر کی پلا لیں گے پلانیوالے

١٦٦ سخن یاران گذشتہ کا سحر ناحق ہے
وہ نہ آئیں گے تو کیا ہم نہیں جانیوالے ١٣

معشوقوں کی ہر عکس سی ہر بات سحر کی
وہ شام کی پوچھیں تو یہ کہتا ہی سحر کی

کوٹھے پہ چڑھا یا اثر نالہ دل نے
ہم آئی لگی ہیں یہ سمجھیں کتنے خبر کے

مقبول نماز اپنی ہو کیا عشق صنم میں
سجدے میں بھی آگئی ہی وہ تصویر سحر کی

فرمائشیں بیجا کریں ان سیم تنوں کو
کافر ہوا گر اور تمنا بھی ہو زر کی

عالم کا مرقع نہ کرو آب رسیدہ
تصویر نہ کھنچواؤ مرے دیدۂ تر کی

قسمت میں جو بھی ہی تو پھر کیف ملیگی
کیا فائدہ منتی سی ملاقات اگر کی

یاد آئی ہیں گور کی تنہائی کی گرمی
ٹٹی جو نئی خس کی نئی ٹھنکی نئی تر کی

آنکھوں کی اثر میں ہوں رہ گئیں دو ہونٹوں
بڑھ کر نظر یار نے تلوار کمر کی

دیوانی ہو نہ ہوئے تو ہنسی کاٹے کو جائے | پہنچی ہی بدن زار پہ ہوتی ہی کمر کی
اب تک جو بلا آفات رہی ہا ہنسی ہنسا ہی | جس طرح بنا ہجر میں اوقات بسر کی
ابرو کی یہ جنبش ہی کہ تلوار کی لچک | پتلی کی یہ گردش ہی کہ اوجھڑی ہی سپر کی

١٤٨
یہ گیر ہوئے کیٹری نہیں خیمے میں کسی کا ہم
کچھ خبر ہے نرگسین طبیعت ہی سحر کی
١٣

سامان عیش سب ہیں پر اک شی نہیں ہے | کیونکر نہ دل بھر آئی شیشے میں مے نہیں ہے
بوسہ دہن کا کیسے ہم مانگتے ہیں کب ہے | کچھ منہ سے پھوٹیے تو منظور ہی نہیں ہے
وہ ہم نہ ہو کے باہم بیٹھے ہیں ای فلک ہم | بستر فقیر کا ہی کچھ بزم کی نہیں ہے
ہر استخوان سی پیہم نالے نکل رہے ہیں | سنیے تو کان رکھکر آواز نی نہیں ہے
فقر ایسے کوئی فقرا خالی نہیں ہی خط کا | کس بات میں تمھاری ای یار پی نہیں ہے
سب کچھ دیا ہی اوسنی احسان ہے خدا کا | افسوس ہاے اپنی پہ ولسی شی نہیں ہے
ہم تک آپ کے ہیں لگ باغ میں ہا رو ان | موسم بہار کا ہی کچھ فصل دی نہیں ہے
لگانا سنا کی ہمکو بیہوش کر دیا ہے | شیشے اکی بھی لگی میں ساقی یہ لی نہیں ہے
جیسے گیا ہی جانان بزم بدن ہا ہی ویران | سب کچھ وہی ہیں سامان بس اک شی نہیں ہے
سے تو آپ جمت شیشو نہیں ہے پھر کیون | جی کا شگون تو ہی ہر چند ہی نہیں ہے
قاتل لگا سر دہی اک اور چلتے چلتے | قصہ ابھی ہمارا کچھ خوب طی نہیں ہے
دیکھے جو رقص بسمل قاتل بھی لوٹ جائے | ہا ہی گلو سی بہتر مطرب کی نی نہیں ہے

١٤٩
دیکھو کہیں سحر سی بیجا ہنسی نہ کرنا
انسان کی طبیعت قابو میں ہی نہیں ہے
١٤٦

یوں تو روئیت مہ رخسار کی کب آتی ہی | چودھویں ہوتی ہے جب آکے طلب ہوتی ہی

کہان دربار سلیمان کہان اک مور ضعیف
جان عالم تو ہین گل یا بلبل شیدا ہم لوگ
گوش گل کان ہی سن کی غزل خنیاگر کی
عشق ہنر لکی لیے زیب ہی افسانہ عشق
دست قدرت سی عجب مرتبہ ہاتہہ آیا
شوکت و دولت مین بسر کرتے ہین کس شان سی
کیا گلی نور کی پائی ہین خوش آوازون نے
راگنی ہی یہ گلی مین کہ پری شیشی مین
شاہ جہان سلیمان ہین پرستان سی یہ شہر
پانچویں نگاہ کبہی یہ دور کسی دور مین تہا
ریج مین آئی تو پہر دلکا کہلنا معلوم
لکہنؤ مین رخ محبوب سے دن ہوتا ہے
نور مین نہر عظیم مین ہر کس کے جہاں لے
یہ سحر کہ مانگ ہی شاید کسی مہ طلعت کی

شاعری صحبت اقدس کی سنبہلتی ہے
اور کلی آتی ہین چمن مین جو کہلتی ہے
ایسی رنگین کہان بزم طرب ہوتی ہے
صحبت شعر شناسی جو انبوہ ہوتی ہے
پاؤن رکہنے سے زمین جا ہو ہوتی ہے
ہر گلی مین نئی اک بزم طرب ہوتی ہے
روشنی شعلہ آواز سے یا سب ہوتی ہے
پہر زمین کی عیان اختر شب ہوتی ہے
گفتگو بہی اوشاک غضب ہوتی ہے
بندش ایسی نہین ہو رنگی جواب ہوتی ہے
گو کہ گنگہی ہو رہائی کا سبب ہوتی ہے
دود آہ دل عشاق سی شب ہوتی ہے
روشنی اور ستارہ روزمین کب ہوتی ہے
سیر کرتی ہین ثوابت بہی جو شب ہوتی ہے

۱۸۱ ایسی قسمت تو کہان روز قدم دیکہی سحر
طرح جب سحر ہی آتی اسکی طلب جاتی ہے ۶۰

مست آتی ہی نہانی مین کیا رکہا ہے
جسم خاکی سی نکلتی ہین جلد ای روح
وہ غلط اسم ہی سمجہے ہین جدا گو ہی ای
مال کیا جان تلک نذر ہے ای قاتل خلق

رنگ نو روز سے شیشون مین بہار رکہا ہے
جبہ ہی خاک مین کیوان ہم ملا رکہا ہے
خیر اک حبت سہی طبیعت سی بنا رکہا ہے
سر نقطہ نون آنسے گریبان لگا رکہا ہے

جرح کجرو نے بہی سیکہی ہین آئین کی چالین — صورت نقش قدم ہمکو ستار رکہا ہے
جستجو جسکی ہی وہ ہی رگ گردن سی قریب — دور کیون جانے لگے کعبہ مین کیا رکہا ہے
کہین ایسا تو نہو میری طرح تم بہی پہنسو — زلف پیچان کو بہت سر پہ چڑہا رکہا ہے
بعد مر جانیکے بہی ہی بوی محبت بلتے — مرے پہولون مین تربت پہ کو ٹسبار رکہا ہے
گہر پہ کیا گور مین بہی چین سی سونا نہ ملا — یار نے فتنۂ محشر کو جگا رکہا ہے
حشر مین حشر قیامت مین قیامت ہو گی — فیصلہ اپنا اوسی دن پہ اوٹہا رکہا ہے
دور مین جام سے محروم رہے جاتی ہین — چشم مخمور نے نظرون سے گرا رکہا ہے
جوش وحشت مین ارادہ ہی اوٹہا دن تجنیج — شور سی سر پہ بیابان کو اوٹہا رکہا ہے
مصرعہ لب سے کہلا گو نہ دہن کا مضمون — شعر استاد کا ہے کچہ تو فرار رکہا ہے
صاف ہو قلب اگر روح کا عالم ہو جائے — خاک مین دل کی کدورت نی ملا رکہا ہے
جانتا تہا کہ یہ ہے زلف کی آزادو کنین — تسمہ اسواسطے قاتل نی لگا رکہا ہے
جام ساقی سی ابہی تک نہین ملنی پایا — ساز پہلے ہی سی مطرب نی ملا رکہا ہے
اپنا بیچین کیا ہے دل نالان نے بہت — رات سے سارے محلے کو جگا رکہا ہے
ہو چکا حشر نہ پوچہے گئے ہم دیوانے — حق تعالی نے ابہی تک تو بچا رکہا ہے
اپنی غزلون کو محسن کی نہین کچہ حاجت — کونسا لطف ہی جو سب نے اوٹہا رکہا ہے

١٨٢ — ٥

آدمیت سے گذر جاؤ گے یار او محسن
اک پری زاد نے دیوانہ بنا رکہا ہے

ایک ہو برابر الفت کا کل ضرور ہے — جہوٹون ملون نہ اونسے تو وصل ضرور ہے
سودا ہی روحی یار سے دعوی ہمسری — آئی بہار فصد رگ گل ضرور ہے
ای محتسب صلاح نہین کرنا شراب کی — قسم گزک سی کچہ تو تناول ضرور ہے

ٹوٹے نہ تار جام دیا ہے جو ساقیا
یعنی برائے دور تسلسل ضرور ہے

١٨٣

ثابت ہوا یہ گردش افلاک سے ہمیں
ہر ہفت منزلی کو تنزل ضرور ہے

٩

خاموش بیٹھنے سے یہ ثابت ہے آج کے
جو بات کیجیے گا موافق مزاج کے

عاشق فقط نہیں مجھے حکمت میں بھی فعل
اب کیا کبھی خلاف ہو گا مزاج کے

جوشی کہے وہ ہے جو نہیں ہے نہیں بھی
عبد خدا ہیں بندے نہیں احتیاج کے

اوس حسن سے ہے وصل خدا نے یہ دن کہا
کل کی ہے بات ہوتی تھی ند کو آج کے

کچھ پوچھیے نہ ہم فقرا کی طمع کا حال
خود بادشاہ وقت ہیں طالب خراج کے

جب آنکھ سے گرے تو پھر اشکو نکالے کیا
پاپوش میں ٹکیں کہ وہ محتاج ہوں تاج کے

بے عیب ذات اپنی خدا کی ہے اے تو
صورت اچھی ہو تو بری ہو مزاج کے

جلسے کے لیے بھی نہیں ہوتی مریض عشق
قائل دوا کے ہیں نہ مقر ہیں علاج کے

١٨٤

گرمی میں دوپہر کو چلے آتے ہیں سحر
اوٹھتے ہیں مزاج تلون مزاج کے

٨

جان تن میں ہے نہ سینہ میں ہے اب آگ
کہیں فرصت ہو سمجھیے ہوا مطلب

پاس سامان فقیری ہے بچھوڑا ہے چرخ
تو نے تسمہ بھی نہ رکھا اے قاتل باقی

مرحلے عشق کی طے وحشت نوردی سے ہے
رہ گئی ایک فقط گور کی منزل باقی

آج رندوں کو بھی ہے خم کی صفائی منظور
نہ رہی دُرد بھی اے ساقی محفل باقی

جیب و داماں کے تو مجنوں نے اوڑائے پرزے
سخت میں رہنے دیے پردہ محمل باقی

گوش گل نالہ بلبل سے بھیانک ہے
جب تلک سینہ عاشق میں ہے دل باقی

دم گھٹنا ہے وہی دل کا دھڑکنا ہے
ہے ابھی سلسلہ طوق و سلاسل باقی

۱۸۵ ۸ رنہ میحانی نالک ہین یا توتفہ سحبہ تک
ای سحر تم سے ہین ہے کوئی محفل باقی

اتنی پھیر دو پہ تم و سخ کی اقرزی ہے
آج کل سی ہی یا تب ہجر تجھے دونی ہے

گفتگو ایسی سی ان کو کہہ عہد صدق ایسی یا
یوسف مصر کو رستہ ہین جیرونی ہے

دیا ہم حسن کیا قطع خدا نے اونیر
آپ سنجیدہ جو ہین قد مین سی موزونی ہے

غول کے غول چلے آتے ہین پیچھے کرہ لیے
گھر مین یہ دھوم ٹھہر کا ہی لحد سونی ہے

نقش پائج تن پہ داغ مین ہی وہ فیض
دل سوزان مرا جو گی ہی دہوان ہو نی ہے

کیا فقط دل ہی ہمارا ہے گنہگار و بین
آنکھ او نکی سی شرابی ہے تو نظر خونی ہے

یاد خال رخ جانان مین ہی غشی گی ہی
اچھا تھا صاد دل رنجور سی افیونی ہے

۱۸۶ رات بھر خوب ہی تقریرین ہیں گی شب وصل
تم سی گھر یا ہو سحر یار سی افیونی ہے

کچھ زبانی سی طبیعت ہی ہٹی جاتی ہے
زندگی موت کے ڈر کو نہین گھٹی جاتی ہے

بل بہ بل زلف کو بلتا ہی خدا خیر کری
پھانسی کیس کی لئی آج ہٹی جاتی ہے

نوجوانی پہ اکڑتی ہو ذرا جھک کی چلو
قد تو بڑھتا ہی مگر عمر گھٹی جاتی ہے

حال دل ان سے چھپو نہ کچھ میگذرد میگذرد
ہر طرح ہجر مین وقات کٹی جاتی ہے

پھیر چھیٹ جاتیگی ابرو کو ذرا بلنے دو
یہ گلی تو ابھی کشتو نسی پٹی جاتی ہے

بچھسون تک کو ہی جھسی تمی کو جھین گر یز
سر کو ٹکراتا ہون دیوار سے ٹی جاتی ہے

دلکو ٹھہرا و شب غم مین سحر صبر کرو
دو گھڑی رات تو باقی ہے کٹی جاتی ہے

غم کہاتی کہاتی ہجر مین بس روح بھر گئی	مکرر	اب زہر کہاتین گی یہی دل مین ٹھہر گئی

۱۸۷ کمل ہیں ہم ہی اپنے بسر کرتے ہیں سحر
شوکت کی جیسی ایک نند میں گذر گئی ۴

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

کہو روح جسم سے نکلے قالب سے جلد
اگر رنج دنیا کا جھیلے رہے

وہاں سب کی بگڑی اور تڑتی رہی
سروں پر یہ بالوں کے سیلے رہے

نہ پوچھو ملاقات کیونکر سے نبھے
ہزاروں طرح کے جھمیلے رہے

کریں سنے اونکی نکالا ہمیں
رہے جب تلک جی پہ کھیلے رہے

۱۸۸ سحر زندگی تلخ ہو جائے گی
یہی دن جو کڑوے کسیلے رہے ۵

نشہ کی مستی کو زیبا ہیں وہ انکھیں نور کی
لال یاقوتی کو زیبا چاہیے بلور کی

کوٹھی پر رکھی ہی تصویر اوس سراپا نور کے
زیر پائے شہ تھی عمران ہی چوٹی طور کی

اپنے ہاتھوں سے اگر کھینچے مرا ساقی شراب
زاہدان شہر کھینچیں قتیاں انگور کے

مسکرا کر وصل میں جب اپنے سیئی یار
ہونٹ خندہ سے نکلتے زنجیر موتی چور کی

رباعیات ہو شناخت شعر میں اپنی نہ کیونکر ای سحر
مدتوں صحبت اوٹھائی ناسخ مغفور کی ۲۶

رباعیات

۱ رازق فقط آسودہ کو کیا دیتا ہے
جو بھوکا ہوا اوسکو کھلا دیتا ہے
کیوں سختی ایام سے ڈرتے ہو سحر
پتھر کے بھی کیڑے کو خدا دیتا ہے

ولہ

۲ ترکی سے لیے کون عزیزوں سے لڑے
جیتے ہیں سدا دیر میں ہاتھ جوڑے کھڑے

باپ آج مرا بیٹے کو کل مرتا ہے
دو دن کے لیے کون بکھیڑین پڑے

ولہ

ای اہل وطن تمسے وطن چھٹتا ہے
افسوس کہ روح سی بدن چھٹتا ہے

چھٹتا ہی سحر سی آشیان باغ اس ساوڑین
بلبل سے بہار مین چمن چھٹتا ہے

ولہ

نے کسا اور رہا کسی کا پڑنے چہوسے
جو سر ہی بچے اپنے سے کے چہوٹے

دل ہار کے ہر چند اوٹھے محفل سے
پہر ہی یہ کہین گے ہم کہ ستے چہوٹے

ولہ

اف کرتے نہین وہ عاشق کامل مین
سو طرح کے جان پر غضب نازل ہین

سینے کو بنا دیا ہے لو تودہ ہیستہ
کیون ہی نہ کہو کے یہ ہمارے دل ہین

ولہ

ناحق اسیرون سے پڑا ہے پالا
ہر دم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا

یہ آپ تو کہا ایسی تحقین کیا دینگے گہر
رزاق کوئی اور ہے دینے والا

ولہ

کل سے بھی زیادہ آج برہم ہی مزاج
کیا خوب کیا ہمارے وحشت کا علاج

بالفرض رقیب سب ہین اہل مقدور
بندہ بھی تو اس قدر نہین ہی محتاج

ولہ

کیا کہیے کہ بے تمہارے کیا کرتے ہین
فریاد و نالہ و بکا کرتے ہین

کیا پوچھتے ہو مزاج اقدس کا حال
جیتے ہین شکر ہے دعا کرتے ہین

ولہ

یون کہیے تو خوش ہوے نہایت ہم آج — کوٹھے پہ بلا لیا تو بارے معراج
رکھیے گا نہ ہم سے عاشقی کی امید — ہم لوگ تو خود آپ ہیں معشوق مزاج

ولہ

ہی کون محرم مین جو رنجور نہین — افلاک گرین زمین پہ کچھ دور نہین
ماتم مین سیہ پوش ہی زال دنیا — کالی کفنی ہے شب عاشور نہین

ولہ

ہین مثل حباب اہل نفس معنی کہ نہ ہون — اس بحر مین ہین صورت خس جہان ہون
اس سال تو حبشیون سے بہالین دریا — معلوم نہین اگلے برس ہون کہ نہ ہون

ولہ

جب ابر ششم موسم کا دم ٹوٹتا ہے — سب کہتے تھے سر در پہ ستم ٹوٹتا ہے
فرمانے سے شکر کو وہ بھی ہو جاتا کاہ — سر پر کمبر دہ کوہ الم ٹوٹتا ہے

ولہ

جب چند تھی مہر کی حرارت ان مین — تھی حد سے سوا دھوپ کی شدت ان مین
وہ آگ برستی تھی کہ تپتی تھی زمین — ہر ذرہ تھا خورشید قیامت ان مین

ولہ

مصروف ستم شاد ہین ہی ہر فرد یا ہو — اشکون کا مہری بیٹھنے سے کیونکر نہ ہو جو
پوشاک کو کیا دیکھتے ہین اہل خلاف — رونے کی نشانی ہے جو ہون آنکھین لہو

ولہ

خوش رکھتا ہے انسان کو غم شاہ امم — ان اشکون سے سرسبز ہی باغ عالم
پوشاک محرم مین جو ہے سبز اسے — رونے سے ہرا ہوا ہے نخل ماتم

ولہ 16

رنجوں کے محرم مین جو افزونی ہے
اس شہر مین دیکھو برکت دونی ہے
ان روز روضہ یہان لاتی ہین تشریف حسین
آباد ہے ہند کربلا سونی ہے

ولہ 17

معلوم نہ کچھ ہوا محرم افسوس
اچھی بہر سکے نہ کرتے ہائے ماتم افسوس
تاریخ کی اختلاف کی ہین قتل کیا
دس دن مین بھی اک روز ہوا کم افسوس

ولہ 18

پر نور محرم مین ہے سارا عالم
جو جہاڑ ہے قندیل فلک سے ہین کم
کثرت سے ہے یہ روشنی کی روشن سب پر
ان روزون مین خاموش ہوئی شمع حرم

ولہ 19

زاہد یہ عبادات ریائی ہے گناہ
ماتھے کو یہ رگڑا ہے کہ گھٹے سیاہ
لوگون کے دکھانے کو نمازین پڑھنا
لاحول ولا قوت الا باللہ

ولہ 20

کہتے ہے حرم ظالمون لوٹا ہے
پردیس مین فرزند نبی چھوٹا ہے
بے مہری دوران سے بڑا داغ دیا
اسی ماہ عرب ہم پہ فلک ٹوٹا ہے

ولہ 21

شہ رن مین پکارتے تھے بھائی بھائی
پانی پہ ہوئی کسے لڑائی بھائی
عباس ہوے غریق آب آہن
تنہے شیر جو دریا کے ترائی بھائی

ولہ 22

خوش رو جیسے زہرکا جگر ہوتا ہے
بیفائدہ رونے سے سحر ہوتا ہے

بنتا ہے یہاں خون کا قطرہ آنسو
تیار وہاں قصر گہر ہوتا ہے

ولہ ۲۳

کیا رتبہ حسینؑ کا ہے اے رب ودود
رحمت کا نزول ہے فرشتوں کا ورود
وا رہتے ہیں ابواب جناں دس دن تک
دوزخ کی بھی ہوجاتی ہیں رستی مسدود

ولہ ۲۴

شیعوں کے یہ رتبے ہیں جو ہونیوالے
پائیں گے جناں جان سے کھونیوالے
بڑھ جائیگی آبرو خدا کے نزدیک
محشر میں ہنسیں گے شہ کے رونیوالے

ولہ ۲۵

کب ہند سے کربلا کو رحلت ہوگی
قسمت میں اگر یہی تو زیارت ہوگی
رہ رہ کے سحر مجھکو یہ آتا ہے خیال
شبیر کے کیا نور کی صورت ہوگی

ولہ ۲۶

سچ ہے نہ کہو کہ قول شاعر ہوگا
دیکھے گا وہ آپ جو بصیر ہوگا
قرآن میں ہی گو کہ ذکر صبر ایوب
دنیا میں حسینؑ سا نہ صابر ہوگا

ولہ ۲۷

کب غم سے نجات بندہ پرور ہوگی
اس نور سے قبر کب منور ہوگی
ہر چند کہ سمجھائیگا نقشا اپنا
مولا کے زیارت تو میسر ہوگی

ولہ ۲۸

اعجاز سے ہیں تمام عالم میں حسینؑ
خود ہوتے ہیں ہر مجلس ماتم میں حسینؑ
حسرت نہ رہی خوب سا شیعو رو لو
دس روز کے مہماں ہیں محرم میں حسینؑ

ولہ ۲۹

بی مثل ہو لا جواب ہو ایسے ہو — ہو اور بہی کوئی تو کہو کون ویسے ہو
ہم خوب یقین سمجھے ہوئے ہین امین — صاحب ہو بہت خوب غرض جیسے ہو

مخمسات منقبت

ہر ایک درد کی ہی دوا جہان مین ہی علی — مشکل مین کام آتا ہی مشکل کشا علی
شیعون کا مقتدا ہی علی پیشوا علی — لاریب ہی وصی رسول خدا علی
مثل نبی کے بعد نبی رہنما علی

بیمثل ہی دیار عرب مین نہین جواب — برحق کہ شہر علم کا علی ہی باب
ہین مومنون مین یہ لقب خاص انتخاب — شیر خدا امیر عرب شاہ بوتراب
خیبر شکن امام زمن مرتضی علی

طاقت ہو دل کو نام سے ایسا امام ہے — گویا وہ گنج ہی جیسی یاسین کلام ہے
سامع پہ اوسکے فرض درود و سلام ہے — سچ ہی عصا پیر کا جوان کا وہ نام ہے
گرتے ہوئے سنبہلے جو کہا مرتضی علی

بہائی کسی نبی کی علی سی کہین ہوئے تہے — شاگرد ایک آپ کے روح الامین تہے
لا نظیر نبی کی رسم آخرین بہی ستہے — بہائی بہی تہی قریب بہی تہی جانشین بہی تہے
داماد بہی رسول کی تہے مرتضی علی

ایسا جہان مین اہل کرامات کون تہا — ایسا جہان مین صاحب طاعات کون تہا
ایسا جہان مین محو عبادات کون تہا — ایسا جہان مین تارک لذات کون تہا
کہاتے تہے کچھ نہ نان جوین کے سوا علی

چٹکی سے پہینکا کلہ اژدر کو مار کے — انسان کیا کہ دیو کو چہوڑا پچہار کے
بدر و احد مین کیسے لڑے پاون گاڑ کے — خندق پہ رکہدیا در خیبر اوکہاڑ کے

فاقون مین زور کرتے تھے بی انتہا علی ۸

رنگین بن پہ ہی خندۂ قدسی سرشت کا — اور ٹھاہی رنگ موسم اردی بہشت کا
ایمان لاتے دیکھکے مالک کنشت کا — جبریل لائے خلد سے حلہ بہشت کا

۹ پہنے اگر حریر صفاہان کی قبا علے

بعد از نماز اپنی دعا ہی یہ صبح و شام — مولا مرے بدل ہی سحر آپ کا غلام
سن لو طفیل سید مظلوم یا امام — بر آئین مطلب امر ولی یثاب کی تمام

مولا ہی نام آپکا مشکل کشا علے

خمسۂ منقبت

۱ بزم آرا ہین عجب شیر خدای پاک کے — آدمی کیا آتی ہین ساری ملک افلاک کے
اطلس گردون بچھے لے بساط خاک کے — وصف کرتا ہون وزیر حضرو لولاک کے

۲ نردبان عرش کا محفل مین منبر چاہیے

تیری الفت ہی پیمبر کی برابر چاہیے — قلب مین اہل صفا کے نور داور چاہیے
ای وصی مصطفے تجھکو نہ کیونکر چاہیے — دل مین ہر مومن کے یا مولا ترا گھر چاہیے

۳ یہ جو کعبہ ہی تو اسمین جا ہی حیدر چاہیے

کعبۂ مقصود ہی بیشک علی مرتضے — رات دن اپنا سخن تکیہ ہی یا مشکل کشا
دولت ایمان ملی اگی حشمت نیا ہی کیا — بادشاہون کو مبارک سایۂ بال ہما

۴ اپنے سر کو سایۂ دامان حیدر چاہیے

ہین فقیر بادشاہ انبیا کے ہم گدا — جم سے کیخسرو سے دارا سے ابھی ہی سرتبا
تخت شاہی سے ہین بہتر ہی اپنا بوریا — بادشاہون کو مبارک سایۂ بال ہما

۵ اپنے سر پر سایۂ دامان حیدر چاہیے

صولت حیدر بنا ہی خالق اکبر کا گھر
پاؤن نی جا پائی دوش احمد مختار پر
سلے انکو چھٹے چرخ پر حضرت سی بنکر شیر نر
رتبۂ عالی علی مرتضی کا دیکھہ کر

ہر زبان پر نعرۂ اللہ اکبر چاہیے

بادشاہ ہون گدا کی شاہ والا کم نہین
جز غم شاہ شہیدان اور کوئی غم نہین
بادۂ حسرت کی بھی طالب ہون نہین ہم کم نہین
احتیاج ساغر فغفور و جام جم نہین

جام کوثر مجھکو یا ساقی کوثر چاہیے

ہے سر شوریدہ کوئی جز ذات حق محرم نہین
عرش اعلی سی زمین قبر والا کم نہین
تشنگی حشر کے دہشت سی دم مین دم نہین
احتیاج ساغر فغفور و جام جم نہین

جام کوثر مجھکو یا ساقی کوثر چاہیے

یا علی تیری زیارت کا نہین طالب ہے کون
مشک آہوی کرامت کا نہین طالب ہی کون
یا علی تیری عنایت کا نہین طالب ہی کون
عنبر دریای رحمت کا نہین طالب ہی کون

ہر غلام مرتضے کو حب قنبر چاہیے

حب حیدر ہے وہ شی حب سی کہ بیڑا پار ہے
آشنای مردمان دہر سے بیکار ہے
غیر سی طالب دعا کا ہون مجھی انکار ہے
بار احسان علی مرتضی درکار ہے

بحر عالم مین ہماری کشتی کو لنگر چاہیے

وصف مرتضی تشنیع سی کافر کر
رستم دستان شہ زال ناتوان پیش نظر
وہ تو وہ ادنی غلامون مین ہے طاقت اس قدر
ہی جوان حیدری مین زور حیدر کا اثر

غارت اعدای دین کو باب خیبر چاہیے

ہم سحر کسطرح ہین بارہ امامونکی غلام
رات دن اور ہر زبان رہتے ہین انکا ذکر تمام
عشقبازی سی محب پنجتن کو کیا ہی کام
الفت معشوق سی لازم ہی نبھانا ہے

مومنوں کو الفت آل پیمبر چاہیے

مخمس بر غزل مرزا سلیم ۳

بہت بگڑی ہی محبت کی ای جناب افتاد
شکست توبہ کری ہی یہ وہ خراب افتاد
نظر جو بر رخ ساقی بی حجاب افتاد
ز دست رفت دل و در پیے شراب افتاد
فغان کہ مہر سلیمان ز کف در آب افتاد

جہان میں کوئی ہوگا تمسا بھی چھوٹا
جو دن کو دن کہو سمجھوں میں اسکے کہا
اس آج کل نے تری مارا ہمکو قتل کیا
بو عدہ کار فتادہ است عاشقان ترا
گذار قافلۂ تشنہ بر سراب افتاد

شب وصال ہی کوئی نہیں ہی نا محرم
نہ ہو پسینے پسینے نہ دی خدا کی قسم
چھوٹیگا کون بھلا کس میں اب ہی باقی دم
رخ تو از عرق شرم می برد ہوشم
لطیف تر بود آن گل کہ در گلاب افتاد

پڑی ہی عاشقوں میں ہماری کیا ہی ستم
مریں فراق میں یا جان دیں کر میں امید
نہی ایک اتنے کے مہمان کیا فلک نے حسد
گذشت ہجر من ہا وصال او چہ کنند
چراغ صبحم و کارم بآفتاب افتاد

خدا کہا ہی نہ صدمہ وطن سی چھٹنے کا
کہ کا ہجور میں اسکا مزہ ہی چکھ دیکھا
سمجھ نہ ہوئی گا مرنا سلیم کا کہتا
سلیم ہند جگر خوار خورد خون مرا
چہ روز بود کہ راہم باین خراب افتاد

مخمس ۴

جمع ہیں رنگین ادا میلا ہی قیصر باغ میں
ہر روش پر حور کا جلسا ہی قیصر باغ میں
سامنا سلطان عالم کا ہے قیصر باغ میں
سب کو اپنی رنگ پر کھینچا ہی قیصر باغ میں

کیوں ہوا ہر ایک کا جوڑا ہے قیصر باغ میں

سچ اگر پوچھو تو سب ہیں جانِ عالم پر فقیر | بستہ ہیں الفت کا دم طفل و جوان و پیر
جس گرو کی سب ہیں چیلے ہیں ہزار روشن ضمیر | مرشد کامل ہے فن عشق میں ہے بے نظیر

جو ہے سادھو کے رنگ میں ڈوبا ہے قیصر باغ میں

آن پہنچی فصل گل سبزی کی ہوئی سوتیاں | دیکھتا ہے کانٹوں پہ لوٹی گا نقش آسمان
بوسہ لینی کی ہے گون روی زمین سے آسمان | سبزۂ نوخیز باغان میں یہ ہے سبزی کمان

دید کے قابل ہے کیا سبزا ہے قیصر باغ کا

جنت اترا ہے حقیقت میں ہوائی برشگال | سنبل گل غنچہ ہیں مستانے بلبل نہال
کیا عجب برسا ہے ابر بہاری ایک سال | ایک سی چیٹی میں دھوم ہے گر ستا لال

کیا دل پژمردہ کھلتا ہے قیصر باغ میں

یاد آیا [illegible] میں دھو یاد دلایا آسمان | تازہ و تر ہر شجر نکھرا ہوا ہے جوان
باغ سب شاداب سبزہ لہلہا آب روان | نہریں جاری ہر طرف لبریز تختہ کیاریاں

نمونہ جنت اترا ہے قیصر باغ میں

سارنگی پھولی ہوئی چھایا ہوا ابر بہار | آنکھ اوٹھا کر جس طرف دیکھو ادھر ہی سبزہ زار
جان تازہ دستے میں جھونکے ہوا کے بار بار | نرگس بیمار تک سے رو بصحت آئی ہے بہار

داغ لالہ ہے سر سے دھو بیٹھا ہے قیصر باغ میں

فصل ایسی ہے کہ ہو توبہ تصوف کی شکست | رات دن رہتی ہے زیر تاک یاروں کی نشست
سر قد تعظیم کو اوٹھتے ہیں رند می پرست | آتی ہے باد بہاری دھو یہ ہی نیم مست

ہر روش پر سرو کا پہرا ہے قیصر باغ میں

کونڈ کے کلوپ کی خندہ گلی ہے بھاتا ہے جل | کیا ہی آوازیں لگاتا ہے [illegible]

مرغ جو بیٹھا ہی اسوقت ہوا ہی خجل | دل یہ کہتا ہی یہاں سے اب اٹھا جاتا ہی دل

٩ لوٹ ہوتا ہی جو جاتا ہی قیصر باغ میں

دیکھ کر نرگس میں آنچ جو یہ چرخ نیلی زرد ہی | ٹھنڈی سانسیں لے رہا ہی کیسی غم

صادقے ہیں سلطان عالم کی یہ جلسا ورد ہی | دیکھنا بادل کو دل بادل کی آمد گرد ہی

١٠ ابر کیسا کیا جھومتا آتا ہی قیصر باغ میں

سبزہ رنگوں کا ذخیرہ مجمع اہل سخن | اپنی اور یہ شعر خود پڑھتا ہی بار قلب بند

آنکھیں ہیں باداموں کی لب عناب ہیں پستہ دہن | اک درخت اور انہی میووں کا جون ثمر

١١ یہ شجر ہی یا ثمرت طوبی ہی قیصر باغ میں

سامنا اس باغ میں ہوں پہ حضر کا ہی | بوٹیاں اکسیر کی ہیں یہ اثر خضر کا ہی

ورد مرغان چمن یہ شعر حضرت کا ہی | تو عروسان چمن کی دل میں گھر خضر کا ہی

١٢ واہ کیا کیا نور کا کمرا ہی قیصر باغ میں

خوب نظروں میں تری ہی آنکھ ہی معشوق کی | پتی پتی پہ گری ہی آنکھ ہی معشوق کی

ہر شگوفہ سی لڑی ہی آنکھ ہی معشوق کی | تو نہالوں پر پڑی ہی آنکھ ہی معشوق کی

١٣ ہار بجز نرگس کا گلدستہ ہی قیصر باغ میں

دیکھیں کیا غزلت نشین ہیں جو رشتہ میں سنا | کیجیے غیبت کسی کی اپنی عادت میں نہ تھا

راستی شیوہ ہی کج بحثی طبیعت میں نہ تھا | اس میں ہی جو بات ہرگز اپنی خدمت میں نہ تھا

١٤ کہنے دو کہتا ہی واعظ کیا ہی قیصر باغ میں

باغ کی وسعت تو دیکھو سبع سیارہ اٹھہرے | گلشن فردوس سا اسے کہے کہ باغ دہر ہے

آنکھ پتھروں پہ پھسلتی ہی صفائی قہر ہی | سینچے کو سنگ مرمر کی صفا شہر ہی

١٥ کوثر و تسنیم کا نقشا ہی قیصر باغ میں

شہر کیس برق وش ساقی کی چھیڑ اہی ملار — آسمان کا عکس ہی پانی مین بار بار
ہی زبان صبح پہ ہر دم یہ شعر آبدار — ساقیا تجھکو مبارک ہو بطی کا شکار

شہر کاسے کو ہی اکبر یا ہی قیصر باغ مین

صورت سرو لب جو لم کرسی ہین بیشمار — ہین ہزاری نور کے ایک ایک لم مین چار چار
شعلۂ آواز سی روشن ہی چوک پیش یار — آگ پانی مین لگا دیگی صنعت آبشار

چشمۂ خورشید کا جلوا ہی قیصر باغ مین

ای سحر بعد از نماز اپنی دعا ہی صبح و شام — جانعالم ہین حقیقت مین خدا رکہے یہ نام
سیر کرنیکو غریبون کی دیا ہی حکم عام — شعر پڑھتے پھرتے ہین نگین بیان نگین کلام

ہر چمن مین ڈھیر پہولون کا ہی قیصر باغ مین

خوش ہین سلطان عالم یہ چمن پہولی پہلے — ہر برس سیر ین کرین ہم یہ چمن پہولی پہلے
جمع ہون یکرنگ با ہم یہ چمن پہولی پہلے — کہتی ہین پریان بہی جم جم یہ چمن پہولی پہلے

کیا اکہاڑا راجہ اندر کا ہی قیصر باغ مین

مخمس ۵

دیکھو بہار حسن خدا داد باغ مین — کیا سرو قد کہڑے ہین یہ شمشاد باغ مین
خیمہ بہی ہی سحاب کا استادہ باغ مین — پہرے پہ ہین صنوبر و شمشاد باغ مین

شاید حضور آئی ہین سجاد باغ مین

لالی کی پلٹنین ہین برابر سجی ہوئی — ہورو ہی سیاہ و سرخ نئی قطع کی ہوئی
موج ہوا کی ہاتھون مین کہ جین آئی ہو کی — غنچون کی رفلین لیس طراقی چڑہی ہوئی

ہوسی نشان سوسن آزاد باغ مین

ہر گل ہوائی گہوڑی پہ ہی آج کل سوار — آگے پری کی ابلق ایام پہ سوار

ہر گُل نیا اپنے رنگ سے پھر رنگیا یادگار
کیونکر نہ شاد ہو کی بجا ہی طرح ہزار

ہین خانہ زاد مرغ چمن شاد باغ مین

گلگشت کو فقط نہین آئی ہین کچھ حضور
اک ذات خاص سی متعلق ہین سوا امور
جور و جفائی گل کو سزا دینی ہی ضرور
گلدستی مین بندھے گا کیا ہی بڑا قصور

اک مشت پر پہ اور ہے بیداد باغ مین

ایسا ہی کوئی کرتا ہی یار آشنا کی ساتھ
گذری بہار عمر اسی بی وفا کے ساتھ
باغ جہان مین لایا کہانسی لگا کی ساتھ
اولٹی چھری سی ذبح کیا کس ادا کی ساتھ

سمجھا کہ کون سنتا ہی فریاد باغ مین

جو کچھ کہ ان گلون پہ ستم ہون عجب نہین
ہنستے ہنسے ہین اونپی ہی غم ہون عجب نہین
انصاف یہ کتب مین رقم ہون عجب نہین
گلچین کے دونون ہاتھ قلم ہون عجب نہین

سن لی ہی عندلیب کی فریاد باغ مین

زرّینہ طوق سرو کو پہنایا جائے گا
گردن مین ہاتھ دی کی یہ دوڑا جائے گا
صیاد آج قید مین ٹہلایا جائے گا
سنبل کا گیسو الجھا ہی سلجھایا جائے گا

نالان بہت ہین مرغ چمن لعد باغ مین

جیسی نفس چلا ہی غنیمت ہی اسکا دم
جھونکون سی جان آئی درختون مین یکقلم
کہتا ہون راست مصحف گل کی قسم
نکلی کہسنک کے بچہ طاوس صبح دم

رکھ دو جو شب کو بیضہ فولاد باغ مین

شوخی سی ہی اتو جیکا ہی پڑتا ہی رنگ گل
وقت خرام جیسے چھلکتا ہی جام مل
کیا بلبلون نی حل تلی کا کیا ہے خل
تصویر یار کی ورق گل مین جزو کل +

ہے ہر چمن مرغ سبزاد باغ مین

پھیلا ہی نونہالوں کا اندر ہی اژدہام | گل کا کٹورا بجتا ہی رہتا ہی صبح و شام
شادی کی گھر مین ہوتی ہی جسطرح دھوم دھام | کھینچا ہی نقشا گلشن ایجاد کا تمام

۱۰ کیا کیا ہین بیل بوٹی پری کی ایجاد باغ مین

جھولی یہ لطف دیتی ہی ہر پات کے بہار کیا | آئین کی کیا گمک ہی صدا ہی ستار کیا
اک پات و شاخ نی چھیڑا ہی آکر ملار کیا | آتا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار کیا

۱۱ اندر سبھا کے سخت پری زاد باغ مین

انداز نونہالون مین کیا دلبری کی ہین | شمشاد کی جو طرح ہین گیسو پری کی ہین
گل سلسلی ہی ہین جیتھی کہ یاد بری کی ہین | انداز اپسرا مین جنبیا گری کی ہین

۱۲ بلبل کی کون سنتا ہی فریاد باغ مین

رنگا ہی پیاری پیاری نے ایسا ہی جیسا ہوا | گل کا پیالا بجتا ہی دور ابھی پھول کا
شمشاد جھومتی ہی لب حوض جا بجا | بیٹھا ہی سرو کون کہین سے لگا کھڑا رہا

۱۳ سو بار پھر چکی سے یہ اوستاد باغ مین

ابتک تو ایسا باغ یقین ہی بنا نہ ہو | زاہد کا سبز باغ بھی ایسا ہو یا نہ ہو
اک بات مین کہون جو تو زاہد خفا نہ ہو | وہ زرنج ہی وہ بہشت جہان آشنا نہ ہو

۱۴ ہر نخل ہی یہان تو پریزاد باغ مین

غنچون کا مسکرانا وہ بلبل کی پیچھے | گل مستی کی لیے ہمہ تن گوش ہو گئے
نرگس بھی تاک اینڈ رہی ہین کھڑی کھڑی | منہ آنکھ کی آئینے مین دیکھ دیکھ کے

۱۵ تنتے ہین سرو اکڑتے ہین شمشاد باغ مین

ہر سرو یار کے قد بالا سے بڑھ گیا | میدان جیتا خضر سے بھی سبزہ بڑھ گیا
سنبل چمن کا زلف چلیپا سے بڑھ گیا | شمشاد جو چلا تو وہ طوبی سے بڑھ گیا

١٧ کیا بہشت پرا ہی حسن خداداد باغ مین

کیسے کی بہا بہار مین گاتی ہین باغبان
پہولا سہلا رہی یہ چمن زیر آسمان
سنبری کو شغل نغمہ ملی عمر جاودان
پہرے یہ حکم دیدیہ ہے آئی اگر خزان

١٨ باقی نہ پاوی صورت شداد باغ مین

ایکی بہار ایسی مبارک ہوائی سحر
باغ جہان مین نخل تمنا ہو بارور
نخل مراد مین سے آیا کرین ثمر
سرسبز یہ چمن سے گل اسکا [illegible]

١٩ دن رات چہچہے رہین سجاد باغ مین

اک رنگ خاص ہی کہ وہ اپنی سخن مین ہے
مشہور دور دور ہوں مسکن وطن مین ہے
فانوس مین یہ شمع ہی نور انجمن مین ہے
بلبل کے چہچہے کا کاغذ چمن مین ہے

نواب نامدار کرین یاد باغ مین

واسوخت اول

اب ولیس رنج اوٹھانیکی طاقت نہیں رہی
تحلیل روح ہوگئی حالت نہیں رہی
وہ ولولی وہ جوش وہ وحشت نہیں رہی
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

٢ آہین بہی کہینچیے تو یہان کچھ اثر نہیں
آگے جو پیار کرتے تہے اب وہ نظر نہیں

کپڑے بہی گیروی نہیں رنگا دیا ہو گیا
دو دن مین کچھ مزاج کا نقشہ بدل گیا
سونیکا وقت اور پلنگ اور ہو گیا
آزاد تہا فقیر ملنگ اور ہو گیا

٣ بگڑی ہمارے پاون کی شکر خدا کیجئے
قید فرنگ عشق سے چھوٹی بلا گئی

شکر خدا کہ تہوڑا ابہی سنبھال ہے
بر ہم مزاج ہی نہ طبیعت [illegible]

وا قفتگی کی ایک یہ ادنی سی چال ہے — غیروں سی رنج ہی نہ اونہین سی ملال ہے

خود بین نہین ہین اونکی طرح خود نما نہین
موجود سب ہے اوسکی عنایت سے کیا نہین

اچھا ہوا جو ترک ملاقات ہو گئے — دو چار روز خوب مدارات ہو گئے
اپنی تو ہر طرح بسر اوقات ہو گئی — وہ بات کی کہ شہر مین اک بات ہو گئی

باتین سنا ہین آپ سنے ہم جب سنا کیے
پٹی کے نیچے بیٹھے ہوئے سر دھنا کیے

ایسا جو جانتے تو ملاقات کرتے ہم — ایسی ہی بات تہی کہ کبھی بات کرتے ہم
دن کو بلا سے جاتے اگر رات کرتے ہم — بے لطفیون سے کیون بسر اوقات کرتے ہم

کہنے کی ہیا نہین بس نہ کچھ پوچھ ہو گیا جو ہوا
جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا سب بجا ہوا

ان روزون نام عشق سی جی ہی ہٹ گیا — صدمی فراق کی نہ اوٹھے جی الٹ گیا
وہ ہلا کلیجہ زخم کا انکو سپٹ گیا — گیسو کی یاد مین تن زار اور لٹ گیا

ہم اہل عشق وہم مین بچا گمان ہین
دل سوختگی ضعیف بڑا ہے جوان ہین

خود آپ سر رہی مین کسی ہو رہی گیا — دل تک نہین ہی پاس محبت کرین گیا
لی دم مین آپ اور کا ہم دم بہر رہ گیا — وحشت کا شہا بچہ کا وہ ہوا اب ڈورین گیا

رنجیدہ ہیں یاد مین کیا کیا گڑی سہی
اکی اذیت شب فرقت بڑی سہی

کیون جان بچکے ہون غریب گرون نہین — دین و خدا سے سر بار گرون ہین

ایسا ہی ہوگیا کبھی صبر یار [illegible] نہیں | یوسف سا بھی ہو تو مجھکو تو ای یار کون ہین

۹ گھر سے تم اپنے عشق ہی بیتاب ہو کے باز آئی
گھر میں اکیلے بیٹھیں گے صحبت سے باز آئی

[illegible] میں بدنام کون ہو | یوں بیقصور [illegible] الزام کون ہو
کس [illegible] سے یار گل اندام کون ہو | [illegible] بلا [illegible] ہو کہ تم شام کون ہو

۱۰ شاعر ہوا جواب اگر اپنے واسطے
ظالم اپنے واسطے ہے ہنر اپنے واسطے

[illegible] فقیر ہو تم ہوس کیا | سو بھی [illegible] فقیر ہو تم ہوس کیا کیا
اپنے لیے اسیر ہو تم ہوس کیا | اک زلف کے اسیر ہو تم ہوس کیا کیا

۱۱ آدمی [illegible] آپ [illegible] تم آپ آ گئی
بوسہ [illegible] گیسو وان [illegible]

سب [illegible] کیا [illegible] پسند ہیں | کس [illegible] میں خدا کی عطا [illegible] ہیں
مضمون [illegible] ہیں | خود ہیں اگر ہی یار تو ہم خود پسند ہیں

۱۲ [illegible] تو زیادہ [illegible]
بالفرض [illegible] اسکا بھی تم [illegible]

[illegible] ہم | لا کہوں [illegible]
[illegible] ہم | ہو جائی حشر [illegible]

۱۳ [illegible] کیا [illegible]
[illegible] خوب [illegible]

اگر [illegible] چھوٹی [illegible] جائیگا | دامان [illegible] ہاتھ سے بس چھوٹ جائیگا

نازک بہت ہی شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا
سینے مین ایک آبلہ ہے پہوٹ جائیگا

۱۴
کچھ بھی ہوا صدمے جدائی کی کیسے تھے
ویسے ہی ہین خدا کی عنایت جیسے تھے

وحشت وہ اب نہین ہی کہ مین لاکھہ کر گیا
گھٹتے نہ جائیگا شوق کنار و بوس
اشکون سے آ گئی گل داغ جنون پہ اوس
گھبرا کے اور تاک لیا آپ کے پڑوس

۱۵
نقشے جمے ہین دل پہ ترے نقش ہی سہی
آپ دلکشا ہی ہی فرح بخش ہی وہی

اوٹھنے کو جی نہ چاہا وہ صحبت ہی اندنون
جچکی ہوئی ہے طرح محبت سے اندنون
گھر مین ایک چاند کی صورت ہے اندنون
بی گنتی بوسی لو یہ اجازت ہے اندنون

۱۶
کیا چاندنی ہی کوٹھے کے اوپر پلنگ ہے
پیکر شراب لیٹے ہین کچھ اور ڈھنگ ہے

تعلیم ہی سے شب وصلت کی گفتگو
آشوب ہی عشق و محبت کی گفتگو
باتین غضب کے ادھر رغبت کی گفتگو
دل پہ ہی نقش آج کی صحبت کی گفتگو

۱۷
مین کہہ رہا ہون پیار سے چٹکی تو دو ہمین
ملتا ہے یہ جواب کہ سو سنے دو دو ہمین

باتین غضب کی یاد ہین تقریر غضب کی ہین
ہر دل عزیز کیون نہ ہون معشوق سب کی ہین
یہ لوگ اس زمانے کے ہین اور ڈھب کے ہین
بانی مبانی محفل عیش و طرب کے ہین

۱۸
ہر دم رہیگا وصل یہ ثابت ہی ڈھنگ سے
نازک یہ ہین اوتر نہین سکتے پلنگ سے

پریان نہ ہون گی قاف مین ایسی حسین یہ
واللہ آدمی تو نہایت حسین ہے

یہ اپنی لکھنؤ کی بھی کیا سرزمین ہے
زیب النسا سی نور جہان سے حسین ہے

١٩
خود صاحب سخن ہی بہت شعر فہم ہے
لیکن کمال عاشق شیدا سے وہم ہے

ایسا ہی آدمی نہین دیکھا ہی آج تک
ایسا نہین کہ چاند سا چہرہ ہو جی تک
آنکھون مین دلمین چبھتی ہی وہ نوک پلک
کوٹھے پہ کیسے یاد ہون تو یاد آتا ہی فلک

٢٠
جاتے ہین پر فرشتون کے کہنا ہی اپنا قبول
انسان کی دعا بھی نہین ہوتی ہی قبول

تلوار کی ہی چال زمانہ ہی نیم جان
کہتے ہین یہ چہرے بیچے کوئی نوجوان
کشتون کی پشتے ہو گئے رکھا قدم جہان
ہوتے سے کے گنگ رو اور ملاتی ہین یان نشان

٢١
قل ہانچونکا ہی کہ ذرا کھڑ کھڑا سیے
چلیے وہ چال کبک سی خود لوٹ جائیے

دونون کا جوڑ خوب ہے کیا اوسکی شان ہے
کچھ پوچھیے نہ حال بڑی داستان ہے
ہم ہین نحیف و زار تو وہ دبان پان ہے
کیا کام آپ کو کہین اونکا مکان ہے

٢٢
قاضی ہین آپ شہر کے یا کوتوال ہین
کچھ اور ہی ارادہ تو بیجا خیال ہین

ضدی سوا مزاج مین لاف و گزاف ہے
شہرہ خدا کی فضل سی تا کوہ قاف ہے
جو بات ہے وہ ساری جہان کے خلاف ہے
مذہب یہ ہی کہ خون اپنا معاف ہے

٢٣
تلوار سے کلائی صفائی ہین کم نہین
انکے آگے ہین جو یا تہار و تھا سمجھے ہم نہین

اس منہ پچھو کی بارچہ سی بار نہ شرط ہتی
بس سے نہین علاقہ تو اوسی ہی کیا غرض

جو کچھ کہا تھا ہند نے وہی سب ہوا نصیب | یہ ابتدائے عشق کی تھی انتہا غرض

٢٤
بس ہو گیا ہوں آپکا گھر دیکھ کے گیا
شکر خدا کہ خاتمہ بالخیر ہو گیا

فرمایئے مزاج مبارک کا حال کچھ | سنتے ہیں آپ کم ہے اور ہے کمال کچھ
کچھ باتیں اور بھی تھی سوا استعمال کچھ | شادی کو تو پسند ہے آہستہ چال کچھ

٢٥
ہم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا
کیا وقت ہے مزاج تمہارا بدل گیا

صحبت کا رنگ اور ہی کچھ ہو رہا ہے [illegible] | کوئی قدیم ہوں تو ہیں [illegible]
اپنا وہ ابتدائی نہیں ہو وہ اور [illegible] | ان روز دن ہو رہے [illegible]

٢٦
[illegible] کی شکل نہیں ہیں ہم
[illegible] کی [illegible] نہیں ہیں ہم

[illegible] چار پہر کی [illegible] | [illegible] کوئی [illegible]
ہم لوگ آ [illegible] نہیں [illegible] | ہم کیا کریں [illegible]

٢٧
اور [illegible] کے [illegible] ہو
[illegible] کہ [illegible] ہو

[illegible] آپ ہی کے ہو تو بے | [illegible] اور [illegible] کو تو کے
[illegible] عشق میں اس طرح [illegible] | سچ ہی کہ [illegible] کی [illegible]

٢٨
[illegible] ہی [illegible] ہیں وہ [illegible]
حاجت [illegible] کیا [illegible]

لیکن [illegible] گفتگو کیا [illegible] | [illegible] ہی [illegible]

دل کو پسند پوری کچوری کی بو کمال | عطر لگا ہے بالوں میں ای ماہرو کمال

٢٩
ہر چیز کھیر پوڑیوں کی چکھتا کچھ چٹخارا ہے
اسکا بھی مزہ نہیں رہا ہی تیز ہے

اب بات صاف کہتے ہیں ایسا نہ سمجھے | معشوق یہ سمجھے تھے ہیں شاید سمجھے
اگر تو اپنے غم میں کیا کیا نہ سمجھے | ایسا مزاج ہوگا یہ اصلا نہ سمجھے تھے

٣٠
اپنی خیال میں یہ سمجھ کا تصور تھا
کیا وصل اور دونوں میں ہمیں ای حضور تھا

صحبت کا شغل سے کیا اچھا گھر تھا | یوں کا اور کرشمہ ہی تھا پر کدر تھا
سب پر نظر تھی دہیان ہوا اک بشر تھا | بے خوف تھی کچھ ایسا تھا اپنی ڈر تھا

٣١
جی چاہتا ہے ہم سے مل بیٹھے وہاں تلک
انسان ہو وہی کہ گیا آسمان تلک

واقف ابھی نہیں ہو ہمارے مزاج سے | پہلے ہی کیا کہو یہ شہیدان ناز سے
کچھ بات ہی یاد کی ہی اسی مزاج سے | کیا فرق ہوا اس کی کہیں ہو آئی مزاج

٣٢
اپنی صنم ہی یہ کچھ سمجھ گئے کر
یا تو ہم سے چوک ہوئی رستے ہی کی سیر

شکوہ اس قدر نہیں ہے سیدہی چال کے | اسکے نظر تو ہیں کہ ہی چپکی کمال کے
تیور تیرا اسے شوخ یا پری اپنی کمال کے | آنکھوں میں کالے لگا زلف کچھ بال کے

٣٣
دل کو سنبھالو کچھ تو ستانے کے واسطے
ہر دور شوخ چہرہ ناز او ستانے کے واسطے

دل کو مراد تو قابل جور و ستم نہیں | وہ آپ ہی ہیں پیار کی آنکھ ہم نہیں

تمکو نہین ہی رنج توہمکو بہی غم نہین | وہ ڈہی پڑہین اور کوئی ادنہین غم نہین

۳۴

جو ہون گرے پڑے وہی گہر ہین پڑے رہین
شامت ہماری ہم جو گلی مین کہڑے رہین

ان ٹہنڈی گرمیون سی ہی تفرقہ الگ الگ | سہتے ہی حور گلشن جنت الگ الگ
ہر جاہ پینگی کچہ نہین صحبت الگ الگ | ہر ایک سی ہی طرز محبت الگ الگ

۳۵

ہمکو کسیطرح یہ دو عملا نہ بہاے گا
یکتا جو کوئی ہوگا وہ کاسے کو آئیگا

یارونکی ایک سے ہی چکت تہی کہانکا عشق | پیری مین بہی ہوا ہی کہین نوجوانکا عشق
وارفتہ کر چکا کئی سرو روان کا عشق | دنیا کا یون تو شوق ہی سارے جہانکا عشق

۳۶

پابند آدمی نہ مقید پری سے ہین
اچہا مکان ہی ہو تو عاشق اسی کی ہین

عہدی سوا کچہ ایسی طبیعت نہ آئی تہی | پہلے ہین اسقدر یہ محبت نہ آئی تہی
قامت کی عشق مین تو قیامت آئی تہی | بیمار ہیر کی اوٹہنی طاقت نہ آئی تہی

۳۷

انسان ہی تو ہی کبہی ایسا بہی ہوتا ہے
قصدین بہی کہلتی ہین کبہی سودا بہی ہوتا ہے

فرہاد کا نہ نام تو قران درمیان | شیرین سی بہی زیادہ ہی شیرین ہاری جان
پتہر ہوا رہیگے وہی ڈہونڈے خداکی شان | قربان ایسی عشق کے کیسا امتحان

۳۸

خود بہی ذلیل عاشق غمخوار بہی ذلیل
گل بہی ذلیل بلبل گلزار بہی ذلیل

ہمسا اگر آتی تھیں ملنا محال ہے | بیچا ہی اوسکا جو ہیرو خیال ہے

صورت کا ایک رنگ رہے کیا مجال ہے — ہر آفتاب حسن کو آخر زوال ہے

ادنا بھی ہو تو آپ سے بہتر ہے جانیے
ذرہ بھی ہو تو مہر منور سے جانیے

اب کیا بہت دنون سے طبیعت اوچاٹ ہے — تلخی مرگ آج کل افیون کی چاٹ ہے
کشتیٔ عمر تیغ تغافل کے گھاٹ ہے — تمسے جدا کیا ہمین کیا خوب کاٹ ہے

دشمن ہوا کہ جہان کے تم دوست کسکے ہو
تلوار ہو اوسی کی ہو قبضے مین جسکے ہو

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے آٹھون پہر بہم — منہ دیکھنے کو اوٹھتے تھے وقت سحر بہم
جاتی جو ہر طرف تھا گہر مین تمہارے سحر بہم — اندھیر ہی کہ اب نہین آتے نظر بہم

جاگے جو وصل یار مین تقدیر سو گئے
اپنی تو ہر طرح سے غرض صبح ہو گئے

واسوخت دوم

نالہ مین دم ہی بہت عشق سے جی جاتا ہے — زندگی تلخ ہے اب روح بھی بیزاری ہے
نام لیتے تھے جسکا وہی بیماری ہے — سیکڑون اسمین گئی اب کی مری باری ہے
سخت بیمار ہون یہ سال بھی بھاری ہے — لکھنو چھوٹتا ہے کوچ کی طیاری ہے

وقت آن است کزین وادی فنا در گذریم
کاروان رفتہ وما نیز براہ سفریم

ہائی ہے شام سے کوئی دوا راس نہین — نکلے جاتے ہین ابھی تیری لو پاس نہین
مر کے جانے سے رہا ہین کسی پاس نہین — طاقت اوٹھنے کی نہین ہو کہ بہین سانس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین — کیا تعجب ہے کہ تجھکو بھی ملا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

یہ ستم دیدہ و دلخستہ ترا ہی ظالم
کیوں مرے قتل پہ باندھی ہے کمر ای ظالم
یاد کرتا ہوں تجھی آٹھ پہر ای ظالم
ایسی بیماری کی ہے جلد خبر ای ظالم
او نہ کیا آہ کا دنیا سے اثر ای ظالم
تو نے چھینے مرے دل کیا ویسے نگر ای ظالم

از سر بالین من خیز ای نادان طبیب
یار شوریدہ مرا چشم ہم از سر بیچارہ

آخر اس ضعف کی یہ شکل ہوئی ہے میری
اب یقینی ہے کیا قضا پہنچ آئی ہے میری
ہوش گم ہوش ہوئی اب تو صدا ہے میری
پہنچ جلتی ہی رہی بستی بھی کلا ہی میری
تو کہ منظور ہوئی ویسی جدائی میری
ہاتھ پہنچی اب نہیں اس کو بھی رسائی میری

عاشق از عاشق غمناک نمی باید بود
جان من این ہمہ بیباک نمی باید بود

میں ترے ہجر میں دنیا سے گذر جاؤنگا
اپنے ارمان کو جی ہی میں لیے جاؤنگا
آپ جانیں کہ میں سر کو بھی اب دیجاؤنگا
آپ سمجھے کہ عاشق ہوں نہیں نام کو کر جاؤنگا
کیوں ہیں عاشق ستمگر نہیں نام کو لیجاؤنگا
دیکھ لینا میں نگاہ کا شکل اسی جاؤنگا

من اگر شیفتہ و شوریدہ و بدنامی ہست
سر زلف تو پریشان و خود کامی ہست

سبز پہ ہم ہیں ستم کوش بنا کر ہمیں
دیر سے ہوش میں اب نظر آتے ہمیں
اف نہ دل جانا اب کہیں ملک الموت لگے ہیں
مر گئی جان تو فرمان اپنا جگر تو
پھر دیا کیوں مجھے یہاں اتنا تو
آپ فرماتے کہ کس طرح ہمیں ہمیں

۷

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاشقم چارۂ من چیست چہ تدبیر کنم

ہجر میں بن تیرے پڑتی ہی کوئی بات مجھے — وصل کا دھیان رہا کرتا ہی دن رات مجھے
ہر مہینا مرے رونے سے ہی برسات مجھے — دی خالق نے عجب طرح کی اوقات مجھے
سب تکلف نظر آتی ہیں خرافات مجھے — وصل ہونے کی بتاؤ تو کوئی گھات مجھے

۸

دردی ہست کہ حیرانم و تدبیرم نیست
عاشق بی سر و سامانم و تدبیرم نیست

رات فرقت کی نہ دیکھی تھی ہر گز آج تلک — روکی کاٹی نہ تھی ایک ایک گھڑی آج تلک
نہ لگائی تھی یہ ساون کی جھڑی آج تلک — نہ سہی تھی یہ بلا اتنی کڑی آج تلک
سینے کھائی تھی یہ پلکوں کی چھری آج تلک — یہ مصیبت نہیں واللہ پڑی آج تلک

۹

آنچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نہ کرد
ہیچ سنگین دل و بیدادگر این کار نہ کرد

کب تلک تجھ سے جدا رات دن اے حور رہوں — کب تلک ظلم سہوں چپ رہوں مجبور رہوں
کب تلک عاشق ہو کے آپکی مشہور رہوں — کب تلک خالی محبت میں بھلا چور رہوں
کب تلک وصل کی امید میں مسرور رہوں — کب تلک پاس رہیں غیر میں یاں دور رہوں

۱۰

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

تیری محبت میں تو ہستی کو کبھی بار نہ تھا — تجھ پہ ہنستا تھا دن رات یہ بیمار نہ تھا
سامنے تیرے کبھی عشق کا اظہار نہ تھا — اس طرح وصل کا ایسا بھی اقرار نہ تھا
تجھ سے ملنے کا کبھی آپ کو انکار نہ تھا — دل کسی اور کا بالوں میں گرفتار نہ تھا

۱۱
کس درین سلسله غیر از من دلبند نه بود
یک گرفتار ازین جمله که هستند نه بود

ہمنے مغرور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے | اے پری حور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے
اس قدر چور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے | نشہ میں چور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے
رنج منظور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے | سب میں مشہور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے

۱۲
بس که کردم همه جا شرح دل آزاری تو
شهر سرگشت ز غوغای تماشائی تو

تجھسے دم بھر کی جدائی نہ کبھی ہوتی تھی | رات دن ایسی لڑائی نہ کبھی ہوتی تھی
لوگوں میں میری برائی نہ کبھی ہوتی تھی | چھپکے غیروں سے صفائی نہ کبھی ہوتی تھی
نارساؤں کی رسائی نہ کبھی ہوتی تھی | گھری میں ساری خدائی نہ کبھی ہوتی تھی

۱۳
این زمان عاشق سرگشته فراوان داری
کی سر برگ من بی سر و سامان داری

یاد آتی ہیں وہ دن جنمیں اکثر ہمکو | رات دن وصل سے فرصت تھی دم بھر ہمکو
جانا ملتا نہ تھا گھر سے تیرے باہر ہمکو | اب نئی رنگ کہاتا ہے مقدر ہمکو
ایک بوسہ نہیں ہوتا ہے میسر ہمکو | گالیاں ملتی ہیں غیروں کی برابر ہمکو

۱۴
پیش تو یار تو و یار کسی هر دو یکیست
عزت مدعی و حرمت من هر دو یکیست

تیرے حرفوں کو جو آگاہ غلط سمجھے تھے | یار وفا سمجھے تھے واللہ غلط سمجھے تھے
دی دیا مفت میں دل آہ غلط سمجھے تھے | کیا بری چیز ہے یہ چاہ غلط سمجھے تھے
اب نہیں جانی کی اور اس راہ غلط سمجھے تھے | خیر قصہ ہوا کوتاہ غلط سمجھے تھے

۱۵

جان من سنگدلی دل بتو دادن غلط است
چشم امید براہ تو کشادن غلط است

روز کی ظلم سہون جان کہاں تک کب تک
دل کو وحشت رہی ہر آن کہاں تک کب تک
پھیرون گیسون مین پریشان کہاں تک کب تک

وصل کی رات کا ارمان کہاں تک کب تک
ایسی چاہت کی ہی قربان کہاں تک کب تک
صاحب اللہ نگہبان کہاں تک کب تک

۱۶

چون چنین است پی کار دگر باشم بہ
چند روزی پی دلدار دگر باشم بہ

خوبصورت ہین زمانی مین ہزارون ملتے
بیمروت ہین زمانی مین ہزارون ملتے
کج طبیعت ہین زمانی مین ہزارون ملتے

صاف رنگت ہین زمانی مین ہزارون ملتے
بی محبت ہین زمانی مین ہزارون ملتے
لوگ آفت ہین زمانی مین ہزارون ملتے

۱۷

نخل نوخیز گلستان جہان بسیار است
گل این باغ بسی سرو روان بسیار است

یہ تو فرمائیے صاحب حقیقت کیا ہے
جو کچھ مال نہ ہو اوسکی محبت کیا ہے
پھیر رہنے مین نزاکت کے لذت کیا ہے

آپ کیا مال ہین اور آپ کی صورت کیا ہے
بیمروت سے گلا کیا ہی شکایت کیا ہے
آپ کو پیار کرون کیون مری شامت کیا ہے

۱۸

سر ہم تا بسجود بت دیگر باشم
بارہ اگر سجدہ کنم پیش تو کافر باشم

پیار کرنیکی کی تمھین قدر نہ کیا جانو
عشق ہوتا نہین ہوتی ہی قضا کیا جانو
ایسی کمسن ہو بہت نام خدا کیا جانو

بی وفا ہو کسی کہنے ہین وفا کیا جانو
کیونکر آتی ہی بلا جانی بلا کیا جانو
بی نمک آدمی ہو تم یہ مزا کیا جانو

١٩

ورو من کشتۂ شمشیر بلا میداند
سوز من سوختۂ داغ جفا میداند

بہت گیا دل تری باتون سی محبت نہ رہے
اب وہ چاہت نہ رہی اب وہ طبیعت نہ رہے
صدمے پر صدمہ اٹھا ہجر مین حالت نہ رہے

دلمین خاک اوڑتی ہی اب نام کو الفت نہ رہے
پیار کرنے مین جو لذت تھی وہ لذت نہ رہے
اب تری کوچے مین آنے کی بھی طاقت نہ رہے

٢٠

مدتے در پے عشق تو دویدیم بس است
راہ صد بادیہ در بریدیم بس است

اب کسی اور کو ہم پیار کرینگے واللہ
تیری الفت کا نہ اقرار کرینگے واللہ
نام لینی سی تری عار کرین گے واللہ

اب تری ملنے سے انکار کرینگے واللہ
بلکہ ہر بات مین تکرار کرین گے واللہ
دل کہین اور گرفتار کرین گے واللہ

٢١

چارہ نیست ندانم بہ ازین راے دگر
کہ دہم جا بسے دگر دل بدل آرای دگر

اسی پری ایسا جلاؤن کہ تجھی خاک کرون
ایکا یا کرنی پہ گریبان کبھی چاک کرون
سخت کڑھون تجھی بالکل اوسی چالاک کرون

قطع کرکے تیری اوس جور کی پوشاک کرون
سامنے تیرے اوسے چھیڑ کے بیباک کرون
تو سہی اپنی طرح تجھکو بھی غمناک کرون

٢٢

بعد ازین رای من انیست چنین خواہد بود
ہست سر این ستم والبتہ چنین خواہد بود

ای صنم اسکی سوا اب کوئی تدبیر نہین
دل لگا کر کہین لاؤن تمہین تاثیر نہین
حال جو ابکا ہی قابل تحریر نہین

اس سی بہتر کوئی معشوق کی تعزیر نہین
صاف باتین ہین یہ کچھ پیچ کی تقریر نہین
اوسکی تقصیر ہی کچھ آپکی تقصیر نہین

این ندانست که قدر همه یکسان نبود
زاغ را مرتبهٔ مرغ غزل خوان نبود

واسوخت سوم

نئی انداز کا واسوخت سناتی ہین تمھین — گرما گرمی یہ طبیعت کی دکھاتی ہین تمھین
جسقدر ہمکو ستایا ہے ستاتی ہین تمھین — دیکھنا یا تو نہین کیا تجھے بتاتی ہین تمھین

۲
صحبتین گرم رہین جشن مبارک صاحب
ضبط کی تاب نہین چپ رہین کب تک صاحب

دل بیزار ہین غصے مین بھرے بیٹھے ہین — اب تلک آپکی باعث سی ڈرے بیٹھے ہین
وہین بیٹھے ہین جہان کی خبر بیٹھے ہین — اپنی دانست مین سب عمر مری بیٹھے ہین

۳
دیکھنا کاٹ سروہی کا دکھا دینگے آج
لال کوٹھے ترے گھر یکو بنا دینگے آج

مین بہت رنج مین دو چار کو پا جائینگے ہم — تھا غصہ ہے رقیبون پہ اتارینگے ہم
آپ کیا آپ کے گھر سے سنا رہینگے ہم — گالیان دیکے ابھی سبکو پکارینگے ہم

۴
پاس بیٹھو نہ لگاوٹ سی ہو دور ہی سے
دور ہو سامنے سے دور ہو دور ہو

آج سے بات نہ کرنا یہ سمجھے بیٹھے ہین — بات کرتے ہو سے دریا بیٹھے ہین
دم محبت کا نہ بھرنا یہ کہے دیتے ہین — اب انہین لوگون پہ مرتا ہے کہے دیتا ہین

۵
خوب صحبت ہی تمھین واہ اسی قابل ہو
اپنے قابل نہین واللہ اسی قابل ہو

ہمنے معشوق بنایا تمھین محبوب کیا — اوسکے بدلے مین سلوک آپنے کیا خوب کیا

بی حجاب آور وہی ہو کر مجھے محجوب کیا ۔ تمنے جو امر کیا وضع سے معیوب کیا

۶
آگے اس طرح کی صحبت نہ رہا کرتی تھی
آگے اس طرح برانڈی نہ بہا کرتی تھی

لگے کہنے یہ طور نہ تھا آپ جو غضب ہوتا ہے ۔ کثر ایک ایک سے اسم طلب ہوتا ہے
سبلے پیسے چھین پڑے تمکو یہ کب ہوتا ہے ۔ نہیں معلوم کہ کون اسکا سبب ہوتا ہے

۷
ہیں بڑی غیر ونکی لوگون نے بگاڑا تمکو
چھوڑ کر کب کے مری گھر سے اوکھاڑا تمکو

تھے اسطرح سرافراز نہ ہوتے تھے کبھی ۔ آنند دیکھ کے سونا زنہ ہوتے تھے کبھی
ہاں ہوش اسطرح مری راز نہ ہوتی تھی کبھی ۔ سحر کی باتون سے اعجاز نہ ہوتے تھے کبھی

۸
اون دنون میں تری صحبت کا تو یہ ڈھنگ تھا
جوڑ باز ایک نہ تھا ایک عجب رنگ تھا

پھر کی بات کہاں ذہن نشین ہوتی تھی ۔ ابر ہوتا تھا مگر برق کہیں ہوتی تھی
ٹھاٹ لونڈی کی بھی جب نوبین ہوتی تھی ۔ فتنا جب کہا تمکو کہتے تھے نہیں ہوتی تھی

۹
چھین ساڑی کی نہ اسطرح بھرتی تھی
نہ بیان یا قوتیون سی یون بھری ہوتی تھی

صاف تو یہ ہی پیشانیہ لرزک کاہی کو تھی ۔ صاف تو یہ ہی کمر میں یہ لچک کاہی کو تھی
صاف تو یہ ہے یہ زنگت میں چمک کاہی کو تھی ۔ صاف تو یہ ہی کہ یہ نوک پلک کاہی کو تھی

۱۰
اگلی اس طرح بدن میں کبھی بو باس نہ تھی
منھہ کہتے میں جیسے آب گئے تری پاس نہ تھی

کو آج ہم آگے بھی دھیوڑی میں کھڑے رہتے تھے ۔ لوگ اس طرح نہ کمرے میں پڑے رہتے تھے

روکنے کے لیے ویران گھر سے بیٹھے تھے | چاہنے والے نہ گلیون مین آکے رہتے تھے

۱۱
لگے اس طرح کسی سے نہ لڑی تھین آنکھین
سب کی آنکھون سے تو آگے بھی بُری تھین آنکھین

دیکھنا تمکو نہ آتا تھا دکھانا کیسا | یہ نہ معلوم تھا ہوتا ہے نشانہ کیسا
جھوٹھی قسمین کسی کہتے ہین بہانہ کیسا | منہ سے آواز نکلتی نہ تھی گانا کیسا

۱۲
دل کے لینے کی کوئی گھات بھی معلوم نہ تھی
بات کرنے کی کوئی بات بھی معلوم نہ تھی

اب تو کیا کیا نئے انداز نکالے تم نے | واہ کیا ڈھونڈھ کے دمساز نکالے تم نے
آشنا سارے دغاباز نکالے تم نے | نئے اعجاز نئے ناز نکالے تم نے

۱۳
کسی طرح دل مین سمائی ہے خدا خیر کرے
کس طرح وضع نبائی ہے خدا خیر کرے

اذیت بھی نہین آپکو مسی لگا کے دیکھ لیا | پیار کرکے تمھین جس جس نے پرکھ لیا
اب زیادہ نہین شیشے کو بھی سرخ دیکھ لیا | خوب سا دیکھ لیا آپ کو مین دیکھ لیا

۱۴
اپنی صاحب سے ملاقات نباہین کب تک
تم مرو اور کسی پر تمھین چاہین کب تک

ہو نہ مغرور کہ ہم پر بھی بھی عالم تھا | یاد تو کیجیے کچھ آپ سے بندہ کم تھا
جیسے لیلیٰ ہو تم مین بھی یونہین مجنون تھا | آج تک کہتے ہین سب لوگ عجب جم تھا

۱۵
جب یون ہین حسن سے مغرور تھے ہم تم دونون
لکھنؤ مین یون ہین مشہور تھے ہم تم دونون

بلکہ رنگ آپکا بدلا ہم تمہاری رنگت سے | آئینے مین نہین ملتا تھا کسی صورت سے

آئینہ دو دو پہر دیکھتے تھے حیرت سے
لوگ سب ڈرتے تھے کہ سکتے نہ تھے ڈر سے

۱۶
سینہ پہ سر رکھتے تھے ہم شرم تمھیں آتی تھی
بات کرتے ہوئے رنگت سی اوڑی جاتی تھی

خود بخود روٹھتے ہم تمکو سمجھتے کیا تھے
کچھ تمہارے بیچ کا فکر تمکو سمجھتے کیا تھے
سیکڑوں دن روٹھتے تھے وہ ہم تمکو سمجھتے کیا تھے
روز کرتے تھے ستم تمکو سمجھتے کیا تھے

۱۷
رات بھر وصل میں رکھتے تھے لڑائی تم سے
صبح لیتے تھے خفا ہو کے رضائی تم سے

جاڑا دن روزوں کا کھانا تو ذرا یاد کرو
رات بھر میرا ستانا تو ذرا یاد کرو
پیچھے لیٹے ہوئے گانا تو ذرا یاد کرو
صبح تک یاد دن رہانا تو ذرا یاد کرو

۱۸
یہ تو کچھ بات نہیں بات کوئی یاد نہ ہو
اوس سے کہیے کہ جو ان باتوں میں آوے نہ ستاتا ہو

پاس تھی رات کا سونا بھی تمھیں بھول گیا
سینہ پہ لیٹے ہوئے رونا بھی تمھیں بھول گیا
وہ دوپٹے کا بھگونا بھی تمھیں بھول گیا
کیا مسہری کا بھگونا بھی تمھیں بھول گیا

۱۹
کیا ہوا غیر کی الفت میں جو بیہوش ہو تم
خود فراموش نہیں وعدہ فراموش ہو تم

اگلی باتوں کو ذرا یاد کرو یاد کرو
ترک منظور ہے بالکل تو وہ ارشاد کرو
منت برسوں کی ملاقات نہ برباد کرو
پھر نہیں ملنے کے ہم رو او کہ فریاد کرو

۲۰
شرط یہ ٹھہری نہ ملیں گے جو خفا ہونگے ہم
وصل ہوگا نہ کبھی ایسے جدا ہونگے ہم

جھوٹ منھ سے بھی جو نکلے کہیں آ کے تمھیں چھیڑتے ہیں
اپنی صورت پہ ہو مغرور تمھیں ہم چھیڑتے ہیں

عاشقوں کا ہی یہ دستور تمھیں چھیڑتے ہیں
ترک بالکل نہیں منظور تمھیں چھیڑتے ہیں

۲۱
اب بھی کچھ بات نہیں ہے جو منالو ہمکو
سبنے جو باتیں سنائی ہیں سنالو ہمکو

سنکے جلسے کی خبر آئی تھی سرشار تھے ہم
کیا ہوا مارنے پر غیر کے تیار تھے ہم
غصہ اس طرح کا تھا روح سے بیزار تھے ہم
آپ ہی کاہیکو تھے نشے سے ناچار تھے ہم

۲۲
منت میں آپ سے اور بھی ہولی تقریر ہوئے
بشریت تو یہی انسان ہیں تقصیر ہوئے

سچ اب جانی وہ صورت نہ پریشان کرو
بس اٹھو پھر خدا وصل کے سامان کرو
کوس تو کاٹ لو جو چاہو تو احسان کرو
دیکھو گھورو نہ بہت اپنی طرف دھیان کرو

۲۳
مجھسے بیفائدہ کی یہ خفگی جانے دو
بس رلایا بہت ایسے تو ہنسے جانے دو

تم جو ملجاؤ تو ہو عید ہمارے گھر میں
ہو چلیں وصل کے سامان تمھارے گھر میں
سجدے کرتے پھریں ایمان ابھی جاری گھر میں
حشر تک ہوں نہ رقیبوں کے گذارے گھر میں

۲۴
گھر سے نکلیں نہ کبھی اپنا جو گھر ہو دلمیں
عشق پیدا وہ کریں ہم کہ اثر ہو دلمیں

ہمسے ملجاؤ رقیبوں کو خفا ہونے دو
اپنے بیمار کی لازم ہے دوا ہونے دو
سایہ کی طرح سے دم بھر نہ جدا ہونے دو
زندگی تلخ ہی جینے کا مزا ہونے دو

۲۵
نہیں ملنے کے کہیں چاہنے والے ہمسے
سارے عالم میں نہیں چاہنے والے ہمسے

ہم وہ عاشق ہیں اگر تیرا اشارہ ہوجائے
ہاں کیا جان کا دینا بھی گوارا ہوجائے

تم بافندہ بھی سب کنارہ ہو جائے | چھوڑ دین گھر ترا کوچہ ہمین پیارا ہو جائے

٢٦
ہم وہ عاشق ہین ہتھیلی پہ ہمیشہ سر ہے
جان مانگو تو اسی وقت کہین حاضر ہے

خود گلا کاٹ کے مر جائین اگر مرضی ہو | ابھی کوٹھی سے اتر جائین اگر مرضی ہو
مر کے اس کوچے سے گھر جائین اگر مرضی ہو | منہ سے جو کہتے ہین کر جائین اگر مرضی ہو

٢٧
آزما لیجئے اسمین بھی نہین بند ہین ہم
آپ راضی ہون تو باللہ رضامند ہین ہم

خوب اسوخت کہا آپ نے واللہ سحر | اپنے غصے سے کیا خوب اٹھا ہنین گاہ سحر
ملنے کی نکالی یہ نئی راہ سحر | توڑ کے بند کہی صل علی واہ سحر

دل جلانے کی یہ تدبیر نکالی تم نے
مار رکھنے کی یہ تقریر نکالی تم نے

قصیدہ اول

ہو گئی اور ہی کچھ اب تو ہوائے گلزار | دھوم ہی آئی بہار آئی بہار آئی بہار
باغ مین ہونے لگی خانۂ عشرت طیار | ہر رگ تاک نظر آئی طناب معمار
بارہ دریون مین لگائی گئی جھاڑ اور شیشے | چلمنین سبز بندہی ہین پردے گلابی گلنار
جابجا ہونے لگی اطلس و مخمل کے فرش | چھتین سبز سے بنائی گئین سب بنا کار
سرخی کوٹی گئی ہر ایک روش اور پہ | مہندی کتری گئی چھانٹی گئی سرو گلزار
سیلیے سینچنے لگی صاف ہوئی صحن چمن | باغ سے دور ہو برگ خزان کی انبار
باغبان سینچنے ہاتھو مین لئے ہے پانی | قد آدم سے نکلنے نہین پائی اشجار
پھول چننے مین ہین مصروف ہر اک گلچین | ختنہ صیاد مین گلشن مین ہین مشغول شکار

ٹھنڈی ٹھنڈی ہے ہوا چھائی ہے گھنگھور گھٹا
مینہ برستا ہی جھما جھم کبھی کھلتا ہی
کیاریان ساری ہین لبریز لبالب ہین جوہر
نہرین دریا ہوئی ہین ڈوبی ہین سبزے نوار
کوئلین کوکتی ہین بول رہی ہین طاؤس
کبھی بے ساختہ کرتا ہے پپیہا پی پی
حکم ہوتا ہی یہی باغ کی داروغہ کو
تیاریان ٹہنی کی انگور کی خوشون پہ چڑہین
جا بجا باغ ہین اس طرح کی تصویرین ہین
جانورون سے لدی ہین بیٹھے ہوئے ہم ہم ہو
قہقہے رند لگاتے ہین شجر ہین نہالون ہین بپا
ہیبت و دست سبو پیر مغان ہوتی ہے
واہ رے رنگ ہوا واہ رے تاثیر بہار
کہتے ہین پیر مغان کہولکی دل پہ لو سبزا
رات دن جشن ہین چلتی ہین شراب ہین بیر آ
نشہ مین چور ہین سب اہل ہی ایک ایک پری
دو دن ہین کہتے ہین آباد رہے صحبت یار
عیش و عشرت کی جو سامان ہین موجود ہین
کہین مینا ہین شراب اور کہین بوتلکی پلیٹ
گانا ہوتا ہے کہین ناچ کہین ہوتا ہے

رہ رہ کے انکی سہوتی پڑتی ہین مینہ پھوار
کبھی گھر آتی ہی بدلی کبھی پڑتی ہی پھوار
باغ سیراب ہین سرسبز ہوئی ہین اشجار
نظر آتا نہین اس پار کا سبزہ اس پار
جاتا ہی قرقرونکا شور فلک پر ہر بار
چہچہے اپنے سناتی ہی کبھی بلبل زار
چاندنی کی شب مہتاب ہین کہین بہار
بادلے اور تیاری سے منڈہو سب اشجار پہ
کبھی کیسے پاس ہوا پان کسی کو پائین شمار
کیون نہ انسانکا دل اوہو بنا ہم ہو نیار
جس طرف دیکھیے اب چار طرف ہی یہ بہار
زاہدون نے بھی کیا بادہ کشی کا اقرار
محتسب کہتی تہی جسکو وہ ہوئے ہین میخوار
شیشے کیا مال ہین کہہ ہین قرابے طیار
نہین ہے شوق سی خالی کوئی آغوش کنار
رنج فرقت نہ کسی کو بھی نہ خوف اغیار
بادشاہی کی ہوس ہے نہ خدائی درکار
باغ مین باقی نہین ہو جیسے ہو درکار
شیشہ و جام سبو ساقی نہ مے یان ہو لا
کہین پایین کی لگی ہے کہین آواز ستار

کوئی جا باغ مین خالی نہین ان جلسون سے
جس طرف کوئی نہین ہے تو وہان ہی یہ بہار

والیان سننے بجاتے ہین صبا تا ہی
گائی جاتی ہی چمن مین غزل بلبل زار

کیا غزل ہی کہ نہ دیکھی نہ سنی آج تلک
رنگ سے ہی رنگ ہی ہر شعر مین جیسے بہار

گوش گل جسکو سنین دیدہ نرگس دیکھین
ای مسیحا سننے کے قابل ہین یہ رنگین اشعار

غزل

چمن دہر مین ہوتی ہی یہ تعظیم بہار
سرو قد سبکو اوٹھاتا ہی ہوئی گلزار

دامن یوسف ابر آج نہین بچنے کا
بیٹھے ہین دست زلیخا کی طرح دست چنار

آسمان ابر بنا باغ مین آنے کے لیے
سیر کرنیکو ہوے سارے ثوابت سیار

روی گلہای چمن سرخ زمین کیون ہو آم
نشہ زر سے ہے او نشا کہ نہین جسکا اوتار

کون ہی وہ جو نہین محو تماشای چمن
سرو کیا بھول گئے آب دوانکی رفتار

ہی عجب طرح کی تاثیر ہوا مین بلبل
کسی معشوق کو عاشق سے نہین ہی انکار

غزل بلبل شیدا جو سنی ہی مسیحا
باغ مین دیکھی ہی جیسا ہی تماشے یہ بہار

باد کا جام سخن سی ہو جو مین انگبین گلنار
طبع رنگین کو ہوا گلشن مضمون درکار

پھر تو اب کہا ایسا قصیدہ پیش
جسکے ہر لفظ پہ قربان ہین گل لاکھ ہزار

ہوی سر مین ہی یہ خوشبو کہ دردہ سر
مشک ختن کو پسینے مین بہا عطار

آج کس لطف سے دیکھی ہی سوار حضور
روش باغ پہ جس طرح پھرے باد بہار

یہ ہوادار نہین تخت سلیمان کیسے
موج ہی شہر سے پیادہ ہی اڑتی ہین کہار

کیا جھکتی ہوئی رنگین پلی ہے و ہر ہی
کرتیان پائی ہین بانات شفق کی گلنار

خوبصورت ہین یہ سب شک پری سے پیکر
پگڑیان شعلہ خورشید ہین گیسو شب تار

نور کی چال ہی خود نور کی ہین نور ہی گھوڑے
جو کھڑے ہون تو ثوابت ہین چلین تو سیار

کیا سبک خیز ہین مانند ہوا جاتی ہین
راہ خوابیدہ قدم سے نہین ہوتی بیدار

رعد کیطرح سے آواز لگاتی ہین نقیب
جھومتے آتے ہین ہاتھی روش ابر بہار

جاتے جاتے ہین چمکتے ہوے بجلی کیطرح
آنکھ آہو کی جھپکتی ہی یہان وقت شکار

کیا سواری ہی کہ دریا کیطرح جاتی ہی
کبھی اس پار ہین جاتے تو کبھی ہین اوس پار

دیکھی صحرا مین سواری تو کہی قیس نے روح
شتر اسوار ہین لیلی کیطرح ناقہ سوار

کہکشان سی فلک پیر کو کہتے ہین فقیر
پیچھے پیچھے جاتا ہی یہ تھیلی بردار

تھا جو ہمراہ وہ ہر سمت ہی شمع سر طور
نقش ہی ہوسی کیطرح چشم تماشا ہر بار

تھا صیون کی بھی غلافون مین عجب عالم کچھ
آستینون مین ہی جسطرح میان بازوی یار

کیا سہاوون مین جب ابرو کا اشارہ پایا
ٹوک کر چھین لیے ترک فلک کی ہتھیار

توسن فکر کی لو باگ سحر اور طرف
کیون مکدر رہو سواری مین کہ اوٹھا ہی غبار

مثنوی ہی کہین لکھی ہین قصیدے ایسے
حرف تقریر مسلسل مین نہین ہین بیکار

قصیدہ دوم

ہو گئین لالہ و سرائندہی کی گھٹائین ساون
آج کل باغ پہ عالم ہی گھٹا پر چھتا

ہای کیا ابر ہی کیا باغ ہی کیا سبزہ ہے
بوندیان پڑتی ہین چلتی ہی ہوا ایسی سنسن

باغ بھر مین نظر آتی ہین کنول اُگی سے
صاف تالاب مین ڈوبے ہوی شبو کی چمن

سبزہ ہوتا ہی کہ اوڑتے ہین ہوا مین پتے
اور جھک کے آتے ہین جو منہ تو کیطرف ہی گلشن

پانی یون بہتا ہی ہیگا ہی شہر اور بن پر
دہوپ دہلائی روشین صاف ہین جیسے جبین

آنکھ ہر بار سے ملتی ہی طبیعت کی طرح
چکنی رانونکا سا عالم ہی جہان ہی پھسلن

باغبان تو جھکے کرتی ہین کہ پانی کے لیے
خوف سے لال گہرونکا نہ ہو سیلی روغن

اسقدر ہیا چمن ہے کثرت شگوفہ و سمن
انتہا ہی کہ جگہ نالۂ بلبل کے نہین
مثل لب ہین ثمر ہی مثل عقیق ثمر ہی
دستہ گلچین مین جو دانہ کوئی ہو جاتا ہے
موسم بار بوری ہی یہ فضا کی دن مین
خوف رہتا ہی یہی شہر کے معشوقونکو
بارہ دریون مین یہ آئی ہی جگہ بجلی کی
کیا گھٹا چھائی ہے کیا کوند رہی ہی بجلی
جسطرف دیکھیے گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دود ہوان دہار گھٹا ہی وہ اندھیر گھپ ہے
کسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھوکے
ساری کرتی ہین چلی آتی ہی مینہ کی بوچھار
مینہ برسنے کی ہے آواز ہوا کا غل ہے
ہر شجر ہے قد محبوب کی موزونی سے
ابر بار بار ہا ہی سب جھول رہے ہین
جا بجا گلیار یون مین ناچ رہی ہین طاؤس
کیا لگا لیتے ہیں پائین ہین خوش آوازون
السے گا ... سنگھے نہ یہ سیلانے دیکھے
دادرے نوک پاک واو رہی گویا گہی
سر کے تعویذ قیامت ہین بلا ہین پتے

لین جا ہی بہی لعل کہلتے ہین غنچونکی دہن
جسطرح سے کہ گلستان مین ہین جا ہی سخن
ہو تیا پہولا ہی ہو غنچون پہ نہین در عدن
شاخ انگشت نکل آتی ہی یا شاخ سمن
پہر کلیا سہلتے ہین ان فورونمین پہلتے ہین بدن
شجر قد مین نہ ہریالی کے سبب فرق
شبہہ ہوتا ہے کہ سب جہاڑ ہوے ہین
جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن +
کبھی دن ہو کبھی دیکھے نہین سورج کی کرن
شمع سوجھی نہ پتنگونکو اگر ہو روشن
چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون
پھر اسطرح سے جھکے جاتے ہین جسطرح دلہن
بھیگنے سے نہین باقی کوئی پیچ و چلن
شور سے پپیہا اوٹھا ہین چمن مرغ چمن
آج کل ہو سب پہ ہی سبزہ خط کا جوبن
رات کے دھوکے سے لگتے ہین کوئی آئینہ
رنڈیان گاتی ہین ہر پیڑ کے نیچے ساون
نور کی صورتین ہین نور کی ہین سنگھے بدن
پیکر گوری کے نیچے نہ پڑے سامنے تن
ظالم کی جھانولیان اور ستم کی چتون
اونچی چولی ہی غضب قہر ہے پتلی گردن

جوڑی ہی ہر رنگ کی پہنے ہین معرق بیچ — ابر مین رنگ کہاتا ہی شفق کا جوبن
صاف بجلی سی چمکتی ہی بنت پاچون کی — ہر دوپٹی کی کرن صاف ہی سورج کی کرن
طائفے ناچتے ہین چل رہی ہین وہین کلاسر — ارسنی سیلا بجاتی ہین فرنگی ارگن
باغ نواب کا تا حشر ترو تازہ رہے — جھولین ہر سال سحر آ کی منائین ساون
نجم اقبال رہے صورت مضمون بلند — جب تلک ہر مین ہی تذکرہ شعر و سخن
مصرع قامت انسان ہی زمین پر جبتک — مطلع مہر ہی جبتک کہ فلک پر روشن

قصیدہ سوم

ایک عالم ہی ثنا خوان حسام الدولہ — آج کس پر نہین احسان حسام الدولہ
سجدہ قول کا پورا نہین ایسا کوئی — واہ کیا بات ہی قربان حسام الدولہ
بات جو منہ سی کبھی ہوگئی پتھر کی لکیر — صادق الوعد غلامان حسام الدولہ
قبر مین روح ہلالی کی یہی کہتی ہے — سر مرقد ہے دیوان حسام الدولہ
اس مروت کا کبھی انسان نہ دیکھا نہ سنا — ساری اوصاف ہین شایان حسام الدولہ
منزلت دی ہی خداوند جہان نے ایسی — ہی فلک زینہ ایوان حسام الدولہ
کیون نہ حصہ ہو بھلا خاصہ سلطانی مین — اک نہ اک روز ہی مہمان حسام الدولہ
سچ تو یہ ہی کہ یہ نیت کی ہی ساری برکت — ہوگا خالی نہ کبھی خوان حسام الدولہ
جسکا جو ظرف ہی ملتا ہی موافق اوسکے — غیب سی ہوتی ہین سامان حسام الدولہ
ہر مراد کا دل پیچ مین آجاتا ہی — زلف ہی سلسلہ جنبان حسام الدولہ
فیض و بخشش کا یہ پھل ہی کہ ثمر لاتی ہین — ہر سب سرو گلستان حسام الدولہ
واہ ری فہم و فراست کہ فلاطون حکیم — ایک ہی طفل دبستان حسام الدولہ
دبدبہ ایسا ہی آجاتا ہی جو دارا بالغرض — چوبے روکری دربان حسام الدولہ

کیسی مضمون بلند عرش کی تاری توڑین — ہم وہ ہین تابع فرمان حسام الدولہ
لکھنو کی شعرا مین سے یتا ہی اپنا — وہ ہین شرمندہ احسان حسام الدولہ

قصیدہ چہارم

تمام ہند سے تھا جان لکھنو اپنا — ہمارا خسرو جمجاہ جان عالم تھا
جہان ہی گویا قالب بیجان کسی بین نہ جان نشین — فراق موت سی بدتر ہی اوس مسیحا کا
اگر ہزار برس کرائیگا فلک گردش — پھر اس صفات کا ہوگا نہ آدمی پیدا
یہ موزون سی کی طبیعت مین خاکساری تھی — وہ مہر تھا کہ ہر ابو تراب کا ذرہ
مصاحبون مین تھی سب لکھنو کی چیدہ لوگ — ہر ایک شہرہ آفاق و شاعر غرا
ہر ایک ثانی ابو الفضل و فیضی و عرفی — نہ ہوگا اکبر اول کا نورتن ایسا
عجیب مجمع اہل کمال تھا افسوس — ہزار حیف وہ صحبت فلک نہ دیکھ سکا
نہ چوتھی کا کہین جلسا نہ چہلے کی صحبت — جہان مین شادی و غم دونو کا مزا نہ رہا
نہ پانچون وقت کی نوبت نہ وہ دیوان نہ شجر — نہ توپ چلتی ہی اب ہی غضب کا سناٹا
جہان مین صاحب چھپر کی ہی یہ بیدردی — ٹکے ٹکے پہ بکین اصفہانیان کیا کیا
صفائی شہر کی ہی صاف صاف ایسی — کہ عورتون کی ہین پتلی یہ سب کا ہی نقشا
یہ انتہا کی صفائی ہوتی ہی گلیون کی — کہ لکھنو مین کسیکا قدم نہین جمتا
بھٹکتے پھرتے ہین گم کردہ کار انگلیطر — وہی تھی ہم کہ خضر کو بتاتی تھی رستا
جنھون نے راہ شریعت مین پاؤن کہا تھا — لیا انھون نے تو پہلے ہی کبھی کا رستا
مکان سیکڑون سڑکون کے لیے گردی مسمار — تمام شہر کا کچھ اور ہو گیا نقشا
کسیکا کہہ گیا آدھا کہین گری دیوار — چھپا کہین غایب کسیکا دروازا
جو کچھ خرید کو بازار تک گیا کوئی — وہان سے پھر کے جو آیا تو گھر نہ پہچانا

شکار صفت کا اب کھیلتے تھے اندار — کہ جنگل آہوون کا یہ شہر ہے گویا
یہ حکم ہے کہ نہ ہون چار آیکجا باہم — وہ دن گئی کہ شب و روز رہتا تہا جلتا
عجیب باغ تہا رشک بہشت ہر باغ — ہر اک درخت تہا میوہ کا عجب طوبا
نہال تعطر زان سے شبنم کی موتیون سے شفا — عقیق سرخ کی نگل تہی اور ...
چمن لطیف لطیفہ اسکو نفیس نفیس — وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ وادی
وہ لال لال گل سرخ و لالہ حمیرا — وہ زرد زرد زر گل ہرا ہرا سبزا
ہوا کی جہونکون میں بھی شبہ جان آتی تھی — حقیقتا دم عیسی تہی اوس چمن کی ہوا
جو ناک سا یہ دانہ انجم سے پہونچتی تہی کرن — بہار گل میں جہان چاندنی کرتا تہا
اگاگی وہ انہون سے سو اک چپکتے تھے — چمن کی خاک سے ہوتا تہا موتیا پیدا
پڑا جب اوسکی رخ صفا پہ غبار شب — بنفشہ خط رخ خال سے ہوا پیدا
بہار نسترن و ملکا کی بہار میں دیکھی — شکار فاختہ کو جب وہ سرو قد آیا
چمن میں جو چڑونکی دانون سے پیوان پہوہ — ہوا ئی باغ لگے صاف ہو گیا سبزا
ہر ایک بات سے شاخین جہان نکلتی تہین — سبھے قدونکا لب جو عجب ذخیرا تہا
زبان باغ میں تہا اتنا کا زور مہو — گواہ رکہتا ہون میں شیخ وقت اوسکا
کہ کرتی تہی چمن میں عشق کی تسبیح — تو دفعۃ شجری ہو گیا تہا سر دادا
صدای نغمہ سے گونجا ہوا تہا سارا باغ — ہر ایک شاخ سے آتی تہی نامبر کی صدا
غزل سرای بلبل صدای خندہ گل — شکست توبہ زہاد و قلقل مینا
صدای ساز و نوای مغنی و مطرب — وہ کوک کوئلون کی بولنا پپہیون کا
عجیب رنگ کا میلا تہا وہ اور ایجاد — گلے میں کسیکے نہ تہا گہر وانیا جوڑا
غرض فقیر سے تا بادشاہ سب یکرنگ — روش روش پہ نئی سج دہج سے تہا چلنا

وہ گھر بھیون مین نحل سگیات کر نکین
وہ جھکے رہین کے پریون کا تخت پر آنا

پکارتا تھا یہی رعد ساقیا برخیز
نگیر جام کہ ابر بہار آ پہونچا

وہ رحم شام مین واعظ کی کون سنتا تھا
فقط یہان تو سہارا تھا اوسکی رحمت کا

سما بھی ساون کی کیا جانا رنگا
غزل سحر کی یہ گاتی تھی جوش گلو کیا

غزل

غزل وہ پڑھتا ہون جسمین ہے رنگ خاص آیا
چمن مین جسکی قدر و نکا مین رنگ بلبل کا

بہار آئی مبارک ہو جشن نوروز ہے
پلا دے ساقی چھپا وہ جام گوہر کا

چمن مین بلبلیں کو صف بہار لکھتا ہون
قلم شراب کی ہو اور گلاب کا تختہ

شراب تلکے بکے سے بہار مین اسکی
نجومی کہتے ہین میزان مین آفتاب آیا

شکار کھیلو چلی کلکے چلکے دریا پر
نکل چکا ہی فلک پر سحاب کا خیمہ

یہ سبزہ لب جو دیکھتا ہی کیا شاداب
کہ غوطہ دیکے نکالی خضر نے سبز عبا

ہوا گھٹا سی اندھیرا جو صحن گلشن مین
تو عندلیب نے باتون کا چھاڑ باندہ دیا

ہجوم گل مین یہ غنچے نہین چٹکتے ہین
چمن مین گل کا کٹورا بجا رہی ہی صبا

جہان بہار مین آنسو گرے تھے بلبل کے
اوسی زمین پہ سنتے ہین سوتیا پہولا

چمن کے گرد ہون مہندی کی ٹٹیان طیار
گلون پہ ڈالتے ہی آنکھ نرگس شہلا

ہوئی کڑالی زر گل پہ باغبانون مین
نیا شگوفہ سے لو اور تازہ گل پہولا

یہ باغ جسکا ہی پل شبہ جنتی وہ ہا
حدیث مین ہی کہ دنیا نمونہ عقبا

سحر وہ مرشد کامل ہو خود تو ستے یکرنگ
تمام شہر کو بھی اپنے رنگ پر کھینچا

عجب ہے یا تو وہ میلے تھے یا یہ ویرانا
مقام ہو کا ہی کوئی نظر نہین آتا

یہ شہر وہ تھا پرستان اسکو کہتے تھے
جو قصر تھا وہ اکھاڑا تھا راجہ اندر کا

اوجاڑ اب یہ پرستان بی سلیمان ہے
کہین فراق حبیبون کی ہو تو دل وا

خوشی ہو عید کی نکلے کہین وہ عید کا چاند
دوبارہ روی ہمایون کا پہر ہو ر نمایا

صدا وہ ڈفلی کی کانون سی پہنچین یار
چلین سلامی کی توپین خدا کری ایسا

سٹرک پہ بار سہاری جمک کی پہر نکلے
شگفتہ غنچۂ دل ہون بہار ہی سا

ہر ایک کوچہ مین میلا اوسی طرح پہر ہو
خدا سے زور کسیکا نہین ہوا ہی بجا

مقام عجز ہی دم مارنے کی جا نہین
جو کچھ فلک نی دکہایا وہ آنکہ نے دیکھا

خدا ہی جانی نظر کسکی لگ گئی ایسی
ہنسی بہی آتی تہی رو دی جسقدر دیکھا

زمین پاؤنکے نیچے سے نکلی جاتی ہے
کہ شعر پڑہتی ہی ہی قدم نہین جمتا

یہین شہر تو سب اپنی اپنی حال مین ہین
نہین ہے آج کوئی اپنا روکنے والا

نہین تصور کسیکا یہ خوبی اعمال
مقام شکر ہے لازم نہین گلا شکوا

سجے وہ شعر پڑہے دل کو کہا دیا تمنے
اب آگے سننے کی طاقت نہین مرا ہی خدا

کوئی قصیدہ رنگین پڑہو کہ جی بہلے
وہ ذرہ دوست ہے جسکا ہو مرتبہ اعلا

وہ کون ہی کہ جناب منور الدولہ
وزیر ایسا نہ آگے ہوا نہ اب ہوگا

برب کعبہ خوش آمد سے مین نہین کہتا
زمانیکا ہی یہی قول ایک جہپر کہا

امیر ابن امیر و وزیر ابن وزیر
محب شیعہ و زوار سید الشہدا

صفائی قلب سی یکسان ہی ظاہر و باطن
غبار رفع نگہ سی ہی پاک آئینہ دل کا

جمال مہر کا مریخ کا جلال ملا
کمال ماہ کا پایا تو عرش کا رتبا

زیادہ کیجیے تعریف جسقدر کم ہے
کہ ایک ذات مین لاکھون صفات ہین پیدا

علاوہ جمال فلک بارگاہ کیوان حشم — قمر رکاب ہے انجم سپاہ نام خدا
نثار شوکت و جاہ و جلال عظمت و شان — شکوہ و حشمت و دولت عطا و جود و سخا
ہنر سپہ گری و عدل گستری و کرم — تجربی و عنایات میں کہوں کیا کیا
فروتنی و تواضع و انکساری و تحمل — بقدر دانی و جوہر شناسی یکتا
نصیب دیدہ و فتح و نصرت و اقبال — بیان کی نہیں حاجت جبیں سے ہیں پیدا
ملازموں میں ہیں کس کس کمال کے کامل — مصاحبوں میں ہیں ہیں بیشتر بے بدل یکتا
قمر کے پاس ستارے ہیں جیسے شمع کے گرد — قریب گل کے عنادل حضور میں سدا
جبیں کو مطلع خورشید لوگ کہتے ہیں — کہ آفتاب بھی ماتھے پہ سجدہ کا گھسا
تمہاری کبھی ہیں ہیں پاشہ تہ ابرو — ضیا ہے عارض انور ہی نور کا تڑکا
خدا کی نام کی سمرن ذہن میں مدام ہیں — غرض وظیفے سے خالی کبھی نہیں دیکھا
یہی ہے آج تک وجہ سرخروئی کی — بہت شباب میں پاؤں پہ چلی ہے حنا
برامکہ کا بھی ہر چند اک زمانہ تھا — عجب وزیر تھی ہمیشہ جہاں میں وہ یکتا
جہاں میں نام ہے مانند حاتم طائی — ولایتوں میں ہیں ضرب المثل جود و سخا
مگر شنیدہ و دیدہ کا فرق ظاہر ہے — انہیں سنا فقط انکو بھی آنکھ سے دیکھا
کچھ التفات نہیں جاہ دنیوی کی طرف — جہاں میں نہ کوئی ہوگا ایسا بے پروا
نہ مال سمجھے ذرا منصب وزارت کو — کہ لکھ کے دیا پادشاہ اونکو استعفا
عجیب کام کیا راستے میں کبھی کے — عرب میں وہ ہجوم ہوئی اور بند ہیں شہرا
پکڑ کے قید کیا ڈاکوؤں کے افسر کو — وہ بدووں میں تھا لاکھوں کو اوس نے ہے مارا
خودی نہ آئی ذرا مسند وزارت پر — رہا خدا پہ ہمیشہ حضور کا تکیا
بھلا ہی توپ کی اہل فرنگ لیتے ہیں — بہادری و شجاعت کا ہے یہ آوازا

جہاں میں آیۂ رحمت سب ہی مومنوں کے لیے
کہاں سے سوچیے کہاں تک سیاست ہم کے
خدا کے بندۂ مقبول ایسے ہوتے ہیں
شکار شیر میں اوس فیل مست کو مارا
وہاں بھی شیر خدا نے بچا لیا آکر
رنگل کی گولیاں فیل سیہ پہ پڑتے ہیں
برنگ ابر سیہ جھومتا تھا صحرا میں
حضور قدرت میں بندوں کے لگاتے ہیں
چراغ گل نہ ہو گو سے اور گل آٹھ جائے
نظر حضور نے ملائی کہ پڑ گئے گولے
پڑے ہے جو گولی ہوا اوس کے دم گلگشت
شکار خوب کیا صید گاہ عالم میں
رواج بھی جو پڑا اوسی کا عہد دولت میں
نشاں میں بھی یہ اثر ہے حضور علی کی
بنی کے وقت میں ہوتی جو آپ خاطر سے
بچا بھی فیل سواری کو جیسے ابر بہار
نہ تھے وقار کہ کوہ وقار بھی تھی سے
حضور جلوہ نما ہیں جو اپنے ہاتھی پر
کہاں ہوتا ہے یہ خرطوم ہر زمانے کو
جہاں میں بھی جلال زمیں بھی صاف میں جلوہ

سرا ہی راحت عالم اوٹھاتی یہ ایذا
ہزاروں کو سر اوٹھا کے گویا شیر ہی کو کھاتا
بجز خدا و خدا کی کون تو ہی زیبا
مسافروں کا یہ کرے خلال تمہارا کو دا
کہ سر شیر کے نمودار ہو وہ ہے مولا
کماں تھا نشانہ تارو شہاب ثاقب کا
کہ چار زور تھا کہ گولیوں کا شیر چہا
نشانہ راستا کو بھی آپ ہی شین کچا
... نشانے پہ دل ہو پروانہ
بانکے آنکھ میں مرغ نگاہ جانہ سکا
تو مرغ اگت گگی بانہیں سو پڑنے لگا
بڑا ہی نام ہوا ... تھا نور جہاں کا
اوڑا دیا ہے ایک ... کا جلوا
جہاں شیر کوئی تو کہ ہوا ... مارا
شکار آہوئی کعبہ جلال ہو جاتا
جیسے ہر کو نکلے سواری شاہ کہ ہر سما
پسر ... فیل فلک کی تکر کا
فلک پہ ... بھی پرچم ہیں جلوہ ...
کہ کوہ طور ... ہوتی ... رکھا ... عصا
عیاں ہی ... ہی یہ نور کا جلوا

نہیں ہے جھول میں سلمیٰ کا پھول کشیدہ — طلوع مہر ہے داماں طور سے گویا

ملائی جو شئ کو کہتے ہیں وہ پچھے لیکے لگ — یہ کوہ قاف پہ جاتا ہی تخت پریوں کا

شب وصال ہی جا بجا ہیں طلا میں پشت عجب — کہ سہیلی جھول پہ بھی چاندنی کا ہو دھوکا

یقین ہے ہوتا ہے اب دانتوں کی سفیدی سے — دو نہر شیر رواں بیستون میں ہیں گویا

سیاہی ماتھی میں ہی ایسا ہم متاجا ہو کے — چلا تو ابر بہار لگ گیا تو کوہ ہوا

جلوس شعبدہ میں جیسے یہ تخت طاؤسی — جلو میں ہاتھی کی آگے ہی وہ کتل جاتا

دسہی ہی کہتے ہیں اس جو پاکہ دریائی — کہ موج رم سی حقیقت میں ہی قدم دریا

عجب طلسم کا گھوڑا ہی بنیطیر کی طرح — اگر کہوں عمل طے ارض ہی تو بیجا

نسیم شہر کی وشت و جبل میں تند ہوا — روش پہ باد بہاری سے سر کیا پہ بھیا

پری جمال ہی گھوڑے ہیں او سیت — سجا ہی نام جو ہمدم حضور نے رکھا

پھرے ہے ادا ہی پہ ویسے اگر لگام نہ ہو — اصیل تیز رو خوش خرام تنا ہو

کسی سواری میں شتابی جو ہی تو پاپا کی — ہرا ہی نام ابھی کا نہیں سارہ چھپکا

پھیری آنکھ کبھی گر ہم رو پہ صورت برق — سمند باد سے مانند باز تا چمکا

بس اب عنان کمیت قلم سخن رو کر — سمند طبع تو منہ زور ہے نہیں کہ رکا

زمین شعر میں ہر چند ہی بہت وسعت — مگر دعا پہ کرو خاتمہ قصیدے کا

جہاں میں جب تلک اسپ فلک پھرے پا آئینہ — ہی دست رعد میں جبتک کہ برق کا کوڑا

ہی نیزہ دار فلک کا ہی نام تا روشن — پھرے ہے ابلق ایام جب تلک کا دا

سوار اسپ مضامین جو ہی میرا ممدوح
الٰہی اس پہ ہو سایہ سوار دلدل کا

قصیدہ پنجم

طراوت آتی ہے آنکھوں میں دیکھ کر باران
ہرا ہر اک نظر آتا ہے سبزۂ مژگان

بہار میں ہی یہ نشو و نما ہی اپنے جہان
کہ خار خشک بھی ہیں نشتر رگ باران

بہار آگئی شہر کی سوئیاں چبھ کر تن
گڑے ہیں سگے دامن صحرا پہ گل خندان

یقین ہے کہ درخت چنار پیدا ہو
چمن میں پھینکدے کوئی جو دانۂ پیکان

پڑے ہے جو اوڑکے رخ نشا پہ غبار نسیم
تو نکلے خال کے دانے سے گیسوی ریحان

عیان ہے سلک شعاعیں یہ نخل فوارہ
سلے جو گرد پتی میں گوہر غلطان

یقین ہی کہ کرن آفتاب کی پڑے
خرام میں جو گرے زلف یار سے افشان

پڑے ہے جو بچھ ہمارے باغ میں
یقین ہے کہ وہیں پھوٹنے لگیں کان

عجب شبان بھی آتی ہیں ابر کے ٹکڑے
جلوس عید میں جیسے روان ہو تخت روان

چمن ہر ایک اکھاڑا ہے راجہ اندر کا
ہوا کے جھونکوں میں کیا کیا اودھر کی پریان

چمن میں بیٹھکے وصف نمو جو لکھنے لگے
مری قلم سے نکلنے لگے خط ریحان

قطعہ

ہوا میں ہی یہ تر و تازگی کہ ابکی برس
کیا جو پارۂ ہر سے ہوگئے سنگ...

خمیر سے بھی ہی نوبتی محمل کی ...
کہ مینہ سے چھٹکے بنا ابر جنبش آتش افشان

سیپارہ ششم

ابھی ہوا جھکی بنارس سے اڑ کر بادل
چاہیے ہندوی سوچ لیے گنگا جل

کام کرتے ہیں ہیبت کے ابر ...
باغباں تو نکہ جو بجلی نہ دکھائے مشعل

چمن گلزار ہے پھولوں کا ...
شبنم سے عطر میں ڈوبا ... صندل

قمریاں کہتے ہیں ... میں ...
لوٹ جاتے ہیں سرو چمن کے ...

ابھی فلک باغ میں ... ہم ...
جوشش ہی ہی شبنم چمن ... بادل

باغ میں ... نہالوں پہ جو ...
بار ہا تھروں سے ... لیتے ہیں پانی بادل

نشہ برسنے میں جو دونی نظر آتی ہے بہار
چشم نرگس یہ سمجھتی ہے کہ میں ہوں احول

وہ شجر قطع کرے ابر بہاری فوراً
باغ میں پانے کے جاوے جو اگر مستقبل

دو شیشیں صاف ہیں ایسی کہ ہیں پستے ہی ہوا
پہول ہنس ہنس کے یہ کہتے ہیں سنبہل کہ سنبہل

آنکہیں نرگس کی بہی ہر وقت سبکتی ہیں
آتش گل سے اگر گرم ہے بلبل کی بغل

آب شہ آئیگی خزاں اور نہ جائیگی بہار
باغ کو گہیرے ہوئے چار طرف ہیں بادل

دست بستہ رہے گی آواز چلی آتی ہے
شیشہ و جام ہی خالی نہ ہوئے ہیں بغل

آج تو خوب ہی جی کہول کی پیا یار رو
فکر فردا نکرو دیکہہ لیا جائیگا کل

وجد کرتے ہیں ملک ساز کی آوازوں پہ
دل زہرہ بہی یہ کہتا ہے کہ پاؤں میں چہل

قہقہے رندوں کے تا عرش بریں جاتے ہیں
گر گیا اب تو فرشتوں کی عبادت میں خلل

ہو گئی جاہد و زاہد کو بہی تحریک نشاط
کردیا پائیں کی آواز نے دلکو بیکل

دور شیشوں سے نکل آئی ہیں مدہوش پری
دورے تجہ سے لئے وہ عمال جو پیتے تہی کل

مل گئے آنکہ تو وہ ہیں لگے پینے شراب
عقل جاتی رہی نشہ نے بنایا مہمل

واہ کیا شعر مجہے یاد ہیں کہ بقول عرفی
بلبل آمد بر بلبل بہ تمنائے غزل

قطعہ

آج تو ایسی ہی گہٹا سبز ہیں تجہہ تک ہیں آنکہیں
شہر اک نظر آتی ہے زمرد کی محل

عکس گلنار سے میں پائیں ہوتی ہیں جیسے
ورق سیم و طلا کیوں ہیں یعنی ہیں بحل

آنکہہ مستونکے تہالوں میں نہائے ہیں لال
سو کہتے سو کہتے ہو جاتی ہیں پاگل بہل

اثر باد بہاری سے نبے ابر بہار
سنہرے بنتے ہیں اگر اوڑہ کی نکلو کمل

رسں تقدس شوق تماشائی چمن ہی سبکو
نیم رخ کہینچے تصویر تو ہو مستقبل

صندلی رنگ ہوا ہیں جو چڑہاتی تیوری
بڑہے ہے ہر شخص جبین صورت شاخ صندل

قوت نامیہ ایسی ہی کہ پہنچتے پڑتے ۔ کسی مین پہول لگین ہوگئے کسی مین پہل
کس قدر کیاریون مین جمع ہین گلہای فرنگ ۔ یہ بڑے دن کی لیے ہوتی ہی شتابی تیار
کیون نہ دیوانی ہون انسان بھلا ایسے کے ۔ دامن باد بہاری ہی پری کا آنچل
اب تو ہاتھون مین نکلتی ہین ہزارون تھیلین ۔ باغبانون مین جو ہوتی ہی کہی رد و بدل

قصیدہ ہفتم

یہ دسہرہ و بامہر کی آئی ہی اگلی سال بہار ۔ کہ باغ خلد مین پہنچے ہین نالہ ہای ہزار
یہ انتہا کی تر و تازگی ہوا مین ہے ۔ کہ بے سبز ہین جنگل مین صورت اشجار
منہ کے فیض سے پتھر ہوا ہی کیلے سبزہ ۔ کہ ہل مین جال اس کے پانی چہپتے زنگار
الاچی ہوائی کو رکہے جو کوئی شکر مین ۔ نمو کی فیض سے شاخ نبات ہو ملیار
عجب نہین ہی اگر گل باغبان بڑ سجائے ۔ کہ مثل آب بقا ہے طراوت گلزار
گھٹا مین یون شرر افشان ہین نالہ بلبل ۔ شب برات مین چہوٹتے ہین جیسے انار
تمام سیتے و درختون کی برگ عشرت ہین ۔ ہوا سے آتی ہی آواز جہانجہ کی ہر بار

قصیدہ ہشتم

زند و بہار لگے پیا ہوے خزان ۔ جتنا ہی جا بجا کی ہر دان
سبز سبز عیش باغ ہو اول بسر ہو ۔ تیری ہے لگے کہ جہان میکدہ بان
سنتے ہین ہو گئی جنگل مین پانی ہی آگیا ۔ تیر انگیان ہوے لگین ہم امتحان
کیا کیا مچے ہین سرو قد کی پانی بسر ۔ پہرتے ہین نور تن شاد رہتے ہین اندو بان
ہر کوچے مین بہار نے ساولی کی ہے ۔ کیا کیا درخت بیچے پہرتے ہین باغبان
کیا باغ عیش باغ ہی بیشک بہشت کا ۔ جاسے کبھی بہار نہ آئے کبھی خزان
بلبل کو وصل گل ہے تو قمری کو وصل سرو ۔ صیاد ہی چمن مین نہ گلچین نہ باغبان

پھیلا ہر ایک جلوہ ہے مشتاق وصل کو
ابر بہار اسکے پڑا دیکھا ہے دھوان

اب تو بقول حضرت سودا یہ رنگ ہے
اٹھنے جو زرد پتے وہ ہو گئے شاخ ارغوان

پھرتے ہیں عیش باغ میں نالاں باغ باغ ہے
ہر ایک سرو قد کی بغل میں ہی [illegible]

یہ باغ سبزہ ہے وہ کہاں دن جو [illegible]
تم کیا کہو وہ ٹوٹے آئین تمہارے جو شیشہ خوان

نشو و نما نے رنگ چمن میں جما لیا
دیوار باغ ہو گئیں مہندی کی ٹٹیان

شفاعت کو وہ دشت میں آئی کس طرح
چھا یا ہوا ہی زمین پہ گنگو سب آسمان

واعظ کی ریش کو کسو قدر رنگین خضاب ہے
دھوکے کی ٹٹیان ہی ہیں مہندی کی ٹٹیان

ابر ہیں چھپے ستارے گیا ہوں کو دھو دیا
مجرم تھی بھی پرستہ کہ گلشن میں باغبان

پرسان حال کون ہی کس سے کہیں گو دکھ
صیاد کے ستم سے ہیں [illegible] بلبلیں

کس حال میں پھنسا یا ہی کس [illegible]
کس فصل میں ہوا ہی جدا [illegible]

[illegible] خلاف میں قفسوں پہ بہاریں
کیا [illegible] تھا میں گل [illegible]

خضر کی حوال نے دکھایا ہی زور رنگ
حاجت کسی کی دیکھ نہیں سکتا آسمان

کچھ اس بہار میں ہیں وحشت برپا
ستے ہیں دل ہی یوسف گم گشتہ کا رواں

گلشن بہار باغ بہار کہاں ہو بلبلو
اب شعر خوانیاں وہ کہاں اب [illegible] کہاں

[illegible] نقطہ سہا [illegible] جنت [illegible]
ہر روز [illegible] گل [illegible]

کیا کیا [illegible] شعلہ ہی [illegible]
[illegible]

[illegible] جیسے [illegible] باغ
[illegible] ہم کو [illegible] مہربان

وہ پھول سا [illegible] کی کوئی توڑ لا ئیگا
[illegible] تجھ قفس کو [illegible] ارمغان

[illegible] کا [illegible]
گھر کی [illegible] ہوا [illegible] جان

[illegible] لگی رہی بدلی گھر رہی
[illegible] کہا ہے [illegible] آسمان

دنیا کے نامیوں کا نہ باقی رہے نشان
وہ چار اور بھی ہوں فلک سے جو قدردان

قربان اس مع باغ کی صدقے مزاج کے
اعلی سے سر مہربانی ادنی کی گر بیان

کچھ تجھکو شرم بھی نہیں آتی ہے ای فلک
آخر یہ سہہ سکیگا ہمیں تو کہاں کہاں

فرہاد کوہ پر ہے نہ مجنون ہے دشت میں
دل پہ جو کچھ گذرتی ہی کس سے کروں بیان

وہ وحشت ہی جہاں نہیں جاتے خضر تلک
جاتے کہاں ہیں منزل مقصود سے کہاں

ہر گام پر صدا جرس دل کی ہے یہی
کچھ خبر ہے یہ دشت کہاں تم یہاں کہاں

چھوڑو نہ لکھنو کو خدا کے لیے پھر وہ
دو دن کی زندگی نہ کرو دشت میں گران

سمجھاؤ جی کو لوگ ہیں بس آدمی نہو
اپنی بھی ہمکو قدر نہیں فخر شاعران

سنتے تھے جو یہ سایہ نواب نامدار
اوسنے دیا وہ کون ہے جسکا قدردان

ہمسائگی کے شکر گذار و فا حقوق ہیں
اوسپر یہ طرہ ہے کہ قدیمی ہیں مدح خوان

صاحب تمہارا اور عریضہ پڑا رہے
چاہو تو دستخط ہوں ابھی لاکھ عرضیان

ایسا امیر ہیں امیر اور کون ہے
مردم شناس صاحب اخلاق نکتہ دان

خیر الامور اوسطہا پہ عمل کیا
رکھا قدم ہمیشہ توسط کے درمیان

کہتی اگر جو نہ یہ مردم تو بجا ہے یہ
رتبہ ملا کسی متوسط کو یہ کہاں

شاہ اودھ نے مصلح سلطان دیا خطاب
کم سمجھی وہ دمی کہ یہ بیت ہوا عیان آسمان

پوچھا سیاہ غنچہ سوسن سے کم نہیں
منزل حباب کی ہیں کہاں روکی کرتیاں ہیں

اس پوچھی ہیں چوڑ لقہ عنبر کو جیسے
مجنون کو صاف محمل لیلے کا ہو گمان

تار شفاعت سے ہیں تکیے ہیں گو ترکے
باد سحر کے جھونکے میں دکھلاتی کھوٹیان

شہر سبا کی سیر کا آتا ہے گر خیال
تخت پری ہوا اوڑکے وہ کہتا ابھی زبر آن

چھینے میں دو ترارے اگر اسکے دیکھ لے
وہ جا بجا رقص بلبل کے طاؤس آسمان

حاجت نہیں ہے چابک و مہمیز کی کبھی
گر دوڑ میں سوار کو کافی ہے ایک کان

ٹاپوں سے کرتے ہیں یہ ہی ہیں آہنگ کان
پہونچی ہے دلکشا کی سڑک تا بہ کہکشان

راکب بھی مدعی ہے جو ہو لب پہ شین
سرک کبھی چمک کے یہاں کبھی وہان

گھوڑا نہیں عمل ہے کوئی طی ارض کا
یا اسپ پیش پا ہے لیکن بیان کہان

مثل سمند ناز جو پامال دل کرے
ممکن نہیں کہ خاطر نازک کو ہو گران

سرپٹ میں گرد کو بھی نہ پہنچا سمند گر
چالاکیوں کے باب میں قاصر ہے ہی زبان

نالی میں جا نشتوں کے کھینچے قیوریں +
تختے کی طرح لوٹتے ہیں آہوان آسمان

ہاتھی بھی طور سوند عصائے کلیم ہے
معراج کی ہے چمک کہ تجلے سے ہے عیان

مانند ابر آتا ہے کیا جھوم جھوم کے
جاتا ہے جیسے ابر اوٹھی توپ کا دھوان

نیچے پہ رکھا پاؤں فلک پر گیا دماغ
بام وصال یار کی گویا ہیں سیڑھیان

سیمرغ کوہ قاف میں طاؤس ہو گئی
سدرا پہ آج کل تو لگایا ہے آشیان

جائے ادب ہے یہ شب معراج اگر کہوں
خواب دیکھتے ہیں مگر سیر دو جہان

کیا لطف ہے سحر بھی خود ہی میں ہوا گم
مضمون بلند بنتے ہیں بالا آسمان

پھر اور یا بیں سوچنے کی دور کے
پہونچیگا اپنی فکر کا گھوڑا کہاں کہاں

پھر دلکشا میں ہیں کبھی جو لکھی ہیں کبھی
ہر روز نظم ہو گی نئی ایک داستان

تاریخ ہر محل ہر غزل ہر مقام پہ
شرح بند جس سے تقسیط با بیان

حاضر ہیں بس رکاب بلفظ انتساب ہیں
مصرع جو ہیں سواری اقدس کے جہان

اپنی جنس سے یہ تا یال ان آپ ہیں
ہاتھوں کے سرور میں شیرینی زبان

چھوڑیں خدا استخراج کیوں گفتگو
راتوں میں جا سے بلبل ہندوستان کہان

ہوتی ہی اب ملازمت بادشاہ ہند
اب وہ برنگ نہیں ہے خدا ہو جو مہربان

ممدوح میرا سا تجھے کب ملیگا — اسکے صلے مین خلعت شاہی کا ہی گمان
خوش ہون گے شعر سنکے بہت بادشاہ — جنت مکان کی طرح سے قرآن میان
نواب نامدار ہو دنیا کے عیش ہون — جی چاہتا ہے جیسا او ہی کیا کرین بیان
اللہ جانتا ہے تمنا دلی جو ہے — کہنا نہ چاہیے اسے لوگون کے درمیان
سارا قصیدہ ہی نئی انداز مین تمام — عرضی کی احتیاج نہین بہر کشتہ سان
سو سو تکلفات ہین ایک ایک شعر مین — ترکیب لفظ و معنی و رنگینی بیان
فردوسی زبان ہو حقیقت مین ای سحر — دہوئی دہلائی کو شرجب ہی ہی ہان
موقوف اسکا لطف ہے اپنی زبان پر — تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

قصیدہ سوم

ہون وہ شاعر کہ سخن گوئی میرا — شہر مین مطلع خورشید تخلص ہی تحریر
آسمان ہین مری غزلون کے زمین سیاری — عرش ہے طبع معلی و مضمون اختر
طایر قدس ہین مرغان سخن ہای سیر — دیکھکر ہوتی ہی حیران عقل بشر
نور الفاظ سے ہے خط شعاعی تحریر — دایرے ہالہ مہتاب ہین نقطے ہین قمر
دونون عالم کے ہین مشہور مری غزلون مین — جلد دیوان کی ہے دفتر کونین مگر
ہیرے شعرون کو جو دیکھ نہین سکتے ہین — مطلع مہر ہین کب ان پہ کہ تحریری نظر
ابر نیسان ہی وہوان دہار طبیعت اپنی — قافیے ہوتے ہین رعد کے مانند اگر
میرا اوستاد ہے مشہور خدائی اپنی — شاعری مین مجھے کہتے ہین لشکر پیغمبر
میرا منکر ہے حقیقت مین خدا کا منکر — اور منکر ہے جو اللہ کا وہ ہے اکفر
شعر میرے نہین اعجاز ہوا کرتی ہین — جتنے مشرک ہین وہ کہتے ہین کہ ساحر ہی سحر
توسن فکر ہی گویا کہ براق جنت — شب گیسوی سخن ہی شب معراج اگر

آدمی کیا فقط اپنا کلمہ پڑھتے ہیں
ہو جو اعجاز سخن ہاتھ میں لیتیں پتھر

حشرات کو بیان سرو رواں آتی ہیں
ایک اعجاز مرا یہ ہے کہ چلتے ہیں شجر

اپنے قبضہ میں ہے ہر بحر و زمین اشعار
ہوں سکندر کی طرح بادشہ بحر و بر

ماہی مرا سخت رواں طبع رواں ہیں دریا
شہپر طائر مضمون سے ملے ہیں چنور

زادۂ طبع کی کثرت سے ہے لشکر طیار
نام رکھتے ہیں جسے ہے وہ نشان لشکر

ساتھ ہیں پانچ وزیر اپنی حواس خمسہ
ایسے ہی نظم و نسق ملک سخن میں کشور

دولت علم کا رکھتا ہوں خزانہ بے مثل
زر دنیا نہیں کچھ مال مرے پیش نظر

شاہ اقلیم قناعت ہوں فقیر ایسا ہوں
بوریا تخت ہے کمل کی ہے ٹوپی افسر

خوب استغنا کے ہے دنیا میں کوئی تاج شہی
سخت دانوں سے کوئی غیر نہیں ہے بہتر

قصیدہ دوم شہر آشوب

گردش چرخ سے ابتر ہے زمانے کا حال
ذرۂ خاک میں پستی سے نجوم اقبال

ہیں ستارہ کی طرح اہل قلم چکر میں
صورت بدر ہیں گردش میں تمام اہل کمال

شاعری نایاب ہے گانا ہے جہاں میں عنقا
ناچنا جانا نقشوں کا صورت زہرہ ہے محال

نیستی سہل ہے اب شہر میں کنگلوں کی طرح
لوگ واقف نہیں دینے سے بجز خرچ سوال

دینے والا نہیں ملتا ہے کوئی زندہ کہیں
جمع ہیں قبر میں حاتم سے ہزاروں کنگال

سب کو شوق صبح بکھی ہے پیسے کی صورت
لوگ سب بھول گئے سبز تھی رنگت یا لال

لال کہتا ہے کوئی کوئی بتاتا ہے سبز
رات دن رہتی ہے آپس میں یہی قیل و قال

شہر میں بیچ کے پیسے دیکھنے کو جاتے ہیں
پھر کر میں پوچھتے پھرتے ہیں کہاں ہے ٹکسال

جس میں کچھ اہل دول اور کو بھی رہتی ہے فکر
ہاتھ آجائے کسی طرح سے قارون کا مال

کوئی مرتا ہے جو انکے تو خوش ہوتے ہیں
انہیں یہ کہتے ہیں ہم بس کے تم اہل عیال

اندر وقت نقش جدا ہی دیکھو تکبیر | ہی یہ ادنا سا دل تنگ کی تنگی کا کمال

نام کیا لون مین انہین ہین کوئی جماعت | بندہ تھا اونکے ملاقات کا مشتاق کمال

لے گیا اونکے لئے ایک قصیدہ لکھکر | ڈیوڑھی پر جا کے کیا آگی جو بیٹھنے کا خیال

چوبدار نے کہا دیکھ کے میری صورت | آپ کہتے اوس سے آئی ہین یہ شالا رومال

کیا کہین آپکے گھر مین نہین کہنے کی جگہ | یہ بڑا موذی ہے قبلہ یہ بڑا ہے چنڈال

کپڑے کیسے کہ کفن تک نہین بچتی اسکے | تم تو زندہ ہو یہ لی لیتا ہی مردونکا مال

ڈرتا ڈرتا ہوا اندر تو گیا مین لیکن | پہر سے پر کے گیا اپنا وہ شالا رومال

دیکھتا کیا ہون کہ بیٹھے ہوے ہین حضور | جیسے دوکان مین بیٹھے کوئی بنیا بقال

بیٹھتے جاتے ہی کہا قبلہ و کعبہ میرا | آپ کہنے لگے اچھا ہی طبیعت کا حال

مجھکو نفرت ہوئی سمجھا مین برا الو ہی | کہ کیا ایکا جواب اور کیا ہی سوال

جانے کی شرم سے پڑھنے وہ قصیدہ تو پڑھا | کیا کہون ہین کہ جو کچھ مجھکو ہوا رنج و ملال

سن چکے سارا قصیدہ تو یہ ارشاد کیا | آپ نے خوب پڑھا حضرت مرزا کا احوال

ال تمھر سکا امیرون کے تو یہ حال ہے | کیا کہتے ہیں اور کہان جاتین بھلا اہل کمال

جلتے ہے دم ہین یہ ہمدم ہین تکلف دیکھو | پیشم سب جنکو سمجھتے ہین وہ ہین کل کمال

رات دن جو دا جلتے ہی عجب صحبت ہے | ڈھول کے پیٹے کے سوا او کچھ نہین ہی کمال

ٹما پہما سے رہا کرتی ہی صحبت ہر دم | پر چلے جلے تو مصاحب ہین کیا اہل کمال

اشعار

چودہوین تاریخ ہی پر نور ہے باغ جہان | کیا چھا چم کر رہے ہین اہل دل

کوٹھیون پر نور ہے دیوار و در پر نور ہے | جس روش کو دیکھیے بیٹی نظر آتی ہی

موتیے کے پھول تارے ہی شگفتہ ہین تو نور ہے | چاندنی پھولی ہوئی ہی

باجتے کوٹھے اوپر جو کیون کا وہ شتابے
چاندنی کملینا کی ہی غیرت ابران

رقعہ برای طلب تنخواہ

وہ ہیر آسمان سے بھی ہوا افضل
بڑے منشی ہو لالہ رام جی مل

تمھارے نثر نے جاری کیا ہے
سمجھ مین روح طغرا کی ہی بیکل

کریگا ٹیک چند آکر سے ٹیک
برہمن لائگا پرشاد اول

ہوا دھو رام یا بچھمی نرائن
یون ہین منتظر سے مین رکھین اوجی

سبھی شخصین سے امرتسر پرشاد
ہمیشہ وعدۂ تنخواہ سے کل

ہم گنگا کی منگو صاف کہہ دو
تو دل رسے کا بھٹکا ہر اک مشکل

مناجات

نقش کر گیا کلیم کی صورت حضور مین
کہ بیشتا ادا آنکھونکا اے برق طور مین

کس جرم کی سزا ہی کہ ہون تقصیر مین
طالب تیری کرم کا ہون اب یا غفور مین

یا رب تیری جناب سے آنکھونکا نور ہین
دیکھون امام مہدی کے دین کا ظہور مین

یا رب نبی کی نور حضور کے واسطے
یا رب جناب فاطمہ زہرا کے واسطے

اور نور چشم ساقی کوثر کے واسطے
تسکین کچھ تو ہو دل مضطر کے واسطے

یا رب تری جناب سے آنکھونکا نور ہین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

یا رب جناب حضرت شبیر کے لیے
اور تشنگی اصغر بے شیر کے لیے

پنجتن پاک بدر لگر کے لیے
لازم ہی عفو اب تو تقصیر کے لیے

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تجھکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کی
تجھکو قسم نبی فرشتہ خصال کی
تجھکو قسم ہے اپنے پیمبر کے آل کی
دیوار ہوگیا ہون مین گرد ملال سے

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تحریر مٹ سکے نہ کسی بھی نصیب کی
صورت بھی اب نظر نہین آتی قریب کی
حیران ہیان ہے عقل مجال طبیب کی
کھلجا مین آنکھین جسے کسی دل غریب کی

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

اپنے حبیب کے گل رخسار کی قسم
یارب اوسی کی نرگس بیمار کی قسم
یعقوب کے بھی دیدۂ خونبار کی قسم
ایوب کے بھی صبر دل زار کی قسم

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

ازبسکہ اس مرض سے مین نہایت ہون ملول
حد سے زیادہ کھینچا ہے اس مرض سے طول
یارب بپے نبی و بپے نائب رسول
اپنے کرم سے جلد دعا کر مری قبول

پاؤن تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تمت

مثنوی سحر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا مجھکو ساقی کوثر شراب
شراباً طہورا مطہر شراب

شراب بہشتی سے بھر دے گلاس
پلا ساقی حور پیکر شراب

زمرد کی بوتل ہو ہیرے کا کاگ
مطہر ہے یاقوت احمر شراب

گلاس ایک موتی کا بھر کر دے
صفائی مین ہو آب گوہر شراب

گمان خندۂ گل کا قلقل پہ ہو
کرے مغز جان کو معطر شراب

کدر ہے دل صاف کر دے اسے
پلا دے مصفا مطہر شراب

بھرون مست ہو کر دم پنج تن
پیون ایکدم پانچ کنٹر شراب

ضرور اپنے ساقی سے مانگین گے ہم
چھلکتے لب حوض کوثر شراب

کرو وصف باران رحمت سحر
چھلکے خوب صد شکر پیکر شراب

گلستان پہ عالم ہے کیا آج کل
رہی صنعت باغبان ازل

لگا ہون مین سارا جہان سبز ہے
زمین سبزہ آسمان سبز ہے

چمن مین ہر اک اوسکی قدرت کا ہے
کہ ہر گل الگ اپنی صورت کا ہے

وہ گل ہین ہی جو آپ ہی رنگ مین
وہ گویا ہی بلبل کی آہنگ مین

وہی ورد قمری کی کوکو مین ہے
وہی حسن سرو لب جو مین ہے

کہین شور شیشے کی قلقل کا ہے
چمن مین کہین نغمہ بلبل کا ہے

عجب سیر ہے قابل دید ہے
یہ نقشہ تما اوسکی تائید ہے

کیا چاند نے کہیت زیر فلک
کہو کا ہوا شہرہ گردون تلک

ہوا اندنو کے یہ مرطوب ہے
کرن مہر کی پستی دوب ہے

فلک پر اگر پہنچے خاک چمن
ستارون سی ہوئی روپہلی کرن

یہ رحمت کی اوس ذات مین ہین صفات
فلک سے برستا ہے آب حیات

دم عیسوی پاے چمن سے ہوا
کہ جان آئے جب کوئی جہونکا چلا

کچہہ ابر کرم سے تعجب نہین
اگر من برسنے لگے ہر کہین

یہ شمہ اوسی کی عنایت کا ہے
زمین پر نزول ابر رحمت کا ہے

کئی ابر کے ٹکڑے آے ہین کیا
یہ بادل ہی اوسنے بنائے ہین کیا

فلک پر کہین صورت ابرو کی ہے
کہین صاف تصویر گیسو کی ہے

کہین نقشہ خال رخسار ہے
کشیدہ کہین قامت یار ہے

کہین ناقہ لیلی کی تصویر ہے
کہین پای مجنون کی زنجیر ہے

گھٹا پر ہے عالم عجب نور کا
اوٹہا ہے دہوان آتش طور کا

گھٹا ہی کہ زہرہ نے کہولے ہین بال
دہنک ہی کہ موباف ہی لال لال

سیہ ابر مغرب سی ایسا اوٹہا
ہین سمجہا کہ کعبے کا پردا اوٹہا

جہکی آکی ساقی کے سر پر گھٹا
ہی ابرو زلف معنبر گھٹا

گھٹا کالی کالی دہنک لال لال
کنہیا کے ابرو پہ جیسے گلال

گھٹا اور بجلی پہ ہے آج چوٹ
ہی آبی دوپٹے مین بجلی کی گوٹ

فلک پر نہین پارہ ہای سحاب | یہ مین نافہ آہوے آفتاب
گھٹا مین سیاہی یہ ہوتی ہی کب | پریشان ہوئی ہے مگر زلف شب
بہار است بی می حرام ست زیستن | برا حال زہاد باید گریست
انہین لطف گلگشت اصلا نہین | کبھی رقص طاوس دیکھا نہین
کتابون مین مذکور اسکا کہان | بہشت سنہم کا سنو اب بیان
عجب باغ سلطان عالم کا ہے | وہ موتی ہی جو قطرہ شبنم کا ہے
فلک تاک ہے باغ پر نور کا | یہ پروین ہی خوشہ ہی انگور کا
فلک پر فقط ایک ہی کہکشان | بہت ایسی ایسی ہین طرفہ گلبن یہان
نہال تمنا ہین اسکے درخت | اوترتی ہین کرون سے پریونکی تخت
عجب برج ہین منظر شاہ مین | اوترتی ہی زہرہ شب ماہ مین
عجب فیض حضرت کی تاثیر کے | کہ سر پہنچی بوئی ہے اکسیر کے
درختون مین ہین حسن و انداز کیا | اکڑتے ہین طاوس طناز کیا
فزون تیر سے کوک کویل کی ہے | نہ پوچھو جو حالت مری دل کی ہے
پپیہے بھی کہتے خوش آواز ہین | یہ رنگین فقرے خدا ساز ہین
ہنسی توڑے لیتی ہے باد صبا | شگوفون مین ہی گھنگھرونکی صدا
سجانے مین کیا تالیان برگ گل | سنائے نہ دیتا جنہین بلبل کا غل
ملائم یہ پتے کہ موتی درخت | یہ چمن راجہ اندر کی سبھا کا تخت
مبارک کہ ہو زندہ پھر آئے بہار | پھران روز و شب جو بنے ہی سبزہ زار
ہوئی کشت امید سرسبز پھر | نہ بینون سے ہم ان کے تھی منتظر
برابر شب و روز کا ہے حساب | کہ اب برج میزان مین ہی آفتاب

نہ گرمی نہ سردی عجب فصل ہے
کہ ہر وقت کیفیت وصل ہے

بہار آئی پھر دل ہوے باغ باغ
سے چلے غول کے غول پھر عیش باغ

قرابین پاتون پہ چلنے لگے
بھوون پر سے سروہی نکلنے لگے

مژہ کے اشارے غضب کر گئے
چھری مارے کے لوگ مر گئے

مرا دشت وحشت مرا عیش باغ
اسی باغ کے پھول ہین لالکی داغ

عجب ایک دشت جنون خیز ہے
بگولا ہے جو فتنہ انگیز ہے

اسی باغ کی مہندی لائی ہے رنگ
یہین آنکر لڑتے ہین خانہ جنگ

اسی باغ مین نرگس یار ہے
اسی کی ہوا آہ بیمار ہے

اسی باغ کی ہی گھٹا دود آہ
اسی مین چمکتی ہے برق نگاہ

اسی باغ کا حوض ہے چشم تر
اسی کے ہین گلبرگ لخت جگر

فقط ڈوب مرنے کو ہے موتی جھیل
جو کودا وہ پہنچا سر سلسبیل

پہاڑون پہ ہے عالم بیستون
یہ سرخی ہے فرہاد کی جو ہی خون

دل داغدار اسکا طاؤس ہے
اسی کی زمین جا ہے افسوس ہے

نہ مجنون نہ فرہاد تقریر ہین
اسی باغ کی دونون تصویر ہین

عجب تخت پہ چپ سے بے نظیر
خضر سب بیٹھے جمنا پہ ہو کر فقیر

جھکے شاخ جو طوق گردن ہوے
بہار جہان آکے جوگن ہوے

عجب کیا جو زہرہ الاپے بہار
تعجب نہین رعد چھیڑے ملار

پلا ایسے موسم مین ساقی شراب
ساقی آ چلے آج کل کی بھی باقی شراب

مہینا ہے ساون کا برسات ہے
جھڑی مینہ کی ابر وزرون دن رات ہے

حقیقت مین جو ہین یہ عیش باغ
گھٹا سے کے ہوتی ہے لالی کا داغ

مہیا ہین سامان عیش و طرب — کچھ احباب ہین منتخب منتخب
عجب اپنی صحبت ہی نکھری ہوئی — بلا زلف ساقی ہے بکھری ہوئی
سمجھا یا ہے اچھا محبت کا جال — یہ ہے کوئی محفل سے یہ کیا مجال
جدھر دیکھیے عالم آب ہے — خدا جانے سچ ہے کہ یہ خواب ہے
طبیعت کو ہے آج کل ولولہ — ضروری ہے کچھ شعر کا مشغلہ
یہ موقع نہین چپکے رہنے کا ہی — یہی وقت تو شعر کہنے کا ہی
بہار ہے اشعار رنگین کہون — وہی نذر سلطان عالم کو دون
کہ حضرت ہین خود شاعر بے نظیر — پسند آئے شاید یہ نظم فقیر
پسند آئینگے گو کہ قابل نہین — کہ حضرت کا کوئی مقابل نہین
حقیقت مین ہی سحر و افسون بیان — یہ کوثر کی دھوئی ہوئی ہی زبان
عجب روزمرہ ہی ہر دل پسند — مضامین عالی ہین شوکت پسند
نیا شعر کہنے کا انداز ہے — کرامت ہے افسون ہے اعجاز ہے
نرالی ہی طرز بیان سخن — غزل روح کی شعر جان سخن
کرورون کہے شعر موزون ہے — نکالے ہزارون ہین مضمون نئے
تسلسل ہے گیسو کا تقریر مین — یہان بندشین ہین دوام تحریر مین
طبیعت کا سب ہی نیا رنگ ہے — شکل اندام معشوقہ ہین کیا رنگ ہے
وسیع ہے واللہ سیدا کلام — سنا ہے کلام بلاغت نظام
سخن کو سخن فہم مردم شناس — یہی آدمی ہو جو آپ کے پاس
یہ فیض طبیعت خداداد ہے — زمین شعر کی اختر آباد ہے
دعا ہی یہ ہے کہ بحضر خدا — کرو نظم سب حال گذرا ہوا

یہ جلسہ بھی ہے آج کا یادگار | کہاں تم کہاں ہم کہاں یہ بہار
غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ | کہ گل پنج روز است در بوستان
مصر ہوئے احباب بھی کہا | طبیعت کو بھی شوق پیدا ہوا
ہوا فکر میں غوطہ زن | نکالے اوسی وقت دُرِّ سخن
کہے شعر حضرت کے اقبال سے | یہان تک نہ چھوڑا مری چال سے
مرا رتبہ خسرو سے کیا کم ہوا | کہ مداح سلطان عالم ہوا
اثر یہ فقط فیض حضرت کا ہے | کہ جو شعر ہے وہ قیامت کا ہے
نہ قصہ ہے کوئی نہ کچھ داستان | تراشی ہی کیا لکھنؤ کی زبان
فقط روزمرہ ہے مضمون نہیں | کہ معلوم ہوتا ہے موزون نہیں
سنا جسنے اوسکو یہ دھوکا ہوا | کوئی باتیں کرتا ہے بیٹھا ہوا
نہ باقی رہی مثنوی کی ہوس | زیادہ تکلف تکلف ہے بس
وہ فقرے ہیں جو دل کو مرغوب ہیں | اشارے کنائے بہت خوب ہیں
رہ عشق کی ہیں یہ چالیں نئے | نئی بندشیں ہیں مثالیں نئے
اپونی ہی چھیٹے ہیں اوستاد کے | وضو ڈھیلے ہوتے ہیں زہاد کے
اوکھڑ جائیں کنشو یہ ہیں وہ جوڑ | فلاطون یہ چلجائے سوچے نہ توڑ
یہ وہ دق ہی سب دق ہیں وہم گم ہیں | مسیحا بھی دیکھے تو نبضیں چھٹیں
خضر راہ بھولے ہیں اس راہ میں | گرے ہیں بہت یوسف اس چاہ میں
وہ دریا ہے یہ ڈوبے مرتے ہیں لوگ | یہان سے کیے گہاٹون اوترے ہیں لوگ
وہ طوفان ہی عزت ڈبوتا ہے عشق | خدا کا غضب ہو تو ہوتا ہے عشق
عجب نسخہ ہی طرفہ معجون ہے | نیا شعر ہے تازہ مضمون ہے

اسی شہر میں وہ پری بند ہے
خراج اوسکا جسکا اسپند ہے

یہ عاشق کو دیتا ہے پہر سے مزے
یہ سلوانا ہے روز مرے سنے

نہیں رہتی اس عشق میں آبرو
یہ سنئے پریزادوں کی گفتگو

یہان جان شیرین بھی فیونکی جاتی
یہان ساہ جی کا اولٹتا ہی ٹاٹ

بھلا آدمی کی تو کیا اصل ہے
پریزادون کو خواہش وصل ہے

مرے قہقہوں پر نہ جانا کہین
ہنسانا کہین ہے رولانا کہین

یہان کوئی جہانسوں میں آتا نہین
کوئی ایسوں کو منہ لگاتا نہین

کہین اور ہے یہ زمین گرمیان
ابی چاندنی سکے حوالے روان

ٹکے فاقوں مین سیکھے ہو پیچ کہو
ذرا پیچ کو بند رکھا کرو

کہین منہ کی کھلوائیگی یہ زبان
کہین جان کا کھونا کھوئیگی جان

کہین لالی پڑ جائینگے جان کے
کہان جان ہے جان پہچان کے

کسی اور ہی سے رہی یہ جگت
کہین اور ہی جہانٹیے یہ لغت

مرا مغز بک بک کی کیون کہا گئے
یہان میر بیٹھے کہان آ گئے

غرض عشق مین ہین یہ رسوائیان
زمین سخت ہی دور ہے آسمان

خدا جانے کس دل کا ایجاد ہے
فلک پہٹ پڑے ایسی افتاد ہے

یہ شہر محبت کا بازار ہے
یہان جو ہے جسکا خریدار ہے

یہان سکہ داغ کا ہے چلن
یہان بکتے ہین کربلا کے کفن

اسی چوک کا ہے وہ کمرا انیا
کہ بنتا ہی عشاق کا مقبرا

اسی کی دوکانون مین بکتا ہی زہر
یہان سکے دلال ڈہاتے ہین قہر

یہان بینتے ہین مرغ دلکی کباب
یہان ڈہلتی ہے خون سر کی شراب

اسی چوک سی مول لیتے ہین جو گر
اسی چوک مین بیچ کی ہے سرا
یہی سے ملا چہاتیون کا نشان
نظر جب پڑی جاکے بادام پہ
اور یہہ پستی دیکھے ادہر پس گئے
یہان نشے کے گہوڑے پہ جو چڑہا
وہان توسن ناز پہرتے ہین روز
یہہ وہ خاص بازار اچہا ہے
سدا رہتے ہر ایک اسکی گلے
سنگ آئینہ بار جانے کا ہے
چراغ لگے ہین شعلہ رو ہر بار
اسی شہر مین ہے فرنگی محل
اسی شہر مین پتلی جادو کی ہین
اسی شہر کا نام ہے دور دور
وہ غرا وہ ہے گفتگو دلخراش
شمایا جہان جاکے حمام مین
اسی شہر کا نام ہے لکہنو
عجب شہر ہے کچہہ عجب لوگ ہین
کمالات مین فرد ہر ماہرو
بڑے با مروت بڑے وضعدار

اسی پاٹے نالے پہ لٹتے ہین لوگ
عدم کا مسافر ہوا جو گیا
لٹی کیسی کیسی مغل کی دوکان
وہی آنکہہ یاد آئے ہر گام پہ
وہین ڈہونڈتے ڈہونڈتے گہس گئے
لیا سیدہا نخاس کا راستا
ہزارون سوار آکے گرتے ہین روز
کہ تصویر حیرت سے بہزاد ہے
کہلاتے ہین گل پانچی کی سے گلے
تو چہڑکا تو بہی جان فشانیکا ہے
اندہیری گلی کوئی زلف سا
فرنگی کو گیسو سے ملتا ہی گل
یہین تو حکیم آنکہ چوکی ہین
اسی شہر کا ایک پتلا ہے طور
نثر بس جاتے ہین گلبدن نازنین
پیادہ ہوا ہین اندام مین
اسی شہر کی صحبت سے گفتگو
بہت ہین مگر منتخب لوگ ہین
پسینون مین عطر محبت کی بو
کرین جان تک آشنا پر نثار

بڑے بانکے مضبوط لڑکے کڑے
مروت کے پتلے مجسم سے لوگ
نفیس انکی پوشاک صورت نفیس
پیارو زیادہ سے نئے گفتگو
جسے دیکھو بشاش بشاش ہے
جہاں تک ہے موزون کا سب ہے پتلا
نہ عشقی کا کچھ غم نہ فکر معاش
زمانہ سے شاعر جگت رنگ ہے
ستی مجلسین ہوتے جلسے نئے
جلاتے ہیں یہ نکو واسوختے
کوئی سوز پڑھکر رولا دیتا ہے
حقیقت میں یہ لوگ پیدا کہاں
پھٹکتا نہیں رنج ایسو نکے پاس
یہ سب یون تو ہر فن سے ہیں آشنا
اسی شہر میں ہے وہ لوہے کا پل
نہ رہتی کبھی گومتی جوش میں
ورون پہ رہی عکس شفق کی جھلک
کہون گومتی کو جو دریا ہے یہ
نہاتے ہیں جب گھاٹ پر اشنان
چل آتی ہے کیا آج رو سے یہ

غرض ایک سی ساری جھوٹی بڑے
حقیقت میں قابل زیارت کی لوگ
طبیعت نفیس اور صحبت نفیس
ہمیشہ نئی بات کے جستجو +
غرض یہ کہ ہر ایک خوش باش ہے
نہیں فکر شعر و سخن کے سوا
شب و روز معشوق نو کی تلاش
چھایا ہوا یاروں کا رنگ ہے
اوٹھے لطف ہر ہر غزل سے نئے
کہیں گنجفے میں نقشہ سوختہ
کوئی منہ بنا کے ہنسا دیتا ہے +
نئے روز قصے نئے کرسیان
کبھی خنجر مجرم نہ دیکھا ادو اس
خنجر صاف عشق میں خاک میں
کہوں سایہ شمشیر عقل کل
نہ چھٹنے اکیل کے آغوش میں
کمائی ہے ہر ایک قوس فلک
تو ہی تیغ ابرو بل آتے ہے
بہم کھٹے ہیں دیکھنا دیکھنا
سمندر کا گھڑیال کھاتا ہی دہو

سیاہی سے ہر ور پہ ہے احتمال — کہ سامین نظر آرہا ہے ہلال
یہ پل ہے بھلا کسکو باور ہوا — جہاز فلک کو بھی لنگر ہوا
یہ پل بحر عالم میں ہے یادگار — جھکا پانی پینے کو ابر بہار
کنہرون سے وہ زور پیدا کیا — کہ خاک سکندر سے پیچھے کیا
بیابانون سے باہر ہے اسکے شکوہ — کہ لوہے مین ہے جوہر تیغ کوہ
حبابون نے کی سرکشی کی خطا — یہ پل آہنی بن کی آرا چلا
یہ صنعت نہ بقراط پہچانتا — فلاطون بھی اس لوہے کو مانتا
ارسطو اگر دیکھتا اسکی شان — یہی کہتا قاصر ہے میری زبان
اسی جا پہ بس عقل کی کل ہی منع — تجارات ارضی مین دریا پہ جمع
یہ پل ہے غضب کا یہ دریا ہی قہر — کرامت سے کے حضرت مین جادو کا شہر
سنکے وصف مین پل کی طبع روان — کہ یاد آگئے مجھکو جنت مکان
کہین دیکھی ہین ایسی بھی بادشاہ — ہوا ہے نہ ہوگا خدا ہے گواہ
عبادت مین دیانت مروت — شریعت مین سب کام موقوف تھی
سخاوت کی بھی ایسا اونچا تھا پا — کبھی لا کہہ جانی نہ تھی جس نے زکات
عجب اسکا نقد ایمان تھے — ہزارون مین ہندو و مسلمان تھے
جگت تھے سے آکے کلمہ پڑھا — مسلمان جب کب نہ بنگی ہوا
قضا تھا فقط کیا ایک ہی ہوسکے — اگر ہندو سنکے بھی چپکے ہوسکے
زر ملک عمال کہا کہا سے گئے — ہو سے چپکے جب قید مین آگئے
گئے حاضری سے کے درگاہ کو — پھرہ کہا نے دعا شاہ کو
لیے سنکے بار ان امور کے تمام — کہا تیغ کو ادب سے سلام

نہا کر بنے تسلیمہ پاک صاف
ہوئی باقی ہفت سالہ معاف

خطاب ایک فوراً عنایت ہوا
پہر اگلی نظامت کا خلعت ہوا

سنا ہے یہ پرہیزگار یکا حال
بائین سلطنت فکر اکل حلال

یہان تک کہ تہا خوف روز حساب
کہ جاسے کا تہا خرچ مہر خباب

خدا بخشے جنت مکان کو سحر
ہین باغ جنت مین قصر گہر

کہیا یاد مجھکو قصیدہ وہ سنا
وہ تہا پانچ سو شعر سے بہی سوا

زبان مبارک سے تعریف کی
کہا بس یہ خوبی ہے تصنیف کی

مین ہر بار تسلیم کو خم ہوا
کہلا غنچہ دل یہ عالم ہوا

بڑی دیر تک یہ عنایت رہے
ان آنکھون کو حاصل نہ یارا رہے

بجالایا آداب رخصت ہوا
مجھے سرفرازی کا خلعت ہوا

غزل روز اوس دن سے جانی لگی
نئی روز فرمایش آنے لگے

جب آتا تہا محفل مین بیت السرور
غزل گائی جاتی تہی اپنے حضور

عنایت کبہی گاہ ہنڈونکو ہوے
کبہی وہ غزل باجے والونکو دی

رہا سال دو سال یہ اتفاق
دکہایا مقدر نے آخر فراق

نہ کام آئے افسوس جان سحر
گئے خلد کو قدردان سحر

ہوا جب سے جنت مکان کا وصال
طبیعت کو رہتی ہے حسرت کمال

نہین پوچہتا کوئی رشک قمر
کہ تم کون ہو شام ہو یا سحر

نجات ایکدن آخر اس غم سے ہے
ابہی امید سلطان عالم سے ہے

دعا ہے کہ جب تک یہ عالم رہے
یہی دور سلطان عالم رہے

رہے دورۂ شاہ عالی مقام
نہ ہو جب تلک دور گردون تمام

درخشان رہے آفتاب کرم + کرین عید نوروز ہر روز ہم
ہمیشہ ترے اقبال ہو شہا ملک قبضے مین ہر سال ہو
سلامت رہے شاہ بیدار بخت حقیقت مین ہی رونق تاج و تخت
زیارت کدورت کو کرتی ہی صاف مرا عرض کرنا نہین ہے خلاف
قسم کھائیے ایسے اقبال کے سواری پیادون کی ہے پالکے
ستمگر ہے عدالت کا سارا جہان مٹا ہی دیا نام نوشیروان
خوش آمدسی یہ عرض کرتا نہین سکندر کو دارا کو رتبا نہین
یہ سیرت یہ صورت یہ تحمل کہان خزانہ ہوا ہی تو یہ دل کہان
عجب طرح کے ولولے دل مین ہین کہ جب دیکھیے عشق منزل مین ہین
پریزادون کے دل ہی قابو مین ہین نئے پیچ حضرت کے گیسو مین ہین
ہویدا ہی چشم و ابرو سے ہے کہ وحدہ الگ ہر پریرو سے ہے
کہون زلف مشکین کو شام اودہ تسلسل سے ہے انتظام اودہ
ختن کو بھی حلقہ ہی کوئی شمار ہوا لکھنؤ کی ہے اب مشکبار
پہنچین جہین پیان وہ پہندا ہی زلف گریبان قیصر کا فتیا ہے زلف
فدا جام جم چشم پر نور پر کہ سب حال عالم ہے پیش نظر
یہ چشم مروت تو دیکھے نہین کہ آنکھہ آگے مجرم کے اوٹھتے نہین
انہین آنکھون پر پردہ دارہا ہی ختم گھرانی یہ سب شفہ داری ہی ختم
قیامت بپا نخل قامت نے کی گلستان مین طرفہ حکایت سنی
صنوبر پہ سایہ جو کل پڑ گیا زمین مین خجالت سے گڑ گڑ گیا
بدل ہین جو حضرت غلام علی وظیفہ سے ہے دن رات نام علی

زبان مبارک پر ہی یہ سخن ؛ دم عیسوی ہی دم پنجتن
ادا اول سے کرتے ہین فرض خدا ؛ کہ ہوتی نہین پنجگانہ قضا
خواصون کو یہ حکم حضرت کا ہے ؛ کہ وقت سحر وقت غفلت کا ہے
اگر استراحت مین پاؤ سبھے ؛ تو پانی چھڑکنا کہ جاگا وسے تجھے
اوسی طرح ہی مجتہد کو ثبات ؛ اوسی طرح پاتے ہین شمس قمر کا ثبات
ہزارون ہین اہل تحقیق کا حساب ؛ نہین دخل ہر مدعی سا بیاب
زمانے کی دولت خزانی مین ہے ؛ لٹانے کا شہرہ زمانے مین ہے
خوش اخلاق و خوش طبع خوش اعتقاد ؛ سنا جسکو مومن کیا اتحاد
رفیقون کو بے انتہا زر دیا ؛ امیر کبیر آن مین کر دیا
کیا خاک سے پاک ایک ایک کو ؛ عنایت کی املاک ایک ایک کو
خطاب ایسی ایسی دیے جانثار کو ؛ کہ گمنام بھی ہو گئے نام ور
عنایت وہ کین نوکری و دکان ؛ نہ پہونچے سلیمان کا تخت روان
دیے سبکو پالکی کے دو نشان جہان ؛ ہوتی جسنے دو وقتی سواری کی شان
تکلف یہ اس سن مین پیدا کیا ؛ کہ ہر فن مین ایجاد اپنا کیا
یہ عالم جو پریون کے عالم کا ہی ؛ سب ایجاد سلطان عالم کا ہے
مکان ایسے ایسے بنائے کہ واہ ؛ پھسلتی ہے دیوار و در پر نگاہ
مکانون کے برجون پہ کیا نور ہے ؛ جو ہر کنگرے پر جلوہ طور ہے
جھلک ہی سو آتش طور سے ؛ غش آجائے موسی کو بھی دور سے
جلوخانے مین دخل ممکن نہین ؛ کہ رفعت مین گردون ہے اسکے زمین
جہان بارہ برجون کی ہی قید کیا ؛ عجب قبہ نور مین جا بجا

سواری کا بادِ بہاری ہے نام
گذر ہے جلوخانے میں صبح و شام

ختن کے ہرن دلکشا ہیں جو آئیں
سڑک دیکھکر چوکڑی بھول جائیں

چکارے ہیں ریتے کے اوڑتے ہوے
یہ حضرت کی آنکھیں ہیں دیکھے ہوے

عجب لوگ بادِ بہاری کے ہیں
یہ گلدستے سب ایک کیاری کے ہیں

ملازم نئے سیکھتے جاتے ہیں لوگ
کہ رستوں سے چن چن کے آتے ہیں لوگ

کبھی سو جو بانکا اکھٹا ہوا
وہ طیار تر پہار رسالا ہوا

قواعد سنے اور بولی الگ
جبھی آپ جا ٹوٹے لوٹے الگ

عجب کام کرتے ہیں پیہر کی ساتھ
قواعد میں رہجائیں گورونکے ہاتھ

قواعد میں ایجاد کیا کیا کیے
بڑے صاحب آ آکے دیکھا کیے

سوارونکی کرچیں چمکتی ہوئی
پڑی آنکھ جنپر جھپکتی ہوئی

طمنچے قبوروں میں تصویر کے
کریں ٹوٹ پلے پہ سو تیر کے

رسالی ہیں دریا تو کیسی ہیں موج
کنارہ کری کیوں نہ دشمن کی فوج

سواروں میں ہیں ایسے ایسے نہنگ
نگلجائیں دشمن کو ہنگام جنگ

سواروں کے ہر سو پرے کے پرے
وہ گہوڑے کہ انسان دیکھا کرے

قدم باز شایستہ و خوش خرام
اشارہ ہی کافی ہے جو ٹوٹے لگام

وہ تقریر کا ہیں لکھی جنکا لقب
بیاں کیا کہ ایران میں منتخب

اگر معرکے میں ہو ریچھی کا کام
یہ تازی کریں سر میں ترکی تمام

رسالوں کی ڈنکو نکے ہی یہ صدا
طفیل سوار براق اے خدا

سواروں کی جاری یہ بہرتی رہی
حرم کی سلامی اور تیغے رہے

سلامت رہے بادشاہ جرسے
ظفر یاب ہو یہ سپاہ جرسے

ملے لشکر عدو کو شکست
عجب دام سے دنیا میں یہ دم رہے
نہ بہولے گا اوس روز کا بہی نشان
رفیقوں سے کے وا عقدہ دل ہوے
عجب با وقعت سے جلوہ فرما ہوے
سر شاہ پر تاج رکہا گیا
فلک سا ئے گہا یکہ اوج وجاہ
نہیں آج روے زمین پہ نظیر
حقیقت تہی جشن جمشید کے
کہی لاکہ سے بیلے چڑہی تہی تماپ
سپشنہ ہر و سر جہان تیغ شہرت ہوئی
بجیں اور بجے سر میں جو شہنائیان
ملک تک پہونچے ایسے نالیں اور ینہ
لگے نور کے جا بجا لیفے لگے
وہ موتی پہ جہر ہوں سے تہی اوریز
لگاتے تہے نور کی گاتہیاں
جلیں گت بدن کو سکتی ہوے
دوپٹے کا آنچل جو منہ پہ لیا
وہ شالہ تہا ناچنے میں جہان
انگشا ہوگئے پیسے چہوٹے ہتہے

کریں ہفت اقلیم کا بندوبست
بہی دور سلطان عالم ہے
سنو جشن اول کا مجہسے بیان
فرح بخش میں آکے داخل ہوے
کہ یہ ساز و سامان مہیا ہوے
تو نذریں ہوئیں باج ہونے لگا
ہے وارث تاج و تخت و کلاہ
ہوے عزت ملک و تاج و سریر
فدا شخص و مال ان پہ ہم تغفور ہے
دلاک کو دیر نوبت بجا تہا آپ
ہوا شور محشر بپا نوبت ہوے
لگی ناچنے لو لیے آسمان
کبہی دیتے تہے ٹہو روہ ساہیر پڑیں
وہ ساتہ بہرتی میں ظہور کے
وہ چہکی کی تیلی وہ اطلس کی کرتی
تہے سینے اوبہری ہوئی چہاتیان
غضب تہیں وہ کمرین لچکتی ہوے
تو دامن میں خورشید کہینچ لیا
سر پہ لگیں کانوں کی بجلیان
قد خم وہ شالوں سے کرتی ہوے

پہرے سے بہار تبلا کے جو ناز سے
چلی راگنی پردۂ ساز سے

جہان تان توڑی ستم ہو گیا
وہ سم حق مین شور بیکسے سم ہو گیا

وہ گھنگرو یہ کہتے تھے ہر گام پر
نہ موقوف ہو ناچ آٹھون پہر

کہین رقص مین پاؤن تھمنے نہ پائے
بہار انگ کا رنگ جمنے نہ پائے

وہ ارسا ارکہ بڑھ بڑھ کے توڑا لیا
کہ انعام توڑے پہ توڑا لیا

کوئی پہنے تھے سر نے پیشوانہ
پڑے ہاتھ جسکے دامن پہ سبزہ نمانہ

عروس چمن صدقے تھے لباس پہ
کئے تھان سب ہاتھ پر گاس پہ

وہ جھلکی سجا ہے کہ دل لگ گیا -
طپنچہ دیا لو پہ ہے چپل گیا

جواہر کے ٹکڑے تھے ٹونکے بول
کہ ہیرا لئے بیٹھے تھے تان تول

سمنی جو گیا راگنے سب نے نظیر
کیا جسنے نجم الدنیا کو فقیر

سناتے تھے دہرا کوئی بر محل
کوئی گاتی تھی یہ سحر کی غزل

غزل

مبارک ہو گیا جشن شاہانہ ہے
فرح بخش کوٹھی پری خانہ ہے

ہے دورۂ جام چشم پر سے
سلامت رہے جسکا میخانہ ہے

کبھی آنکھ ہمسے بھی ملجاسے گی
ملیگا جو قسمت مین پیمانہ ہے

یہ گل اپنے کیونکر ہون اے بلبلو
چمن کا تو سبزہ بھی بیگانہ ہے

مرا شیشۂ دل نہ توڑے کہین
تری چال مین طرز مستانہ ہے

دکھاوینگے محشر مین خط جبین
یہان بھی معافی کا پروانہ ہے

پلا جلد تلچھٹ ہے ساقی کہین
نیا دور ہے بزم شاہانہ ہے

مبارک ہو شاہ اودھ کو یہ بزم
سحر جشن جمشید افسانہ ہے

غزل گانے کا کچھ عجب رنگ تھا — بیاون کا بھی قافیہ تنگ تھا
جنون خیز جنگلے سے دل خون ہوا — غزل سنکے خلقت بھی مجنون ہوا
بجاتے تھے ڈھاڑھی اس انداز سے — کہ آواز آتی تھی ہر ساز سے
یہی ویس سرو لیس دکھلاتا ہے — وہ جنگلا ہی جو شہر جھلواتا ہے
کلاونت کوئی کچھ پریہن ستے — وہ کہنہ سیون پہ کچھے ہوتی کاج
اوسنہیں لگا نیکی چیز نہیں تھی کمال — غزل ٹپا ٹھمری ترانہ خیال
سمندر کی تھی پاٹ آوازون میں — وہ سو جیسن تھیں پاتار ساز میں
اگر دیسی تان ایک لیتے میان — لہو تھوکا کرتے میان پان خان
بجاتے تھے جیسی عجب جلترنگ — فرنگی بجاتے تھے ارگن کا رنگ
کہیں بیلا بجتا تھا وہ لاجواب — کلاونت کھیلتے تھے اوٹا تھا حوا
جبھی تھیں سلامی کی سب پاشنین — عجب سردیان تھیں عجب پاشنین
کرون ورد یونکی میں تعریف کیا — کہ سیولا ہوا تختہ لالی کا تھا
وہ چاند کا بیٹھا سا دریا کا پاٹ — وہ لوہے کا پل سنگ مرمر کا گھاٹ
کناروں پہ عالم لگا سون روپے — وہ لنگر ہی ہو چاندنی جیسے
کناروں پہ تھا شہر ادھر ادھر — کہیں بادہ ریان کہیں گول
تمامی کی ہر برج پر جھنڈیان — چمک کا یہ عالم کہ برق طپان
وہ رونق وہ نکا پھرنا وہ بیلے کی دھوم — تماشائیون کا تھا کثرت سے ہجوم
وہ سیر چراغان وہ آتش کی رات — وہ آپس میں احباب کے گرمیان
کوئی کہتا تھا بھی وہ دوالی کی رات — غنیمت ہی سلطان عالم کی ذات
چراغون کا ہی عکس یا کوئی ناگ — لگائی ہی حضرت نے پانی میں آگ

عجب بات سلطان عالم کی ہے — یہ سب تھی بس اسی دم کی سے
وہ حضرت کی آمد سواری کا لطف — سلامی مین تھا چاندماری کا لطف
وہ توپون کا چلنا وہ غبار رنگ — ہوائی سی وہ ٹوٹنا تارون کا
وہ بجرے وہ پٹے کے دہوین دہوین جہاز — نہ ہونگے سمندر مین ایسے جہاز
وہ تالون کے چھوٹے ہوے بادبان — کسی پر تو نوبت کسی پر نشان
وہ چھلے کے بجنے پہ ڈنکا تہم — صدائین یہ ہر جا بہ پر دم بدم
سما اعجب شاہ جہان سے ہے — عمل جسکا ماہی سے تا ماہ ہے
بجاتے تھے باجے الگ ایک ساز — بجاتے تھے ڈاندو سنے کیا اعزاز
وہ تختہ بنا تھا ارم کا چمن — سجے تھے وہ کوٹھے کہ جیسے دلہن
کنول جہاڑ جہاڑ آئینے ہانڈیان — قرینے سے سب جسکا موقع جہان
ہمیشہ رہا جشن سرکار مین — نئی عید تھی روز دربار مین
مخالج ہوے اہل دربار سب — نہ ہے لوٹتے تھے تنخواہ سب
معافی کی فرمان جاری ہوے — جو اگلی تھی باون ہزار کی چہتے
سلامی کی توپین چلین چار سے — ڈھنڈورا پھرا شہر مین گہر بہ گہر
ہوئی عزت تاج و تخت و کلاہ — کہ سلطان عالم ہوے بادشاہ
قدیمی مکھوار ہے یہ سحر — سنین کو کہ حضرت کو بہر قی خبر
فراموش اب ذہن حضرت ہوں — ملازم مین ہر چند مدت سے ہون
قصیدہ بھی سابق مین گذرا ہے — مشرف زیارت سے بہی ہوچکا
جدا ہون جو قدمو سے یہ مشتاق ہے — یہ دل پہر زیارت کا مشتاق ہے
تمنا ہے ہر وقت حاضر رہوں — کبھی دم نہ خدمت سے اپنے پہرون

تصور سے حضرت کے پیرے لبین ہین
یہ سب کہتے ہین عشق منزل ہین

یہی ازدہ ہے ہوا خواہ کی
تواریخ موزون کرے شاہ کی

شب و روز ہے یہ دعائی فقیر
الٰہی طفیل جناب امیر

الٰہی سجے شہنشاہ طوس
مبارک ہو ہر سال جشن جلوس

زمانے کا یارب کوئی غم نہ ہو
کبھی محفل عیش برہم نہ ہو

قیامت تک اختر کا شہرہ رہے
شب ماہ مین رقص زہرہ رہے

خدا رکھے اس شہر کی خیر کو
عجب باغ فردوس ہے سیر کو

عجب دم سے ہے دنیا مین یہ دم رہے
یہی دور سلطان عالم رہے

قطعہ

قطعۂ تاریخ طبع کلیات نتیجۂ فکر شاعر شیرین بیان شیخ محمد جان متخلص بہ شاد

جب کلیات نظم سحر معدن سخن
مطبوع کار نامہ رونق فزا ہوا

منقوش لوح تازہ بہار چمن طراز
جدول ہر ایک خط شعاعی سے پر ضیا

زیب نگین مہر سلیمان ہر ایک لفظ
ہر ایک سطر زلف پری چہرہ حسین سوا

ہر نظم سلک گوہر مضمون آبدار
مرغوب خاص و عام ثنائیہ کبریا

مطلع ہر ایک مطلع والفجر والقمر
مقطع ہر ایک مقطع والشمس والضحیٰ

مصرع ہر ایک مصرع سرو قد حبیب
ہر بیت بیت ابروی معشوق خوش ادا

یعنی طراز صورت مانی ہر اک غزل
ہر ایک بند بستہ دلون کا گرہ کشا

ہر قطعہ وہ کہ نامہ خوبی ہو جس پہ قطع
ہر چار بیت چار حد رکن اربعا

ہر نسخہ جوس سخن ہر مخمسے
ششدر مسدسون کی صفا ہے ہر آشنا

ہر مثنوی ریاض سخن گلستان کلام
اشعار ہر قصیدہ گل مدحت و ثنا

فکر جو سال ختم و سنہ طبع اس کی کی
تاریخ یہ کہی کہ ریاض سخن کھلا
۱۲۹۰ ۱۲۹۲

التماس

شائقان سخن شیرین بیان

و مشتاقان کلام رنگین پر مخفی نہو

کہ ایک مدت سے راقم کو تلاش نظم روح پرور کلام موزون

پر اثر شاعر رنگین بیان فصیح اللسان جناب شیخ امان علی مرحوم المتخلص

سحر تہی الحمد للہ بتائید احباب تمنا پوری ہوئی باحسن اسلوب کلیات کی

ترتیب دی گئی ریاض سحر نام رکھا بغرض تفریح طبع شائقین چھاپ کے

مشتہر کیا اور آئندہ جو غزل و اشعار ہاتھ آئینگے بہنگام طبع ثانی شامل

کلیات کئے جاینگے اب حسب منشاء قانون نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع درخواست

رجسٹری کی ہے حفظ حقوق مشقت ترتیب و صحت کی فکر ہوئی ہے پس

بخدمت طالبان سخن سنج و پیشگان مرنجان مرنج التماس ہے کہ

جسقدر نسخے مطلوب ہوں مطبع کارنامہ واقع گولہ گنج متعلقہ شہر

لکھنئو سے طلب فرمائیں بے اجازت راقم چھاپنے

کا خیال نلائیں کہ نقصان اوٹھائیں گے

بر رسولان بلاغ باشد و بس

فقط

سنہ ۱۲۹۱ ہجری